امامت صدیق و علی

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷ رمیمن واڑہ روڈ، ممبئ ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئ ۹

غایۃ التحقیق

فی

امامۃ العلی و الصدیق

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فیکس: ۲۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۲۶۳۴۲۱۵۶_۰۲۲

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۴۳

سن اشاعت ۱۴۱۸ھ

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

[illegible]

وَالَّذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

اور وہ جو یہ سچ لے کر آئے اور جس شخص (ابوبکر) نے اس کی تصدیق کی وہی متقی ہیں (القرآن پ۲۴ رکوع ۱)

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ

وَاَبُوْبَکْرٍ اَسَاسُهَا	الحدیث رواہ الدیلمی	وَعُمَرُ حِیْطَانُهَا
وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا		وَعَلِیٌّ بَابُهَا

ترے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل

ابوبکر، فاروق، عثمان، علی ہے

(امام احمد رضا بریلوی)

نام کتاب ——— غایۃ التحقیق

مصنف ——— اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سن اشاعت ——— ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۸ء

طباعت ——— رضا آفسٹ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ چند

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم وفن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور وشور سے شروع ہوگیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور" "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولینا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی ومذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکین رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتیِ اعظم

محمد سعید نوری

بانی وسکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریر: محمد عبدالحکیم شرف قادری

خلیفۂ اوّل

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَصْدَقُ الصَّادِقِیْن، سَیِّدُ الْمُتَّقِیْن
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام
(امام احمد رضا)

آپ کا نامِ نامی عبداللہ، کنیت ابوبکر اور لقب صدیق، عتیق، یارِ غار اور "خلیفۂ رسول اللہ" ہے۔ عام فیل سے دو سال اور کچھ دن کم چار ماہ بعد ۵۷۲ عیسوی میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب یوں ہے، ابوبکر بن عثمان (ابو قحافہ)[۱۴] بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ، حضرت مُرّہ پر جاکر آپ کا نسب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کا کاروبار کیا کرتے تھے۔ معاشرہ میں آپ کا مقام نہایت بلند تھا۔ حتیٰ کہ رؤسائے قریش میں شمار ہوتے تھے، خون بہا کا فیصلہ آپ کے سپرد تھا۔ اس معاملہ میں تمام قریش آپ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے تھے۔ جود و سخا، صلہ رحمی، مہمان نوازی، بردباری و حلم اور صداقت و دیانت آپ کے وہ نمایاں اوصاف تھے۔ جن کا انکار آپ کے بدترین دشمن کفارِ قریش بھی نہ کرسکتے تھے

قاسمِ ازل نے آپ کو ابتدا ہی سے فطرتِ سلیمہ، قلب و نظر کی پاکیزگی، حق کو قبول کرنے والا دل اور بے پناہ ذکاوت و فطانت عطا فرمائی تھی۔ امام زہری فرماتے ہیں۔ آپ کو اللہ جل مجدہٗ کے بارے میں ساری زندگی میں کبھی شک واقع نہیں ہوا[1] آپ نے مشرف باسلام ہونے سے پہلے بھی کبھی شراب نہیں[2] پی۔ آپ کو ابتدا ہی سے سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف حاصل تھا۔ فیضِ صحبت نے آپ کے دلِ انور کو ایسا روشن آئینہ بنا دیا تھا جو باطل کے عکس کو کسی صورت میں قبول نہ کرتا تھا۔ اور حق و صداقت کے نور کو بغیر کسی تردد کے قبول کر لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے سامنے پیغامِ اسلام پیش کیا۔ تو آپ نے فوراً قبول کر لیا اور مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینِ اسلام اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔ جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ کی دعوت پر "عشرہ مبشرہ" میں سے پانچ صحابہ کرام حضرت عثمان غنی، زبیر بن عوام، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے ایسے سات حضرات کو خرید کر آزاد کیا جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں تکلیف دی جا رہی تھی ان ہی حضرات میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ آپ کی چار پشتیں شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئیں یہ فضیلت اور کسی خاندان کو حاصل نہیں ہوئی۔ وہ چار پشتیں یہ ہیں عبداللہ بن اسما بنت ابوبکر بن ابوقحافہ، اسی طرح یہ سلسلہ ہے۔ ابو عتیق بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ جن کی تفصیل کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔ آپ نے واقعۂ معراج کی تصدیق اس اعتماد و ایقان سے فرمائی۔ کہ کفار کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ اور مسلمانوں کو نیا جوش و جذبہ حاصل ہوا۔ اسی قوتِ ایمانی کی بنا پر

---

[1] امام ابن حجر مکی: الصواعق المحرقہ ص ۸۵ [2] ایضاً ص ۵۰،

آپ کو "صدیق" کا لقب دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ ہجرت تمام صحابہ کرام میں سے آپ ہی کو رفیقِ سفر منتخب فرمایا۔ اس سفر کے دوران آپ نے خلوص و ایثار اور دوستی کا وہ ریکارڈ قائم کیا کہ "یارِ غار" کا لقب ایک مثال بن گیا۔ آپ ہر جہاد میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور جانبازی کا مظاہرہ کیا۔ جب آپ مشرف باسلام ہوئے تو آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو آپ نے سب کے سب راہِ خداوندی میں صرف کر دئے۔ ۹ ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو "امیرِ حج" مقرر فرمایا۔

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ حضرت خاتم النبیین، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رحلت فرمانے کے بعد متفقہ طور پر آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اور دنیائے اسلام کی مایۂ ناز اور مقدس ترین ہستیوں نے آپ کی خلافت کو تسلیم کیا۔ اور بیعت کی، خود حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کے لئے اختیار فرمایا۔ (یعنی نماز کی امامت کے لئے) اس لئے ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے منتخب کیا (یعنی امامت و خلافت کے لئے) اور یہ امر واقعی ہے کہ آپ میں وہ تمام اوصاف بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے۔ جو کسی خلیفۂ راشد میں ہونے چاہئیں۔ تقوےٰ و پرہیزگاری، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت و محبوبیت اور اتباعِ سنت کا کامل جذبہ، کتاب و سنت کا علم، سیاست، شجاعت، صداقت اور سخاوت غرض جس وصف میں بھی آپ کو دیکھا جائے۔ اس میں آپ کی حیثیت نمایاں اور نقطۂ عروج پر دکھائی دیتی ہے۔ ذیل میں مختصر طور پر ان امور کی وضاحت کی جاتی ہے۔

تقویٰ و پرہیزگاری

ارشادِ ربانی ہے۔

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِیْ	سب سے زیادہ متقی آگ سے بچایا جائیگا
یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى وَمَا	جو اپنا مال پاکیزگی کے لئے دیتا ہے، اس
لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ	پر کسی کا احسان نہیں جسکی جزا دی
تُجْزٰۤى اِلَّا ابْتِغَآءَ	جائے۔ لیکن اپنے رب اعلیٰ کی

وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ ‏ رضامندی حاصل کرنے کے لئے، اور
یَرْضٰی (وَاللَّیل پ۳۰) وہ عنقریب راضی ہو جائے گا

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں :- مفسرین کا اتفاق ہے کہ " اتقٰی " (سب سے زیادہ متقی) سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں - دوسری جگہ ارشادِ الٰہی ہے - " اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ " (الحجرات پ۲۶ رکوع ۱۴) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وُہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو " ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق تمام صحابہ سے زیادہ متقی ہیں - اور جو سب سے زیادہ متقی ہو - وُہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں سب سے زیادہ عزت و فضیلت والا ہے - نتیجہ یہ نکلے گا - کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام صحابۂ کرام سے افضل ہیں -

اعلیحضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ اسی فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں -

خاص اُس سابقِ سیرِ قربِ خدا ‏ اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفا ‏ عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ‏ ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین ‏ چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

محبت و محبوبیت

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا - کہ تمام عمر اسلام لانے سے پہلے اور بعد آپ کے ساتھ رہے - اور وصال کے بعد پہلوئے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جگہ ملی - حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہٗ فرماتے ہیں -

زیست میں، موت میں اور قبر میں ثانی ہی رہے
ثانی اثنین کے اس طرح ہیں مظہر صدیق

امام ترمذی نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی - کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے - انہوں نے اپنی صاحبزادی

کا نکاح مجھ سے کیا ، مجھے دارِ ہجرت (مدینہ منورہ) کی طرف سوار کیا - بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا - اور اسلام میں ابوبکر کے مال کی مثل مجھے کسی کے مال نے نفع نہ دیا [1]

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی پرورش فرمائی - اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ان سے کیا - لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی صاحبزادی اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا - اور جانی و مالی خدمات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - حتیٰ کہ خود سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعترافِ خدمت کے طور پر کہا -

لَیْسَ فِی النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ ‏ لوگوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس
عَلَیَّ فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ مِنْ ‏ نے ابوبکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ
اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ ‏ پر احسان کیا ہو

اقبال نے اسی حدیث کا مضمون اپنے اشعار میں پیش کیا ہے ؎

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اول سینائے ما
ہمتِ او کشتِ ملت را چو ابر
ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

ہجرت کے موقعہ پر جب غارِ ثور کے پاس پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا - حضور! پہلے غار میں مَیں جاتا ہوں " فَاِنْ کَانَ فِیْہِ شَیْءٌ اَصَابَنِیْ دُوْنَکَ " اگر غار میں کوئی موذی ہو تو وہ آپ کو تکلیف نہ دے ، مجھے دے - چنانچہ غار کے تمام سوراخوں کو بند کر دیا اور ایک سوراخ جو باقی بچ گیا تھا - اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا - مشتاقِ زیارت سانپ نے تمام راستے بند پاکر آپ کے پائے اقدس پر ڈنک مارا - اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] ابن حجر مکی : الصواعق المحرقہ : ص ۱ ، [2] ایضاً ص ۲۲
[3] مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶ بروایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

کے لعابِ دہن لگادینے سے تکلیف دُور ہوگئی ۔ لیکن وہ زہر ہر سال عود کرتا رہا ۔ آخر اسی سے شہادت پائی ۔ اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں ؎

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اُن پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جانِ فروضِ غُرر کی ہے

آپ کی شانِ محبوبیت اس حدیث سے ظاہر ہے ۔ جیسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے ۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے " ذاتُ السلاسل " (ایک جگہ کا نام) کی جنگ سے واپس آئے تو دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا ۔

اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ	آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب
قَالَ عَائِشَۃُ ، قُلْتُ مِنَ	کون ہے ؟ فرمایا عائشہ ۔ عرض کیا
الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْھَا	مردوں سے ؟ فرمایا اس کا باپ (ابوبکر صدیق)

امام طبرانی حضرت سیّدنا علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ، تم نے ابوبکر کے بارے میں کچھ کہا ہے ؟ انہوں نے عرض کیا ۔ ہاں آپ نے فرمایا ۔ کہو میں سنتا ہوں ۔ انہوں نے درج ذیل اشعار عرض کئے ۔

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ	ابوبکر صدیق ، مقدس غار میں دو میں سے
طَافَ الْعَدُوُّ بِہٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا	دوسرے تھے ۔ جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر غار
وَکَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ عَلِمُوْا	کے گرد چکر لگا رہے تھے ۔ آپ رسول اللہ
مِنَ الْبَرِیَّۃِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ رَجُلَا	صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب تھے ۔ لوگ جانتے تھے کہ حضور کسی کو آپ کے برابر قرار نہیں دیتے[۲]

ل مشکوٰۃ شریف : ص ۵۵۵   ۲ ابن حجر : الصواعق المحرقہ : ص ۸۵

یہ سن کر نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب مسکرائے اور فرمایا " صَدَقْتَ یَا حَسَّانُ ھُوَ کَمَا قُلْتَ " اے حسان تو نے سچ کہا وہ اسی طرح ہیں جیسے تم نے کہا ۔

اِتّباعِ سُنّت

نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر شام کی سرحد کی طرف روانہ کیا ۔ ابھی وہ مقام ذی خشب میں پہنچے تھے کہ سرورِ دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا ۔ بہت سے صحابہ کرام کا خیال تھا کہ عرب کے متعدد قبائل کے مُرتد ہو جانے کی وجہ سے حالات نہایت سنگین ہو گئے ہیں ۔ اس لئے اس لشکر کو روانہ نہ کیا جائے اور اگر اس لشکر کو بھیجنا ہی ہے تو حضرت اسامہ (جن کی عمر بیس سال سے بھی کم ہے) کی جگہ کسی عمر رسیدہ اور تجربہ کار شخص کو امیرِ لشکر بنایا جائے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ کر بات ختم کردی کہ اگر مجھے یہ خطرہ بھی ہو کہ درندے مجھے چیر پھاڑ ڈالیں گے ۔ تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کروں گا ۔ جب یہ لشکر کامیاب ہو کر واپس ہوا تو بہت سے لوگوں کو ثابت قدمی نصیب ہوئی اس سے آپ کی قوتِ ایمانی اور اتباعِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جذبۂ کامل کا پوری طرح اندازہ ہوسکتا ہے ۔

کتاب وسُنّت کا عِلم

امام احمد ، ابوداؤد وغیرہما نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ بنو عمرو بن عوف ن آپس میں جنگ تھی جب یہ بات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ ان میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے ۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ؛ اگر نماز کا وقت ہو جائے اور میں نہ پہنچوں تو ابوبکر سے کہنا کہ لوگوں کو نماز پڑھادیں ۔ چنانچہ نماز کا وقت ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق نے نماز پڑھائی ۔

امام بخاری و مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں ۔ کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبع مبارک ناساز ہوئی ۔ تو آپ نے فرمایا ۔

ل ابن حجر مکی : الصواعق المحرقہ ص ۲۲

مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ[۱] — ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

اس حدیث کو متعدد صحابہ نے روائت کیا۔ اور ایک حدیث میں ہے۔

یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَءُهُمْ لِکِتٰبِ اللّٰہِ — قوم کا امام وہ بنے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری اور زیادہ عالم ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام سے کتاب اللہ کے زیادہ عالم تھے۔ اسی لئے سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں انہیں امام بنایا یہ بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر، خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے، کیونکہ نماز ارکانِ اسلام میں سے اہم ترین رکن ہے اسی لئے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

فَاخْتَرْنَا لِدُنْیَانَا مَنِ اخْتَارَہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِدِیْنِنَا فَاَدَّیْتُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ حَقَّہٗ وَعَرَفْتُ لَہٗ طَاعَتَہٗ[۲] — جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین (نماز کی امامت) کیلئے منتخب فرمایا اُسے ہم نے اپنی دنیا (خلافت) کیلئے منتخب کیا۔ لہٰذا میں نے ابوبکر کو ان کا حق دے دیا اور میں نے انکی اطاعت کو پہچان لیا

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کس جگہ دفن کیا جائے۔ تو حضرت صدیق اکبر نے بیان کیا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہر نبی کو ان کے وصال کی جگہ دفن کیا گیا[۳]۔ چنانچہ تمام صحابہ کرام نے اس پر اتفاق کیا۔ اس سے آپ کی کتاب و سنت پر وسیع نظر کا پتہ چلتا ہے۔

سیاست نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جگہ جگہ سے ارتداد کی خبریں آنے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ بخدا میں اس شخص سے جہاد کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں فرق پیدا کرے گا (یعنی کسی کا انکار کرے)، اور اگر کسی شخص نے ایک رسی بھی روک لی جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں دیا کرتا تھا۔ تو میں اس سے

۱۔ ابن حجر: الصواعق المحرقہ: ص ۲۲ ۲۔ ایضاً: ص ۲۳ ۳۔ ایضاً: ص ۲۸

۴۔ ایضاً: ص ۲۹

بھی جہاد کروں گا۔ چنانچہ آپ کی مساعی جمیلہ سے فتنۂ ارتداد پر پوری طرح قابو پا لیا گیا۔ ۱۱ھ کے آخر میں نبوت کا جھوٹا دعویدار مسیلمہ کذاب بڑی قوت حاصل کر گیا۔ اور اس نے یمامہ کے مقام پر چالیس ہزار افراد کی فوج جمع کر لی۔ اس کے استیصال کے لئے آپ نے حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا۔ جس نے اس فتنہ کو موت کی نیند سُلا دیا۔ اس موقع پر چونکہ کثیر صحابہ کرام جامِ شہادت نوش فرما گئے تھے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے حضرت زید بن ثابت کو جمع قرآن پر مامور فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے قرآن مجید جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے قرآن مجید کو جمع کرنے کا سہرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر ہے۔ امتِ مسلمہ پر آپ کا یہ عظیم الشان احسان ہے ورنہ نہ معلوم آج کتنے لوگ قرآن کا انکار کر چکے ہوتے اور کتنے نبوت کے جھوٹے دعویدار بن چکے ہوتے۔ آپ کے مختصر دورِ خلافت (دو سال چار ماہ) میں مسلمانوں کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اور کثیر التعداد شہر فتح ہوئے۔

شجاعت امام بزار اپنی مسند میں فاتح خیبر اسد اللہ الغالب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت کرتے ہیں کہ آپ نے لوگوں سے پوچھا سب سے بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا: سب سے زیادہ بہادر آپ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا ہوں مجھے یہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا ہمیں علم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سب سے بہادر ابوبکر صدیق ہیں۔ کیونکہ جنگ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک چھپر تیار کیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا تاکہ کوئی مشرک ادھر نہ آسکے تو بخدا صرف ابوبکر صدیق تھے جو برہنہ تلوار لے کر پہرہ دیتے رہے جو مشرک اس طرف کا قصد کرتا اُسے روکتے تھے۔ لہٰذا آپ سب سے زیادہ بہادر ہیں[۱]

صداقت ہجرت کے موقع پر راستہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کافر نے پوچھا۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ یہ لمحہ بڑا نازک تھا اگر آپ صاف بات کہہ دیتے تو خدشہ تھا کہیں کافر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائیں اور اگر صحیح بات نہ کہتے تو آپ کی صداقت پر حرف آتا۔ آپ نے بڑا لطیف و بلیغ جواب دیا۔ فرمایا ہٰذَا یَہْدِیْنِی السَّبِیْلَ

۱۔ الصواعق المحرقہ ص ۳۰

(یہ راہبر ہیں) آپ کا مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق و صداقت کے راہنما ہیں اور کافر یہ سمجھا کہ شاید یہ کہیں راہبر کے ساتھ سفر پر جا رہے ہیں اس طرح یہ مرحلہ بحسن و خوبی طے ہو گیا۔

امام حاکم، حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے راوی ہیں کہ ہم نے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے عرض کیا۔ ہمیں حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں کچھ بتائیے۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے۔ جس کا نام اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر صدیق رکھا۔[1]

سخاوت

حضرت امیر المؤمنین، غیظ المنافقین، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں صدقے کا حکم دیا۔ اتفاقاً اس دن میرے پاس بہت سا مال تھا۔ میں نے سوچا آج ابوبکر سے سبقت لے جاؤں گا، چنانچہ میں نے نصف مال لاکر پیش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے گھر والوں کیلئے کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا اسی کی مثل۔ اتنے میں ابوبکر اپنا تمام مال لے آئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر اپنے گھر والوں کے لئے کیا رکھا؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے سوچا۔ میں ان سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔[2] اقبال نے اس قول کا یوں ترجمہ کیا ہے ؎

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

آخر میں حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک فرمان ملاحظہ ہو۔ جسے دار قطنی نے روایت کیا کہ سالم بن ابی حفصہ (شیعی) کہتے ہیں۔ کہ میں نے ان دونوں حضرات سے شیخین کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا: اے سالم شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت رکھ اور ان کے دشمن سے دور ہو کیونکہ وہ دونوں ہدایت کے امام تھے۔[3]

یہ خلیفہ رسول اللہ، افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

[1] ایضاً: ص ۷۰ [2] ایضاً: ص ۷۵ [3] ایضاً: ص ۵۳

و مناقب کی ایک جھلک ہے۔ جس سے اُن کی عظمتِ شان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ۲۲ جمادی الاخریٰ مطابق ۲۳ اگست (۱۳ھ / ۶۳۴ء) سہ شنبہ کی شب مغرب و عشاء کے درمیان ۶۳ برس کی عمر میں زہر کے اثر سے آپ کا وصال ہوا اس طرح آپکو شہادت باطنی کا مقام حاصل ہوا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں گنبدِ خضراء کے اندر محوِ استراحتِ ابدی ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے آیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ افضل تھے یا کم؟

الجواب

اہل سنت و جماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں۔ تمام امم عالم اولین و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت و عزت و وجاہت و قبول و کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ط يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ط[1]

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے۔ کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم و مولاہم و آلہ و علیہم و بارک وسلم، اس

[1] بیشک فضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

مذہبِ مہذب پر آیاتِ قرآنِ عظیم و احادیثِ کثیرہ حضور پُرنور نبی کریم علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم، و ارشاداتِ جلیلہ واضحہ امیر المومنین مولا علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ اہل بیت طہارت و ارتفا و اجماعِ صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحاتِ اولیائے امت و علمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائلِ باہرہ[۱] و حجج قاہرہ[۲] ہیں جن کا استیعاب[۳] نہیں ہو سکتا۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس مسئلہ میں ایک کتابِ عظیم، بسیط و ضخیم، دو مجلد پر منقسم نام تاریخی مَطْلَعُ الْقَمَرَیْن فِی اِبَانَۃِ سَبْقَۃِ الْعُمَرَیْن[۴] سے متسیم[۵] تصنیف کی۔ اور خاص تفسیر آیۂ کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ[۶] اور اس سے افضلیّتِ مطلقہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثبات و احقاق اور اوہامِ خلاف[۷] کے ابطال و ازہاق میں ایک جلیل رسالہ مسمّٰی بنامِ تاریخی اَلزُّلَالُ الْاَنْقٰی مِنْ بَحْرِ سَبْقَۃِ الْاَتْقٰی[۸] تالیف کیا۔ اس مبحث کی تفصیل اِن کتب پر موکول[۹]۔ یہاں صرف چند ارشاداتِ ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اقتصار[۱۰] ہوتا ہے۔

اللہ عزّ و جلّ کی بیشمار رحمت و رضوان و برکت امیر المومنین، اسدِ حیدر، حق گو، حق دان، حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنٰی پر کہ اس جناب نے مسئلۂ تفضیل کو بغایت مفصّل فرمایا اپنی کرسیِ خلافت و عرش زمامت پر برسرِ منبر، مسجد جامع و مشاہد[۱۱] و مجامع و جلواتِ عامہ و خلواتِ خاصہ میں بطرق[۱۲] عدیدہ تامہ و مدیدہ، سپید و صاف، ظاہر و واشگاف، محکم و مفسّر، بے احتمالِ دگر، حضراتِ شیخین کریمین، وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذاتِ پاک اور تمام اُمّتِ مرحومۂ سیّدِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل و بہتر ہونا ایسے روشن و اَبیَن[۱۳] طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح کا شائبۂ شک و تردّد نہ رہا، مخالفِ مسلک کو مفتری بتایا۔ اُسّی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا[۱۴]، حضرت سے ان اقوال کریمہ کے راوین[۱۵] اَسّی سے زیادہ صحابہ و تابعین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

---

[۱] روشن دلائل اور زبردست دلیلیں [۲] احاطہ [۳] چاند سورج کا طلوع، صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت ظاہر کرنے میں (مصنفہ ۱۲۹۷ھ) [۴] موسوم [۵] تحقیق اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ فضیلت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے [۶] صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کے انکار [۷] تردید [۸] اتقی (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی فضیلت کے دریا سے صاف و شفاف چشمہ (مصنفہ ۱۳۰۰ھ) حاشیہ بقیہ ص ۱۷

صواعق امام ابن حجر مکی میں ہے:

قَالَ الذَّهَبِيُّ وَقَدْ تَوَاتَرَ ذٰلِكَ عَنْهُ فِي خِلَافَتِهِ وَكُرْسِيِّ مَمْلَكَتِهِ وَبَيْنَ الْجَمِّ الْغَفِيرِ مِنْ شِيعَتِهِ ثُمَّ بَسَطَ الْأَسَانِيدَ الصَّحِيحَةَ فِي ذٰلِكَ قَالَ وَيُقَالُ رَوَاهُ عَنْ عَلِيٍّ نَيِّفٌ وَثَمَانُونَ نَفْسًا وَعَدَّدَ مِنْهُمْ جَمَاعَةً ثُمَّ قَالَ فَقَبَّحَ اللّٰهُ الرَّافِضَةَ مَا اَجْهَلَهُمْ انتهى

(امام احمد ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) الصواعق المحرقہ مطبوعہ مصر (۱۳۰۸ھ) ص ۶۰)

ذہبی نے کہا: تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اپنے دورِ خلافت و حکومت میں اور کثیر مصاحبین کے درمیان فرمائی۔ بعد ازاں اس بارے میں صحیح سندوں کو تفصیل سے ذکر کیا۔ یہ بھی کہا کہ محدثین کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کے روایت کرنے والے اسّی سے زیادہ حضرات ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت کا ذکر بھی کیا اور فرمایا خدا روافض کو ذلیل کرے کس قدر جاہل ہیں (مرتب)

یہاں تک کہ بعض مُنصفانِ شیعہ مثل عبد الرزاق مُحدّث صاحبِ مصنَّف نے باوصف تشیّع، تفضیلِ شیخین اختیار کی اور کہا۔ جب خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنٰی انھیں اپنے نفسِ کریم پر تفضیل دیتے تو مجھے اس اعتقاد سے کب مفر[۱] ہے، مجھے یہ گناہ کیا تھوڑا ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کا خلاف کروں۔

صواعق میں ہے:-

وَمَا اَحْسَنَ مَا سَلَكَهُ بَعْضُ الشِّيعَةِ الْمُنْصِفِينَ كَعَبْدِ الرَّزَّاقِ فَاِنَّهُ قَالَ اُفَضِّلُ الشَّيْخَيْنِ بِتَفْضِيلِ عَلِيٍّ اِيَّاهُمَا عَلٰى نَفْسِهِ وَاِلَّا لَمَا فَضَّلْتُهُمَا

بعض مُنصف شیعہ مثلاً عبد الرزاق، (مشہور محدث) نے کیا عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں۔ میں شیخین کریمین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اس لئے

(بقیہ ص ۱۶)

[۹] سپرد [۱۰] اکتفا [۱۱] مجلسوں اور محفلوں [۱۲] کئی طریقوں سے [۱۳] واضح [۱۴] فضیلتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف کو بہتان باندھنے والا قرار دیا [۱۵] روایت کرنے والے

[۱] جائے گریز

كَفٰى بِيْ وِزْرًا اَنْ اُحِبَّهٗ ثُمَّ اُخَالِفَهٗ [1]

افضل مانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے آپ سے افضل قرار دیا ورنہ میں انہیں افضل نہ مانتا، میرے لئے یہ کچھ کم گناہ نہیں کہ حُبّ علی کے باوجود میں علی کی مخالفت کروں (مُرتّب)

اب چند احادیث مُرتضوی سُنیئے :-

حدیث اوّل صحیح بخاری شریف میں سیدنا و ابن سیدنا امام محمد بن حنفیہ، صاحبزادہ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہما سے مروی :-

قُلْتُ لِاَبِيْ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ [2]

میں نے اپنے والد ماجد کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہے؟ فرمایا ابوبکر۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین

حدیث دوم امام بُخاری اپنی صحیح اور ابن ماجہ سنن میں بطریق عبداللہ بن سلمہ، امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ فرماتے تھے۔

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ [3]

بہترین مردم بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر ہیں۔ اور بہترین مردم بعد ابوبکر، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ہذا حدیث ابن ماجۃ)

حدیث سوم امام ابن القاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل بلخی، "کتاب السُّنۃ" میں راوی

اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنِ مَرْدَوَيْهِ ثَنَا سُلَيْمٰنُ

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

[1] ابن حجر مکی، الصواعق المحرقہ ص ۶۲ [2] ایضاً، ص ۶۸ [3] ایضاً ص ۶۰ الفاظ مختلف ہیں ۱۲

بْنُ اَحْمَدَ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْمَنْصُوْرِ، الرُّمَّانِيْ ثَنَا دَاؤُدُ بْنُ مُعَاذٍ ثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ الْعَتَكِيُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: بَلَغَ عَلِيًّا اَنَّ اَقْوَامًا يُفَضِّلُوْنَهٗ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ، يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ اَقْوَامًا يُفَضِّلُوْنَنِيْ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهِ لَعَاقَبْتُ فِيْهِ فَمَنْ سَمِعْتُهٗ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ يَقُوْلُ هٰذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ، عَلَيْهِ حَدُّ الْمُفْتَرِيْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْخَيْرِ بَعْدُ قَالَ وَفِي الْمَجْلِسِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَوْ سَمَّى الثَّالِثَ لَسَمّٰى عُثْمَانَ [1]

امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انہیں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے ہیں، یہ سُن کر منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ حمد و ثنائے الٰہی بجالائے، پھر فرمایا۔ اے لوگو مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتے ہیں، اس بارہ میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بیشک سزا دیتا، آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا، وہ مُفتری ہے، اس پر مُفتری کی حد یعنی اسّی کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا۔ بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابوبکر ہیں۔ پھر عمر پھر خدا خوب جانتا ہے کہ اُن کے بعد کون سب سے بہتر ہے، علقمہ فرماتے ہیں مجلس میں سیدِ امام حسن مُجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عُثمان کا نام لیتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حدیث چہارم امام دارقطنی سنن میں اور ابو عمرو بن عبدالبر، استیعاب میں حکم بن حجل سے راوی۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ فرماتے ہیں۔

[1] ایضاً، ص ۶۰ (مختصراً الفاظ مختلف)

لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ[1]

میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہے۔ اُسے مُفتری کی حد لگاؤں گا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پنجم

سنن دار قطنی میں حضرت ابو جُحَیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ، کے مُقرب بارگاہ تھے، جناب امیر انہیں " وہب الخیر" فرمایا کرتے تھے، مروی

اِنَّہٗ کَانَ یَرَی اَنَّ عَلِیًّا اَفْضَلُ الْاُمَّۃِ فَسَمِعَ اَقْوَامًا یُخَالِفُوْنَہٗ فَحَزِنَ حُزْنًا شَدِیْدًا فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ بَعْدَ اَنْ اَخَذَ یَدَہٗ وَاَدْخَلَہٗ بَیْتَہٗ مَا اَحْزَنَکَ یَا اَبَا جُحَیْفَۃَ فَذَکَرَ لَہُ الْخَبَرَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِخَیْرِ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ، خَیْرُھَا اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ اَبُوْ جُحَیْفَۃَ فَاَعْطَیْتُ اللّٰہَ عَھْدًا اَنْ لَّا اَکْتُمَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ بَعْدَ اَنْ شَافَھَنِیْ بِہٖ عَلِیٌّ مَا بَقِیْتُ[2]

یعنی ان کے خیال میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، تمام اُمت سے افضل تھے، انہوں نے کچھ لوگوں کو اسکے خلاف کہتے سُنا، سخت رنج ہوا۔ حضرت مولیٰ علی ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانۂ ولایت میں لے گئے، غم کی وجہ پوچھی گذارش کی۔ فرمایا کہ میں تمہیں نہ بتاؤں کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے ابو بکر ہیں پھر حضرت عمرؓ، حضرت ابو جُحیفہ فرماتے ہیں۔ میں نے اللہ عز و جل سے عہد کیا کہ جب تک جیوں گا۔ اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا۔ بعد اسکے کہ حضرت مولیٰ نے خود بالمُشافہہ مجھ سے ایسا فرمایا۔

حدیث ششم

امام احمد، مسند ذی الیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں ابو حازم سے راوی

قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ

یعنی ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین

[1] ایضاً ص ۶۰ [2] ایضاً ۵

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فَقَالَ مَا کَانَ مَنْزِلَۃُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْزِلَتُھُمَا السَّاعَۃَ وَھُمَا ضَجِیْعَاہُ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابو بکر و عمر کا مرتبہ کیا تھا فرمایا، جو مرتبہ اُن کا اَب ہے کہ حضور کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں۔

حدیث ہفتم

دار قطنی حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے راوی کہ ارشاد فرماتے ہیں

اَجْمَعَ بَنُوْ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ عَلٰی اَنْ یَّقُوْلُوْا فِی الشَّیْخَیْنِ اَحْسَنَ مَا یَکُوْنُ مِنَ الْقَوْلِ[1]

یعنی اولادِ امجاد حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہا الکریم وعلیہا وعلیہم وبارک وسلم کا اجماع و اتفاق ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو

ظاہر ہے کہ سب سے بہتر بات اسی کے حق میں کہی جائے گی جو سب سے بہتر ہو

حدیث ہشتم

امام ابن عساکر وغیرہ سالم بن ابی الجعد سے راوی

قُلْتُ لِمُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِیَّۃِ ھَلْ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا، قَالَ لَا قُلْتُ فِیْمَ عَلَا اَبُوْ بَکْرٍ وَّسَبَقَ، حَتّٰی لَا یُذْکَرُ اَحَدٌ غَیْرَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ لِاَنَّہٗ کَانَ اَفْضَلَھُمْ اِسْلَامًا حِیْنَ اَسْلَمَ حَتّٰی لَحِقَ بِرَبِّہٖ[2]

یعنی میں نے امام محمد بن حنفیہ سے عرض کیا ابو بکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے! فرمایا نہ میں نے کہا پھر کیا بات ہے کہ ابو بکر سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے یہانتک کہ لوگ اُنکے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے فرمایا یہ اس لئے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل تھے جب سے اسلام

[1] ایضاً ص ۵۲ [2] ایضاً ص ۵۳

حدیث نہم امام ابوالحسن دارقطنی، جندب اسدی سے راوی کہ امام محمد بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ ابن علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس کچھ اہلِ کوفہ وجزیرہ نے حاضر ہوکر ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارہ میں سوال کیا۔ امام ممدوح نے میری طرف ملتفت ہوکر فرمایا۔

اُنْظُرُوْا اِلٰی اَھْلِ بِلَادِكَ یَسْأَلُوْنِیْ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ، لَھُمَا اَفْضَلُ عِنْدِیْ مِنْ عَلِیٍّ [1]	اپنے شہر والوں کو دیکھو مجھ سے ابوبکر وعمر کے بارے میں سوال کرتے ہیں، وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہ مولیٰ علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ امام اجل حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے اور حضرت شہیدِ کربلا کے نواسے ہیں۔ ان کا لقب مبارک "نفس زکیہ" ہے۔ ان کے والد حضرت عبداللہ محض کہ سب میں پہلے حسنی حسینی دونوں شرف کے جامع ہوئے لہٰذا محض کہلائے۔ اپنے زمانہ میں سردار بنی ہاشم تھے۔ ان کے والد ماجد امام حسن مثنیٰ اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہم وعلیہم وبارک وسلم ہیں۔

حدیث دہم امام حافظ عمرو بن ابی شیبہ، حضرت امام اجل سیّد زید شہید ابن امام علی سجاد زین العابدین ابن امام حسین سعید شہید صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیٰ جدہم الکریم وعلیہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کوفیوں سے فرمایا۔

اِنْطَلَقَتِ الْخَوَارِجُ فَبَرِأَتْ مِمَّنْ دُوْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ، وَلَمْ یَسْتَطِیْعُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا فِیْھِمَا شَیْئًا وَانْطَلَقْتُمْ فَطَفَرْتُمْ فَوْقَ ذٰلِكَ فَبَرِئْتُمْ مِنْھُمَا فَمَنْ بَقِیَ؟ فَوَاللهِ مَا بَقِیَ اَحَدٌ اِلَّا بَرِئْتُمْ مِنْهُ [2]	یعنی خارجیوں نے اٹھ کر ان سے تبریٰ کی جو ابوبکر وعمر سے کم تھے (یعنی عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مگر ابوبکر وعمر کی شان میں کچھ کہنے کی گنجائش نہ پائی۔ اور تم نے اے کوفیو! اوپر جست لگا کر ابوبکر وعمر سے تبریٰ کی تو اب کون رہ گیا۔ خدا کی قسم اب کوئی نہ رہا جس پر تم نے تبرّا نہ کیا ہو۔ والعیاذ باللہ

---

[1] ایضاً، ص ۵۵

[2] ایضاً، ص ۵۳

اللہ اکبر! امام زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجید ہم غلامانِ خاندانِ زید کو بحمداللہ کافی ووافی ہے۔ سیّد ساداتِ بلگرام، حضرت مرجع الفریقین، مجمع الطریقین، حبر شریعت، بحر طریقت، بقیۃ السلف حجۃ الخلف، سیّدنا ومولانا میر عبدالواحد حسینی سیّد بلگرامی قدس اللہ سرہ السامی نے کتاب مستطاب "سبع سنابل" شریف تصنیف فرمائی۔ کہ بارگاہِ عالم پناہ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موقعِ قبول عظیم پر واقع ہوئی۔ حضرت مستفتی دامت برکاتہم العالیہ کے جدِّ امجد اور اس فقیر کے آقائے نعمت ومولائے اوحد، حضرت اسد الواصلین، محبوب العاشقین سیّدنا ومولانا حضرت سیّد شاہ حمزہ حسینی زیدی مارہروی قدس سرہ القوی کتاب مستطاب "کاشف الاستار" شریف کی ابتدا میں، فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ درخاندانِ ما حضرت سندُ المحققین، سیّد عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحبِ کمال برخاستہ اند۔ قطب فلک ہدایت ومرکز دائرہِ ولایت بود، در علم صوری ومعنوی فائق واز مشاربِ اہلِ تحقیق ذائق، صاحبِ تصنیف و تالیف است ونسب ایں فقیر بہ چہار واسطہ بذاتِ مبارکش می پیوندد	واضح ہو کہ ہمارے خاندان میں سندُ المحققین سیّد عبدالواحد بلگرامی بہت بڑے صاحب کمال ہوئے ہیں۔ آسمانِ ہدایت کے قطب اور دائرہِ ولایت کے مرکز تھے۔ ظاہری وباطنی علم میں کامل اور محققین کے مسلک سے آشنا تھے، صاحبِ تصنیف وتالیف تھے، اس فقیر کا نسب ان کی ذات مبارک تک چار واسطوں سے پہنچتا ہے۔

پھر چند اجزاء کے بعد فرماتے ہیں:۔

اشہر تصانیفِ او کتاب سبع سنابل است در سلوک وعقائد، حاجی الحرمین سیّد غلام علی آزاد سلمہ در مآثر الکرام می نویسد۔ در شہر رمضان المبارک سنۃ خمس وثلثین والف مولفِ اوراق در دار الخلافہ شاہجہان آباد خدمت شاہ	سلوک وعقائد میں آپ کی مشہور ترین تصنیف "سبع سنابل" شریف ہے، حاجی الحرمین سیّد غلام علی آزاد بلگرامی "مآثر الکرام" میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ رمضان المبارک ۱۰۳۵ھ میں مؤلفِ اوراق (آزاد بلگرامی) دار الخلافہ شاہجہاں آباد

کلیم اللہ چشتی قدس سرہ را زیارت کرد و ذکرِ میر عبدالواحد قدس سرہٗ درمیان آمد شیخ مناقب و مآثرِ میر تا دیر بیان کرد فرمود شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بسترِ خواب گزاشتم در واقعہ می بینم کہ من و سید صبغۃ اللہ بروجی معاً در مجلسِ اقدس رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باریاب شدیم۔ جمعے از صحابہ کرام و اولیائے اُمت حاضر اند درینہا شخصے است کہ حضرت با او لب بہ تبسم شیریں کردہ حرفہا می زنند و التفات تمام دارند، چوں مجلس آخر شد، از سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ ایں شخص کیست کہ حضرت با او التفات بایں مرتبہ دارند گفت میر عبدالواحد بلگرامی و باعث مزید احترام او این است کہ "سبع سنابل" تصنیف او در جناب رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول افتادہ۔ انتہیٰ

میں حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ دورانِ گفتگو میر عبدالواحد (بلگرامی) قدس سرہٗ کا ذکر آگیا۔ حضرت شیخ دیر تک میر عبدالواحد کے فضائل و مناقب بیان فرماتے رہے۔ فرمایا، ایک رات میں مدینہ طیبہ میں آرام کر رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور سید صبغۃ اللہ دربارِ رسالت میں حاضر ہیں۔ صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی ایک جماعت حاضر ہے ان میں سے ایک شخص کے ساتھ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے گفتگو فرما رہے ہیں اور بہت التفات فرما رہے ہیں۔ جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے سید صبغۃ اللہ سے پوچھا یہ شخص کون ہے۔ کہ حضرت انکی طرف اسقدر التفات فرما رہے ہیں انہوں نے بتایا یہ سید عبدالواحد بلگرامی ہیں۔ ان کا اعزاز و اکرام اسوجہ یہ ہے کہ انکی تصنیف "سبع سنابل" دربارِ رسالت میں مقبول ہو چکی ہے۔ (مرتب)

حضرت میر قدس سرہٗ المنیر نے اس کتاب مقبول و مبارک میں مسئلہ تفضیل، بکمالِ تفصیل و تاکیدِ جمیل و تہدیدِ جلیل ارشاد فرمایا۔ لفظ مبارک سے چند حروف کی نقل سے شرف حاصل کروں۔ اولیائے کرام و محدثین و فقہاء جملہ اہلِ حق کے اجماعی عقائد میں بیان فرماتے ہیں۔

واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء

(اہل حق) کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام کے بعد

ابوبکر صدیق است و بعد از وے عمر فاروق است و بعد از وے عثمان ذی النورین است و بعد از وے علی مرتضیٰ است۔

تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں انکے بعد عمر فاروق انکے بعد عثمان ذی النورین اور انکے بعد علی مرتضےٰ ہیں

پھر فرمایا

فضل ختنین از فضلِ شیخین کمتر است بے نقصان و بے قصور

حضرت عثمان و علی کی فضیلت ابوبکر و عمر سے بغیر کسی عیب و نقصان کے کم ہے

پھر فرمایا

اجماعِ اصحاب و تابعین و تبع تابعین و سائر علماءِ امت ہم بریں عقیدہ واقع شدہ است۔

صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماءِ امت کا یہی عقیدہ ہے۔

پھر فرمایا

مخدوم قاضی شہاب الدین در تیسیر الاحکام نبشت کہ ہیچ ولی بدرجۂ ہیچ پیغمبرے نرسد زیرا کہ امیر المؤمنین ابوبکر بحکم حدیث بعد پیغمبراں از ہمہ اولیاء برتر است و او بدرجۂ ہیچ پیغامبرے نرسید و بعد او امیر المؤمنین عمر بن الخطاب است و بعد او امیر المؤمنین عثمان بن عفان است و بعد او امیر المؤمنین علی بن ابی طالب است رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کسیکہ امیر المؤمنین علی را خلیفہ نداند او از خوارج ست و کسیکہ او را بر امیر المؤمنین ابوبکر و عمر تفضیل کند او از روافض است۔

مخدوم قاضی شہاب الدین نے "تیسیر الاحکام" میں لکھا ہے کہ کوئی ولی کسی نبی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق از روئے حدیث بعد از انبیاء تمام اولیاء سے افضل ہیں اور وہ کسی پیغمبر کے مقام کو نہ پہنچے۔ ان کے بعد امیر المؤمنین عمر بن خطاب اُن کے بعد امیر المؤمنین عثمان ابن عفان اور ان کے بعد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
جو شخص امیر المؤمنین حضرت علی کو خلیفہ (بر حق) نہ جانے وہ خارجی ہے اور جو شخص انہیں امیر المؤمنین ابوبکر و عمر سے افضل قرار دے وہ رافضی ہے۔ (م)

پھر فرمایا -

ازیں جا باید دانست کہ در جہاں نہ ہمچو مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیرے پیدا شد و نہ ، ہمچو ابُوبکر مُریدے ہویدا گشت ، اے عزیزا اگرچہ ، کمالیت فضائل شیخین بر ختنین بغرطِ دقائق اعتقاد باید کرد اما نہ بر وجہیکہ در کمالیت فضائل ختنین قصورے و نقصانے بخاطر تو رسد ، بلکہ فضائل ایشاں و فضائل جملہ اصحاب از عقول لبشریہ د افکار انسانیہ بسے بالاتر است

جاننا چاہیئے کہ حضرت محمّد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا جہان میں نہ کوئی پیر پیدا ہوا اور نہ ابوبکر ایسا کوئی مُرید ظاہر ہوا - اے عزیز اگرچہ شیخین (حضرت ابوبکر وعمر) کی ختنین (حضرت عثمان وعلی) پر افضلیت کا کامل اعتقاد رکھنا چاہیئے لیکن ایسا نہ ہو کہ حضرت عثمان و علی ، کے فضائل کے ناقص ہونے کا تصوّر تیرے دِل میں گزرے بلکہ انکے اور تمام صحابہ کرام کے فضائل عقل لبشری اور فکرِ انسانی سے بہت بلند ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مرتب)

پھر فرمایا -

پس چوں اجماع صحابہ کہ انبیاء صفت اند بر تفضیل شیخین واقع شد و مُرتضیٰ نیز دریں اجماع متفق و شریک بود ، مفضّلہ را اعتقاد خود غلط کردہ است اے خانمانِ ما ، فدائے نام مرتضےٰ ...
۴ یاد - کدام بدبختِ ازل کہ محبت مرتضیٰ در دلش نباشد ، و کدام راندۂ درگاہِ مولیٰ کہ اہانتِ او ، روا دارد ، مفضّلہ گمان بردہ است کہ نتیجۂ محبّت با مرتضےٰ ، تفضیل اوست بر شیخین و نمیدانند کہ ثمرۂ محبت

جب انبیاء صفت صحابۂ کرام کا شیخین کی فضیلت پر اتفاق ہے - اور حضرت علی مرتضیٰ بھی اس اجماع میں شریک ہیں - لہٰذا مفضّلہ (حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دینے والوں) کا اعتقاد غلط ہے - ہمارا خاندان حضرتِ علی مرتضےٰ کے نام پر فدا ہو ، ہمارا دل و جان حضرت علی ، مرتضیٰ کے قدموں پر نثار ہو - کون ازلی بدبخت ہے ، جس کے دل میں حضرت علی مرتضیٰ کی محبت نہ ہوگی اور کون

موافقت است با او نہ مخالفت کہ چوں مُرتضیٰ فضلِ شیخین و ذی النورین را بر خود روا داشت و اقتداء بایشاں کرد و حکم ہائے عہدِ خلافت ایشاں را امتثال فرمود - شرطِ محبّت با او آں باشد کہ در راہ و روش با او موافق باشد نہ مخالف -

مردودِ درگاہ اُن کی توہین کو جائز رکھتا ، ہے - اہل تفضیل کا گمان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں شیخین پر فضیلت دی جائے - اور یہ نہیں سمجھتے کہ محبت کا تقاضا اُن کی موافقت ہے نہ مخالفت کہ جب علی مرتضیٰ نے شیخین اور ذی النورین کی فضیلت اپنے اوپر جائز رکھی ، انکی اقتداء کی - انکے عہدِ خلافت کے احکام کی تعمیل کی - آپ کی

حضرت میر قدس سرہٗ المنیر نے یہ بحث پانچ ورق سے زائد میں افادہ فرمائی ہے مَنْ طَلَبَ الزِّیَادَۃَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ الحمدللہ یہ عقیدہ ہے اہلسنّت وجماعت اور ہم غلامانِ دودمانِ زید شہید کا

وَاللّٰہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ



سوال نمبر ۲

رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وعترتہ وسلم نے وقتِ رحلت یا کسی اور وقت اپنے بعد اپنا جانشین کس کو مقرر کیا ؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

جانشینی ونیابت دو قسم ہے اوّل جزئی مقید کہ امام کسی خاص کا، یا خاص مقام پر عارضی طور پر کسی خاص وقت کے لئے دوسرے کو اپنا نائب کرے۔ جیسے بادشاہ کا لڑائی میں کسی کو سردار بنا کر بھیجنا یا کسی ضلع کی حکومت دینا یا تحصیلِ خراج پر مامور کرنا۔ یا کہیں جاتے ہوئے انتظام شہر سپرد کر جانا اس قسم کا استخلافِ صریح حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وعترتہ وازواجہ وصحابتہ اجمعین وبارک وسلم سے بارہا واقع ہوا۔ جیسے بعض غزوات میں امیر المؤمنین صدیقِ اکبر بعض میں حضرت اُسامہ بن زید، غزوہِ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سپہ سالار بنا کر بھیجا تحصیلِ زکوٰۃ امیر المؤمنین فاروقِ اعظم وحضرت خالد بن ولید وغیرھما رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مقرر فرمایا۔ یہ بھی یقیناً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت تھی کہ اخذِ صدقات[1] اصل کام حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ کا ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ [2]	اُن کے اموال سے صدقہ لے کر انہیں طیب وطاہر بنائیں اور ان کیلئے دُعاء خیر کریں، بیشک تمہاری دُعا اُن کیلئے وجہِ سکون ہے (مرتب)

تعلیمِ قرآن ودین کیلئے قُرّاء کرام، شُہداءِ عظام کو مقرر فرمایا۔ حضرت عتاب بن اسید مکہ معظمہ حضرت معاذ بن جبل کو ولایتِ جند، حضرت ابوموسیٰ کو زبید وعدن، حضرت ابوسفیان والد امیر معاویہ یا حضرت عمرو بن حزم کو شہر نجران، حضرت زیاد بن لبید کو حضرموت، حضرت خالد سعید اموی کو صنعا، حضرت عمرو بن العاص کو عمان کا ناظمِ صوبہ کیا۔ باذان بن ساسان کیانی مغل کو صوبہ داری یمن پر مقرر رکھا۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کو ملکِ یمن کا عہدہ قضا بخشا۔ سنہ ۸ھ میں حضرت عتاب کو سنہ ۹ھ میں حضرت صدیقِ اکبر کو امیر الحجاج بنایا۔ بعض وقائع میں امیر المؤمنین فاروقِ اعظم بعض میں حضرت معقل بن یسار بعض میں حضرت عقبہ کو حکمِ قضا دیا۔ غزوۂ تبوک کو تشریف لے جاتے وقت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کو اہلبیت کرام، اور غزوۂ بدر میں حضرت ابولبابہ اور تیرہ غزوات واسفار کو تشریف[3] فرماتے حضرت عبداللہ ابن مکتوم، کو

---

[1] صدقات کا وصول کرنا [2] التوبہ پ ۱۱ آیۃ ۱۰۳ [3] تشریف لے جانا

مدینہ طیبہ کا امیر ووالی فرمایا۔ ازانجملہ غزوہ ابواء کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہلا غزوہ تھا وغزوۂ بواط وغزوۂ ذی العشیرہ وغزوۂ طلبِ[1] کرز بن جابر وغزوۂ سویق وغزوۂ غطفان وغزوۂ اُحد وغزوۂ حمراء الاسد وغزوۂ نجران وغزوۂ ذات الرقاع وسفر حجۃ الوداع کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پچھلا سفر تھا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لَخَّصْنَا كُلَّ ذٰلِكَ مِنْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَشُرُوْحِهٖ وَالْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ وَالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَشَرْحِهَا لِلزُّرْقَانِيِّ وَالْاِصَابَةِ فِيْ تَمْيِيْزِ الصَّحَابَةِ لِلْاِمَامِ الْحَافِظِ الْعَسْقَلَانِيِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ[2]

دوم: کلی مطلق کہ حیاتِ مستخلف سے جمع نہیں ہوسکتی یعنی امام کا اپنے بعد کسی کیلئے امامتِ کبریٰ کی وصیت فرمانا اس کی نصِ صریح علی الاعلان بتصریحِ تام حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کے واسطے نہ فرمائی ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ضرور پیش کرتے اور قریش وانصار میں دربارۂ خلافت مباحثے مشورے نہ ہوتے۔

امیر المؤمنین، امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے باسانیدِ صحیح تو یہ ثابت کہ جب اُن سے عرض کی گئی "اِسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا" ہم پر کسی کو خلیفہ کر دیجئے۔ فرمایا۔

لَا وَلٰكِنْ اَتْرُكُكُمْ كَمَا تَرَكَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	مَیں کسی کو خلیفہ نہ کروں گا۔ بلکہ یوں ہی چھوڑونگا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے[3]

اخرجہ الامام احمد بسندِ حسن والبزار بسند قوی والدار قطنی وغیرہم۔ بزار کی روایت میں بسند صحیح

---

[1] یہ جہاد کُرز بن جابر فہری کی گوشمالی کیلئے تھا۔ جو مدینہ منورہ کے اونٹ ہانک کرلے گیا تھا۔ اسے بدرِ اولیٰ بھی کہتے ہیں۔

[2] یہ خلاصہ ہے۔ جو صحیح بخاری اور اس کی شروح، مواہبِ لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی اور اصابہ، تصنیف امام ابن حجر عسقلانی سے ماخوذ ہے۔

[3] الصواعق المحرقہ ۱۔ ص ۴۶

ہے۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا:۔

مَا اسْتَخْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْتَخْلِفُ عَلَيْكُم [۱]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ کیا کہ میں کروں

دارقطنی کی روایت میں فرمایا:۔

دَخَلْنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اِسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا قَالَ لَا اِنْ يَعْلَمِ اللّٰهُ فِيكُمْ خَيْرًا يُوَلِّ عَلَيْكُمْ خَيْرَكُمْ، قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَعَلِمَ اللّٰهُ فِينَا خَيْرًا فَوَلّٰى عَلَيْنَا اَبَا بَكْرٍ [۲]

ہم نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ہم پر کسی کو خلیفہ فرما دیجئے ارشاد ہوا، نہ، اگر اللہ تعالیٰ تم میں بھلائی جانے گا تو جو تم میں سب سے بہتر ہے اُسے تم پر والی فرما دیگا۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا رب العزت جل و علا نے ہم میں بھلائی جانی پس ابوبکر کو ہمارا والی فرمایا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

امام اسحاق بن راہویہ و دارقطنی و ابن عساکر وغیرہم بطرق عدیدہ و اسانید کثیرہ راوی:۔ دو شخصوں نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ان کے زمانہ خلافت میں دربارۂ خلافت استفسار کیا

اَعَهْدٌ عَهِدَهٗ اِلَيْكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْ رَاْيٌ رَاَيْتَهٗ

کیا یہ کوئی عہد و قرار داد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے

فرمایا:۔ بَلْ رَاْيٌ رَاَيْتُهٗ [۳]

بلکہ ہماری رائے ہے

اَمَّا اَنْ يَكُوْنَ عِنْدِيْ عَهْدٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رہا یہ کہ اس باب میں میرے لئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہد

[۱] الصواعق المحرقہ، ص ۴۶ [۲] الضا، ص ۴۷ [۳] الضاً: ۴۸

عَهِدَهٗ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَاللّٰهِ، لَئِنْ كُنْتُ اَوَّلَ مَنْ صَدَّقَ بِهٖ فَلَا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ، وَلَوْ كَانَ عِنْدِيْ مِنْهُ عَهْدٌ فِيْ ذٰلِكَ مَا تَرَكْتُ اَخَا بَنِيْ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ، وَعُمَرَ يَثُوْبَانِ عَلٰى مِنْبَرِهٖ وَلَقَاتَلْتُهُمَا وَلَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا بُرْدَتِيْ هٰذِهٖ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُقْتَلْ قَتْلًا وَلَمْ يَمُتْ فُجَاءَةً مَكَثَ فِيْ مَرَضِهٖ اَيَّامًا وَلَيَالِيَ يَاْتِيْهِ الْمُؤَذِّنُ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ، فَيَاْمُرُ اَبَا بَكْرٍ لِيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَهُوَ يَرٰى مَكَانِيْ وَلَقَدْ اَرَادَتْ اِمْرَاَةٌ مِنْ نِسَائِهٖ تَصْرِفُهٗ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَبٰى وَغَضِبَ وَقَالَ اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرْنَا فِيْ اُمُوْرِنَا فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدِيْنِنَا وَكَانَتِ الصَّلٰوةُ عُظْمَ الْاِسْلَامِ

و قرار داد فرمایا ہو۔ سو خدا کی قسم ایسا نہیں اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پر افترا کرنے والا نہ ہوں گا۔ اور اگر اس باب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابوبکر و عمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جست نہ کرنے دیتا۔ اور بیشک میں اپنے ہاتھ سے اُن کے ساتھ قتال کرتا۔ اگرچہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی ساتھی نہ پاتا۔ بات یہ ہوئی کہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہ ہوئے نہ یکایک انتقال فرمایا۔ بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گزرے۔ مؤذن آتا۔ نماز کی اطلاع دیتا، حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا اور خدا کی قسم ازواج مطہرات سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے پھیرنا چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا اور فرمایا تم وہی یوسف والیاں ہو ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے پس جبکہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا

[۱] الصواعق المحرقہ، ص ۴۷

وَقِوَامَ الدِّيْنِ فَبَايَعْنَا اَبَابَكْرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وَكَانَ بِذٰلِكَ اَهْلًا لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اِثْنَانِ، [1]

ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اُسے پسند کر لیا۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کیلئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی۔ لہذا ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور وہ اسکے لائق تھے۔ ہم میں سے کسی نے اس بارہ میں اس کا خلاف نہ کیا۔

یہ سب کچھ ارشاد کر کے حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ نے فرمایا۔

فَاَدَّيْتُ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ لَهٗ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِىْ جُنُوْدِهٖ وَكُنْتُ اٰخِذًا اِذَا اَعْطَانِىْ وَاَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِىْ وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِىْ [1]

پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا اور انکی طاعت لازم جانی۔ اور اُن کے ساتھ ہو کر انکے لشکروں میں جہاد کیا اور جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے، میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے میں جاتا اور انکے سامنے تازیانے سے حد لگاتا۔

پھر بعینہٖ یہی مضمون امیر المومنین فاروق اعظم و امیر المومنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

ہاں البتہ ارشادات جلیلہ واضحہ بارہا فرمائے۔[2]

مثلاً ایک بار ارشاد ہوا:۔ میں نے خواب دیکھا۔ کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں۔ اس پر ایک ڈول ہے۔ میں اس سے پانی بھرتا رہا جب تک اللہ نے چاہا۔ پھر ابوبکر نے ڈول لیا۔ دو ایک بار کھینچا پھر وہ ڈول ایک پل ہو گیا جسے چرسہ[3] کہتے ہیں۔ اُسے عمر نے لیا تو میں نے کسی سردار زبردست کو اس

---

[1] الصواعق المحرقہ، ص ۴۷ [2] نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے [3] بڑا ڈول

کام بیں اس کے مثل نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگوں کو سیراب کر دیا کہ پانی پی پی کر اپنی فرودگاہ کو واپس ہوئے۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ [1]

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔

میں نے بارہا۔ بکثرت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے[2] سنا کہ ہوا میں اور ابوبکر و عمر، کیا میں نے اور ابوبکر و عمر نے، چلا میں اور ابوبکر و عمر، رَوَاهُ الشَّيْخَانِ[3] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

آج کی رات ایک مردِ صالح (یعنی خود حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خواب دیکھا کہ ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہیں اور عمر ابوبکر سے اور عثمان عمر سے،، جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ جب ہم خدمتِ اقدس حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اٹھے۔ آپس میں تذکرہ کیا کہ وہ مردِ صالح تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور بعض کا بعض سے تعلق وہ اس امر کا والی ہونا جس کے ساتھ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں رَوَاهُ عَنْهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَحَاكِمٌ [4]

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔ مجھے بنی مصطلق نے خدمتِ اقدس حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھیجا۔ کہ حضور سے دریافت کروں۔ حضور کے بعد ہم اپنے اموال زکوٰۃ کس کے پاس بھیجیں؟ فرمایا ابوبکر کے پاس۔ عرض کی اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آئے تو کسے دیں؟ فرمایا عمر کو۔ عرض کی جب اُن کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا عثمان کو، رَوَاهُ عَنْهُ فِى الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ صَحِيْحٌ [5]

---

[1] الصواعق المحرقہ، ص ۴۲ (ترجمہ عربی عبارت) اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ اور ابن عمر سے روایت کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، [2] یعنی اکثر اپنے ساتھ صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر فرماتے۔

[3] مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۹ (ترجمہ عربی) اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا

[4] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳ (ترجمہ عربی) اس حدیث کو ابوداؤد اور امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

[5] اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عصمہ ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ اور امام جلال الدین سیوطی نے اسے حَسَن قرار دیا۔

ایک بی بی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور کچھ سوال کیا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پھر حاضر ہو، انہوں نے عرض کیا آؤں اور حضور کو نہ پاؤں، فرمایا۔ مجھے نہ پاسکے تو ابوبکر کے پاس آنا۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یونہی ایک مرد سے ارشاد فرمانا مروی کہ میں نہ ہوں تو ابوبکر کے پاس آنا۔ عرض کی جب انہیں نہ پاؤں؟ فرمایا۔ تو عمر کے پاس۔ عرض کی جب وہ بھی نہ ملیں فرمایا۔ عثمان کے پاس اَخْرَجَہٗ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ وَالطَّبَرَانِیُّ عَنْ سَہْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

ایک شخص سے کچھ اونٹ قرضوں پر خریدے یہ واپس جاتا تھا کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے ملے حال پوچھا۔ اس نے بیان کیا، فرمایا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہو وہ پھر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اگر حضور کو کچھ حادثہ پیش آجائے۔ تو میری قیمت کون ادا کرے گا؟ فرمایا ابوبکر۔ پھر دریافت کیا۔ اور جو ابوبکر کو کچھ حادثہ پیش آجائے تو کون دے گا۔ فرمایا عمر۔ پھر دریافت کیا کہ انہیں بھی کچھ حادثہ درپیش ہو فرمایا۔ وَیْحَکَ اِذَا مَاتَ عُمَرُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَمُوْتَ فَمُتْ "ہائے نادان جب عمر مرجائے تو اگر مرسکے مرجانا" رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ عَنْ عِصْمَۃَ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَحَسَّنَہُ الْاِمَامُ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیُّ

انہیں اشاراتِ جلیلہ سے ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایامِ مرضِ وفاتِ اقدس میں صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اپنی جگہ امامتِ مسلمین پر قائم کرنا اور دوسرے کی امامت پر راضی نہ ہونا، غضب فرمانا، جس سے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے استناد فرمایا کہ رَضِیَہٗ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لِدِیْنِنَا اَفَلَا نَرْضَاہُ لِدُنْیَانَا "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں چن لیا۔ ہمارے دین کی پیشوائی کو کیا انہیں پسند نہ کریں اپنی دنیا کی امامت کو؟

اور نہایت روشن و صریح، قریب نص و تصریح وہ ارشادِ اقدس ہے کہ امام احمد و ترمذی نے بافادۂ تحسین اور ابن ماجہ و ابنِ حبان و حاکم نے بافادۂ تصحیح، اور ابوالمحاسن رویانی نے حضرت حذیفہ بن الیمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ترمذی و حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کیا کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا	میں نہیں جانتا میرا رہنا تم میں کب تک
بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّفِیْ لَفْظٍ	ہو لہذا تمہیں فرماتا ہوں کہ میرے ان دو
اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ	صحابیوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں
اَصْحَابِیْ اَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ [1]	گے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ایک بار آخر حیاتِ اقدس میں عین صریح بھی فرمادینا چاہا تھا۔ پھر خدا اور مسلمانوں پر چھوڑ کر حاجت نہ سمجھی۔ امام احمد و امام بخاری و امام مسلم اُمّ المؤمنین صدیقہ محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیہا وسلم سے راوی کہ وہ ارشاد فرماتی ہیں۔

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی	حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ	جس مرض میں انتقال فرمانے کو ہیں اس
فِیْہِ اُدْعِیْ لِیْ اَبَاکِ وَاَخَاکِ حَتّٰی اَکْتُبَ	میں مجھ سے فرمایا۔ اپنے باپ اور بھائی کو
کِتَابًا فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَّ	بلالے کہ میں ایک نوشتہ تحریر فرمادوں
یَقُوْلَ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰی وَیَاْبَی اللہُ وَ	مجھے خوف ہے کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے
الْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ [2]	اور کہنے والا کہہ اٹھے کہ میں زیادہ مستحق ہوں
	اور اللہ نہ مانے گا اور مسلمان نہ مانیں
	گے مگر ابوبکر کو۔

امام احمد کے ایک لفظ یہ ہیں کہ فرمایا:۔

اُدْعِیْ لِیْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍ	عبدالرحمن بن ابی بکر کو بلالاؤ کہ میں ابوبکر
اَکْتُبْ لِاَبِیْ بَکْرٍ کِتَابًا لَا یُخْتَلَفُ عَلَیْہِ	کیلئے نوشتہ لکھ دوں کہ اُن پر کوئی
اَحَدٌ ثُمَّ قَالَ دَعِیْہِ مَعَاذَ اللہِ	اختلاف نہ کرے، پھر فرمایا۔ رہنے
اَنْ یَّخْتَلِفَ الْمُؤْمِنُوْنَ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ	دو خدا کی پناہ کہ مسلمان اختلاف کریں
الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۲	ابوبکر کے بارے میں

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی الْحَبِیْبِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ وَاللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَحْکَمُ

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۰ [2] الصواعق المحرقہ ص ۱۰ [3] ایضاً ص ۵۵

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟

(کتبِ شیعہ کی روشنی میں)

-: تحریر :-

مولانا صوفی غلام رسول مدظلہ نارووال

پہلے مسلمان | جو سب سے پہلے دینِ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ شفقت پر بیعت کی۔

(ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۵۶۳)

مولیٰ علی کے امام | جن کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھیں۔ (احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف ص ۶۰، حق الیقین مطبوعہ تہران ص ۱۴۲، ضمیمہ ترجمہ مقبول مطبوعہ لاہور ص ۴۱۵، جلاء العیون مطبوعہ تہران ص ۱۵۰)

خلیفۂ اوّل | جن کے مبارک ہاتھوں پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے بیعت کی (احتجاج طبرسی ص ۵۴، حق الیقین ص ۱۹۱، نہج البلاغہ حصہ دوم مطبوعہ لاہور ص ۲۸۶، کتاب الروضہ، فروع کافی جلد سوم ص ۲۳۹، ایضاً ص ۲۲۱، تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۲۰، جلاء العیون اردو ص ۱۵۴)

افضلِ امت | جن کے متعلق حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں (احتجاج طبرسی ص ۲۴۷، ایضاً ص ۲۴۸)

صاحبِ صدق وصفا | جن کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ کی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تم سے نماز اور روزہ زیادہ ادا کرنے میں فوقیت حاصل نہیں کی۔ بلکہ ان کے صدق وصفاءِ قلبی کی وجہ سے ان کی عزت اور وقار بڑھ گیا۔ (مجالس المؤمنین مطبوعہ تہران ص ۹۰)

لقبِ صدّیق | جن کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبلِ حرا پر تھے تو پہاڑ نے جنبش کی۔ حضور نے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دوسرا صدیق (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیسرا شہید (یعنی حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیٹھے ہیں۔ (احتجاجِ طبرسی ص ۱۱۶)

جن کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے فرمایا گویا میں جعفر اور اس کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصارِ مدینہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ تو حضور نے فرمایا، ہاں۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور! مجھے بھی دکھا دیجئے۔ حضور نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کو اپنے دستِ پاک سے مَس فرمایا تو اُن (یعنی ابوبکر صدیق) کو تمام منظر نظر آنے لگا تو حضور نے فرمایا "اَنْتَ الصِّدِّیْقُ" تو صدیق ہے (تفسیر قمی ص ۲۶۶)

کسی شخص نے امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تلوار کو چاندی سے مرصع کرنے کے متعلق دریافت کیا تو امام نے فرمایا بہتر ہے۔ کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کو مرصع کیا تھا۔ راوی کہنے لگا۔ آپ ان کو صدیق کہتے ہیں؟ امام غضب ناک ہو کر اپنے مقام سے اُٹھے اور کہنے لگے۔ نَعَمْ الصِّدِّیْق، نَعَمْ الصِّدِّیْق، نَعَمْ الصِّدِّیْق۔ ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو ان کو صدیق نہ کہے خدا اس کو دنیا اور آخرت میں جھوٹا کرے (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ تہران ص ۲۲۰)

خلیفۂ بلا فصل جن کے متعلق حضور نے اپنی زندگی میں ہی اپنی ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اور حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو فرما دیا تھا کہ میرے بعد عائشہ کا باپ (یعنی ابوبکر صدیق) خلیفہ ہوگا اور اُن کے بعد حفصہ کا باپ (یعنی فاروق اعظم) (ترجمہ مقبول ص ۱۱۷ ، تفسیر قمی ص ۶۸۷)

نبی کا ساتھی جن کے متعلق مولا کریم نے شبِ ہجرت پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ حضرت علی کو بستر پر لٹا دو اور ابوبکر صدیق کو ساتھ لے جاؤ۔

(آثارِ حیدری مطبوعہ لاہور ص ۴۰۱)

ظاہر و باطن جن کے متعلق شبِ ہجرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر بے شک اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا اور خدا نے تیرے ظاہری جواب کو باطن کے مطابق پایا۔ خدا تعالیٰ نے تجھے مجھ سے بمنزلہ کان، آنکھ اور سر کے بنایا ہے۔ اور جس طرح روح بدن کیلئے ہوتی ہے۔ اسی طرح علی ہے، کیونکہ وہ بھی مجھ سے اسی طرح قریب ہے۔ (تفسیر حسن عسکری مطبوعہ تہران ص ۱۹۰)

کاندھے پر سواری جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ ہجرت سواری کے علاوہ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور تک پہنچایا۔ جن کا فرزند ارجمند تین دن تک غارِ ثور میں اپنے گھر سے کھانا پہنچاتا رہا (حملۂ حیدری مطبوعہ تہران ص ۴۱)

امامِ حیات و بعد از وصال جن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھنے کے لئے صحابہ نے منتخب فرمایا۔ لیکن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ صدیق اکبر زندگی میں اور بعد از وصال حضور بھی ہمارے امام ہیں، لیکن حضور کا جنازہ بغیر امام ہوگا۔ چنانچہ پھر دس، دس حضرات نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جنازہ پڑھا، حتیٰ کہ تمام فرشتوں اور تمام مہاجرین و انصار، خورد و بزرگ، مرد و زن، اہل مدینہ و اطرافِ مدینہ تمام نے نمازِ جنازہ پڑھی۔
(حیات القلوب مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم ص ۸۶۶ ، جلاء العیون ص ۸۷ ، اصول کافی مطبوعہ تہران ص ۲۴۹)

جہیز کی خریداری جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے جہیز خریدنے پر مقرر فرمایا۔ ابوبکر صدیق کی معیت میں چند صحابہ کو

بازار بھیجا۔ جن میں حضرت بلال کو خوشبو خریدنے پر مقرر فرمایا۔ عمار بن یاسر اور دیگر صحابہ دوسرا سامان خریدتے تھے۔ جب سامان خرید چکے تو کچھ اسباب ابوبکر نے اُٹھایا۔ اور باقی سامان دیگر صحابہ نے اُٹھایا جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ہر ایک چیز کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور ملاحظہ فرماتے اور دُعا کرتے کہ خداوندا یہ چیزیں میری اہلبیت پر مبارک ہوں۔ (جلاءُ العیون ص ۱۱۸)

مشورۂ نکاح جن کے ساتھ حضور نے مشورہ کیا کہ فاطمۃ الزہرا کی شادی کس کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ تو صدیق نے عرض کی علی ابن ابی طالب سے۔

(جلاءُ العیون ص ۱۱۳)

بیٹی کا رشتہ جنہوں نے اپنی پیاری بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۲۷۲)

اللہ کی معیت جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غارِ ثور میں تھے، اور دشمن وہاں پہنچے تو اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غم ہوا کہ کہیں دشمن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے محبوب اپنے یارِ غار کو فرما دو، "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" یعنی غم نہ کر بیشک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے (ترجمہ مقبول ص ۲۸۴ پارہ ۱۰ سورۂ توبہ)

علی کی عقیدت جن کے مقدس نام پر علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا۔ جو میدانِ کربلا میں اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کئی بے دینوں کو جہنم واصل کرتا ہوا شہید ہوا۔

(جلاء العیون ۴۱۴ ، روضۃ الشہداء ص ۲۶۷ ، ایضاً ص ۲۱۹)

معیارِ خلافت جن کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفۂ اوّل تسلیم کیا۔ اور جب خلیفۂ سوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر لوگوں نے بیعت کی تو آپ نے (یعنی علی المرتضیٰ) نے مختلف شہروں میں خطوط لکھے۔ جن میں ایک خط آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ جسکی عبارت یہ تھی مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر اور عمر اور عثمان سے بیعت کی تھی لہذا نہ تو حاضر

کے لئے حق باقی رہ گیا ہے کہ وہ بیعت میں اختیار سے کام لے اور نہ غیر حاضر کے لئے حق ہے کہ وہ بیعت سے روگردانی کرے، شوریٰ تو مہاجرین و انصار کے لئے ہے۔ اگر انہوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کرلیا اور اسے امام قرار دے دیا تو یہ اللہ کی اور پوری اُمت کی رضا مندی کے لئے کافی ہے

(نہج البلاغۃ لاہوری جلد دوم ص ۴۰، نہج البلاغۃ مصری جلد سوم، نہج البلاغت فیض الاسلام مطبوعہ تہران ص ۸۴۱) فقط

(بشکریہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ۱۰ رجمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ)

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

براءت علی از شرک جاہلی

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷؍ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳
شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲؍ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی

فروغ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرّر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)



RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

براءت علی از شرک جاہلی

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷ / میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ / ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۲۹

براءتِ علی از شرکِ جاہلی

اصل نام تاریخی

تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ ؎ عن وصمۃ عہد الجاہلیۃ

۱۲ ھ ۱۳

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیضِ حضور مفتیِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترتیب وترجمہ

(مولانا) محمد احمد مصباحی صدر المدرسین فیض العلوم محمد آباد گوہنہ

رضا اکیڈمی

۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فیکس: ۲۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۲۶۳۴۲۱۵۶_۰۲۲

سنِ اشاعت ۱۴۱۸ھ

تقریب و تفہیم

باسمہ وحمدہٗ والصلوٰۃ علیٰ حبیبہ وجنودہٖ

امام احمد رضا قدس سرہ کے رسائل وفتاویٰ کا کمال یہ ہے کہ موضوع کی اصل روح پورے رسالہ میں کارفرما رکھتے ہوئے اس کے متعلقات پر بھی مختصر اور جامع لفظوں میں گفتگو کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور بہت سے دقیق علمی مسائل کو بھی دوران تحریر عربی میں بیان کر دیتے ہیں۔ جن کے نہ بننے میں مصنف کو تشنگی کا احساس ہوتا تھا، اور اردو میں لانے سے عوام کو اس سے دلچسپی نہ ہوتی بلکہ دقت و پریشانی کا خیال کرتے۔ اس لئے علماء کے افادہ وتفہیم اور متعلقات کی تکمیل کے پیش نظر سلاست ومعنویت سے بھرپور عربی میں فوائد کا ایک ذخیرہ جمع کر دیتے ہیں ـــــ اس طرح بالعموم ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ جب وہ کسی ایک مسئلہ کی تنقیح وتحقیق فرماتے ہیں تو اس کے تحت دوسرے بہت سے اہم مسائل کا بھی تصفیہ وتذکرہ ہو جاتا ہے۔

اگر دور حاضر کے ترقی یافتہ اور دلفریب قسم کے طول طویل انداز نگارش میں امام موصوف کے کسی رسالہ کے تمام مشتملات کو سامنے رکھ کر شرح وبسط کے ساتھ لکھا جائے تو ان کا بیس صفحہ کا رسالہ دو سو صفحات تک جا سکتا ہے اور بعض رسائل میں اس سے زیادہ صفحات صرف ہوں گے ـــــ اس لحاظ سے بلاشبہہ ان کا ہر رسالہ ایک ضخیم کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔

زیر نظر رسالہ اسی رسالہ "تنزیہ المکانۃ الحیدریہ" میں اصل موضوع صرف یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور اعلان نبوت سے پہلے بھی شرک وکفر سے محفوظ تھے۔ لیکن اس مسئلہ کی تحقیق وتنقیح میں درج ذیل مسائل بھی حل ہو گئے۔

(١) زمانۂ فترت والوں کے کفر وایمان اور عذاب ونجات کا مسئلہ۔ (ص ١٥۔ تا۔ ص ٢٧)
(٢) اس سلسلہ میں اہل سنت کے علماء اشاعرہ وماتریدیہ کا موقف۔ (ص ١٦۔ تا۔ ص ٢٧)
(٣) اصول فقہ اور علم کلام کا معرکۃ الآرا مسئلہ کہ اشیاء کا حسن وقبح شرعی ہے یا عقلی؟ (ص ٢٨۔ تا۔ ص ٣٠)
(٤) بچہ پر اس کے والدین کی تبعیت میں کفر کا حکم کب اور کس طرح عائد ہو سکتا ہے؟۔ (ص ١٣۔ تا ص ٣٠)
(٥) روافض کے اس خیال کا رد کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتداءً حالت کفر میں تھے۔ لہٰذا انکی خلافت صحیح نہ ہوئی۔ (ص ٢٤۔ تا۔ ص ٣٧)
(٦) تفضیلیہ کے اس وہم کا ازالہ کہ ابتداء حیات سے آخر عمر تک ثبوت اسلام صرف جناب مرتضیٰ کا خاصہ ہے۔ لہٰذا وہ خلفائے ثلٰثہ سے افضل ہیں۔ (ص ٣٧۔ ص ٣٨)

(٧) علی مرتضیٰ آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام آئے اس پر کچھ لوگوں نے شبہہ ظاہر کیا کہ گویا پہلے مسلمان نہ تھے جب تو مسلمان ہوئے اس شبہہ کا نفیس ازالہ۔ (ص ٣٦۔ ص ٣٩)

ان مسائل کے ساتھ عربی میں بھی بعض نکات وافادات تحریر فرمائے ہیں جن سے علماء کو خاص طور سے دلچسپی ہونی چاہئے۔ موجودہ ایڈیشن میں ان عبارتوں اور دوسری حوالہ کی عبارتوں کا بھی ترجمہ کر دیا گیا ہے (کیونکہ اب ہمارے بعض اردو داں قارئین بھی علمی مسائل شوق سے پڑھنے اور سمجھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ ان کے ذوقِ طلب کا لحاظ ضروری ہے۔) یوں ہی کتب حوالہ کے صفحات وجلد وغیرہ کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔

(حاصلِ رسالہ)

میں چاہتا ہوں کہ چند صفحات میں یہ بیان کر دوں کہ ان سارے مسائل کو اصل موضوع سے کس طرح تعلق ہوا اور وہ کیسے زیر بحث آ گئے۔ ساتھ ہی پورے رسالہ کا ایک مختصر خاکہ بھی پیش کرنے کی کوشش ہو گی۔

سوال اول کے تحت یہ ذکر تھا کہ علی مرتضیٰ کے والدین حالت کفر پر تھے۔ اور بچے والدین کے تابع ہوتے ہیں لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ علی مرتضیٰ پہلے کافر تھے پھر مسلمان ہوئے۔

اس کے جواب میں مصنف قدس سرہ حضرت علی مرتضیٰ کی حیات ظاہری کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے اختلافی حصہ پر بھرپور گفتگو فرماتے ہیں۔

(١) ان کی زندگی کا ایک حصہ تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے روز شہادت تک کا ہے۔ بعد بعثت حضرت علی مرتضیٰ فوراً تصدیق وایمان سے مشرف ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر آٹھ دس سال تھی۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ جو سمجھ دار بچہ اسلام لائے وہ مسلمان ہو کر اپنی مستقل حیثیت حاصل کر لیتا ہے اور والدین کے تابع شمار نہیں ہوتا۔ لہٰذا بعد بعثت تو یہ سوال اٹھنے کی گنجائش ہی نہیں کہ وہ والدین کے تابع شمار ہو کر حکم کفر کے تحت آ سکیں۔

(٢) اس سے قبل ان کی زندگی کا وہ حصہ ہے جب ابو طالب کی پرورش سے نکل کر پناہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت وتربیت میں آئے۔ یہ بعثت سے چند برس پہلے کی بات ہے جب قریش قحط عام میں مبتلا ہوئے۔ ابو طالب کی پریشانی وزیر باری دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب علی کو اپنے یہاں لائے اور جعفر کو حضرت عباس کی کفالت میں دیا۔ (زندگی کا یہ حصہ تین چار برس کی عمر سے آٹھ دس برس کی عمر تک کا ہوگا)۔ سرکار کی پرورش میں آنے کا اثر یہ ہوا کہ یہ خوش نصیب بچہ ہوش سنبھالتے ہی توحید آشنا اور حق پسند وحق پرست بن گیا۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی بتوں کی نجاست سے اس کا دامن آلودہ

نہ ہوا۔

(۳) زندگی کا تیسرا حصہ روزِ پیدائش سے چند برس تک کا ہے۔ جب بچہ کو نفع وضرر کی تمیز ہوتی ہے نہ کفر وایمان کی شناخت نہ دوست ودشمن کی پہچان۔

کون کہہ سکتا ہے کہ کوئی بچہ حقیقۃً اس حصۂ زندگی میں ارتکابِ کفر سے آلودہ ہوا؟ کفر تکذیب اور جھٹلانے کا نام ہے۔ تکذیب کے لئے سمجھ بوجھ ضروری ہے جب بچہ بالکل ناسمجھ ہے تو تکذیب وکفر سے اس کے آلودہ اور متصف ہونے کا سوال ہی نہیں اور جو کفر سے موصوف نہیں اُسے حقیقۃً کافر قرار دینے کی کوئی صورت نہیں ــــــ ہاں ایسے بچہ کو بعض صورتوں میں حکماً اور تبعاً کافر کہا جاسکتا ہے۔ مگر کب اور کیسے؟ یہی اصل مبحث ہے کہ بچپن کے اس حصۂ زندگی میں علی مرتضیٰ کو حقیقۃً نہ سہی حکماً اور تبعاً کافر کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟۔ اس بحث کی تحقیق کے لئے حضرت مصنف قدس سرہ نے فرمایا:۔

جس کے ماں باپ دونوں کافر ہوں اسے ان دونوں کے تابع شمار کرکے حکماً کافر کہا جاسکتا ہے جب کہ تابع ہونا متصور بھی ہو ورنہ نہیں ــــــ جیسے وہ بچہ جسے دار الحرب[1] سے گرفتار کرکے دار الاسلام[2] میں لائیں اور اس کے ماں باپ دار الحرب میں رہ جائیں۔ یہاں بچہ کے ماں باپ دونوں زندہ وموجود اور حالتِ کفر پر ہیں مگر وہ دار الحرب میں ہیں۔ یہ دار الاسلام میں آگیا ــــــ جب دار بدل گیا تو کوئی وجہ نہیں کہ دار الاسلام کے بچہ کو دار الحرب کے کسی کافر کے تابع قرار دیا جائے۔ اس صورت میں بچہ کے ماں باپ تو ضرور کافر ہیں مگر بچہ کے لئے ان کی تبعیت متصور نہیں۔ اس لئے وہ حکماً بھی کافر نہ قرار دیا جاسکے گا بلکہ قید کرکے لانے والے مسلمان یا دار الاسلام کے تابع ہوکر مسلمان شمار ہوگا۔ (در مختار ج ۱ ص ۲۷)

اس تمہید سے معلوم ہوا کہ چند سالہ ابتدائی زندگی میں علی مرتضیٰ پر تبعاً اور حکماً کفر ثابت ہونے کے لئے دو باتوں کا تسلی بخش ثبوت فراہم ہونا ضروری ہے۔

امر اول یہ کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد اور ان کے والد ابوطالب دونوں اس وقت کافر تھے۔

امر دوم اُس زمانہ میں بھی بچہ کو کافر ماں باپ کے تابع قرار دیکر کافر شمار کرنے کا حکم صادق وثابت تھا۔

○ ۔ اگر امر اول مفقود ہے اور علی مرتضیٰ کے ماں باپ میں سے کسی ایک کا بھی اس وقت مسلمان ہونا ثابت ہوگیا تو علی مرتضیٰ پر حکم کفر کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ بلکہ مسلمان ماں باپ کے تابع قرار دے کر خود انھیں بھی مسلمان شمار کیا جائے گا۔ اس پر علماء اسلام کی واضح تصریحات موجود ہیں کہ دین کے لحاظ سے ماں باپ میں جو افضل ہو بچہ اسی کے تابع ہوتا ہے لہذا کسی بچہ کو حکماً کافر ثابت کرنے کے لئے اس کے ماں باپ دونوں ہی کو کافر ثابت کرنا ضروری ہے۔

○ ــ اگر امر اول صادق ہوگیا ــــــ یعنی بالفرض کسی طرح علی مرتضیٰ کے ماں باپ دونوں ہی کا اس وقت کافر ہونا ثابت ہوگیا۔ لیکن امر دوم مفقود ہے۔ یعنی اس وقت علی مرتضیٰ پر حکم تبعیت لگانے کا جواز وثبوت نہیں ــــــ تو بھی حکم کفر سے ان کی براءت ثابت ہوجائے گی۔ ایسی صورتیں بھی پیش آتی ہیں کہ ماں باپ دونوں کے کافر ہونے کے باوجود بچہ کو ان کا تابع اور کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس کی ایک مثال در مختار کے حوالہ سے اوپر بیان ہوئی۔

اولاً اور **ثانیاً** کے تحت امر اول پر گفتگو کرتے ہوئے امام احمد رضا قدس سرہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس زمانہ میں حضرت علی کے باپ اور ماں دونوں ہی کا کافر ہونا کسی قول پر کسی دلیل سے کسی طرح ثابت نہیں ہوتا تو علی مرتضیٰ پر ان کی تبعیت میں حکم کفر کی گنجائش ہی نہیں۔

پھر **ثالثاً** کے تحت امر دوم پر کلام فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ اس وقت ماں باپ دونوں ہی کافر تھے تو بھی علی مرتضیٰ کو بحکم تبعیت کافر گرداننے کی صورت نہیں پائی جاتی۔

امر اول کی تنقیح

اولاً یہ دیکھا جائے کہ علی مرتضیٰ کی زندگی وطفلی کا ابتدائی چند سالہ زمانہ کون سا زمانہ تھا اور اس کا حکم کیا ہے؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کئی سو برس کا زمانہ وہ ہے جسے "عہدِ فترت" کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس طویل زمانہ میں انبیاء ورسل علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ منقطع تھا اور گذشتہ انبیاء کرام کی دعوت وتبلیغ کے آثار تقریباً محو ہوچکے تھے۔ حضرت علی کی پیدائش سے لے کر چند برس بعد والا زمانہ بھی حضور کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ اور عہدِ فترت ہی میں شامل ہے۔ لہذا اس وقت علی مرتضیٰ کے والدین زمانۂ فترت والوں کے حکم میں آئیں گے۔ اُن کا جو حکم ہوگا ان کا بھی ہوگا۔ اب یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ زمانۂ فترت والے کیسے تھے اور ان کے کفر وایمان، نجات وعقاب سے متعلق علماء اسلام نے کیا فرمایا ہے؟ ــــــ یہ خود ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ لیکن اس کا تفصیلی تذکرہ کئے بغیر زیر بحث مسئلہ طے نہیں ہوسکتا۔ اس لئے حضرت مصنف قدس سرہ نے فرمایا۔

اہل فترت جنھیں انبیاء کرام کی دعوت نہ پہونچی۔ **تین قسم** کے ہیں۔

(۱) **موحّد**۔ جنھیں اس عالمگیر اندھیرے میں بھی نور ہدایت نے روشنی دکھائی اور وہ کم از کم توحید کے

---

[1] کفار کی وہ مملکت جہاں اسلامی شعائر یکلخت بند کر دیئے گئے ہوں ۱۲ [2] دار الاسلام مملکت اسلامی کو کہتے ہیں یا ایسی مملکت کو جہاں پہلے اسلامی حکومت رہی ہو پھر کفار کا تسلط ہوگیا ہو مگر جملہ اسلامی شعائر بند نہ کئے گئے ہوں۔ ہندوستان پر حکومت اسلامی کے بعد جب انگریزوں کا تسلط ہوا تو جملہ اسلامی شعائر بند نہ ہوئے جب آزادی کے بعد جمہوری حکومت قائم ہوئی تو خود مسلمان بھی شریک حکومت قرار پائے اس لئے ہندوستان انگریزوں کے دور میں بھی دار الاسلام رہا اور اس کے بعد تو اس سے اولیٰ طریقہ پر دار الاسلام ہے ۱۲۔ م

قائل رہے۔

② **مشرک** ـ جو اپنی جہالت و گمراہی سے غیر خدا کو پوجنے لگے۔

③ **غافل** ـ جنھوں نے اعتقادیات میں غور و فکر ہی نہ کیا، یا اس کی مہلت ہی نہ پائی اور غفلت میں رہ کر جانوروں کی طرح صرف کھانے کمانے سے کام رکھا۔

آخرت میں یہ تینوں قسم کے اہل فترت نجات پائیں گے یا عذاب میں رہیں گے؟۔ اس سلسلہ میں ایک قول جمہور ائمہ اشاعرہ اور ماتریدیہ میں سے ائمہ بخارا کا ہے۔ دوسرا قول امام نووی و امام رازی کا ہے۔ تیسرا قول جمہور ائمہ ماتریدیہ کا ہے ؎ ہر قول کو سامنے رکھ کر یہ دیکھنا ہے کہ علی مرتضیٰ کے والدین پر جو اہل فترت ہی میں ہیں، کفر کا حکم لگتا ہے یا نہیں؟۔ اگر ان پر حکم کفر ثابت نہیں تو علی مرتضیٰ پر بھی نہیں۔

① حضرات اشاعرہ اور ائمہ ماتریدیہ میں سے اہل بخارا اُس زمانہ کے موحّد، مشرک، غافل تینوں قسم کے لوگوں کو نجات والا مانتے ہیں ـــــ اس قول کی بنیاد پر فترت والوں کو تا زمانۂ فترت کافر نہ کہا جائیگا کیوں کہ: ۔ اہل فترت ناجی ہیں ـــــ اور کوئی ناجی کافر نہیں تو اہل فترت کافر نہیں ـــــ اسی لئے ائمہ اشاعرہ میں سے کوئی انھیں مسلم کہتا ہے اور کوئی معنی (کوئی کافر ناجی نہیں) مسلّم میں کہتا ہے۔

اب والدین علی مرتضیٰ کو دیکھئے وہ بھی اس وقت اہل فترت میں شامل تھے اور اہل فترت کافر نہیں تو وہ بھی اس وقت کافر نہیں۔ ہاں ابو طالب حضور اقدس پر ایمان نہ لائے تو ان پر حکم کفر ضرور ہوگا مگر اس وقت ہوگا جب بعد بعثت سرور کائنات علیہ الصلوات والتحیات انھوں نے تسلیم و اسلام سے انکار کر دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب علی مرتضیٰ خود اسلام لاکر اپنی مستقل حیثیت اختیار کر چکے تھے اور ماں باپ میں سے کسی کے تابع بنانے کا سوال ہی نہ رہ گیا تھا۔ جیسا کہ ابتداءً ذکر ہوا کہ جو عاقل بچہ اسلام قبول کر لے وہ مسلمان ہوگا اور ماں باپ کی تبعیت سے نکل کر مستقل بالذات ہو جائے گا۔

② دوسرا مذہب اشاعرہ میں سے امام نووی و امام رازی کا ہے یہ تینوں قسم کے لوگوں کو نجات والا نہیں مانتے بلکہ ان میں سے مشرکوں کو عذاب والا کہتے ہیں ـــــ البتہ موحدوں اور تمام غافلوں کو دیگر ائمہ اشاعرہ کی طرح یہ حضرات بھی نجات والا ہی مانتے ہیں۔

③ تیسرا مذہب جمہور ائمہ ماتریدیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ہے۔ ان کے نزدیک مشرکوں کا حکم عقاب ہے اور موحدوں کا حکم نجات ہے۔ جیسا کہ امام نووی و رازی نے فرمایا۔ لیکن ائمہ ماتریدیہ غافلوں کو دو قسموں

؎ اہلسنت میں ایک گروہ امام ابوالحسن اشعری کے متبعین کا ہے جو اشاعرہ کہلاتا ہے۔ دوسرا امام ابومنصور ماتریدی کے موافق ہے جو ماتریدیہ سے موسوم ہے۔ دونوں کے اندر فروع عقائد میں کچھ اختلافات ہیں۔ جیسے فروع احکام میں حنفیہ و شافعیہ وغیرہم کے درمیان اختلافات ہیں۔ مگر دونوں گروہ حق پر ہیں اور کوئی کسی کو گمراہ بھی نہیں کہتا، زیادہ سے زیادہ ہر ایک اپنی دلیل کے پیش نظر اپنے کو درستی پر اور دوسرے کو غلطی پر کہہ سکتا ہے۔ یہ دلائل بھی صریح اور قطعی و اجماعی نہیں ورنہ اختلاف ہی نہ ہوتا ۱۲ ـ محمد احمد مصباحی

میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں جسے فکر و تامل کا موقع نہ ملا وہ تو نجات والا ہے۔ اور جسے فکر و تامل کا موقع ملا پھر بھی غفلت ہی میں پڑا رہا وہ عقاب والا ہے۔

بہر حال موحّدین اور وہ غافلین جنھیں مہلتِ فکر و تامل نہ ملی متفقہ طور پر ناجی ہیں۔ عذاب والے ہونگے تو صرف مشرکین یا وہ غافلین بھی جنھیں فکر و تامل کا موقع ملا اور توحید ترک کی۔

اب ان دونوں مذہبوں کا خلاصہ سامنے رکھتے ہوئے اسلام علی مرتضیٰ کو دیکھئے والدین میں سے جو باعتبار دین افضل ہو بچہ اسی کے تابع قرار پائے گا۔ لہذا اگر صرف والدہ کا بھی موحّدہ یا غافلہ ہونا مانا جائے تو یقیناً وہ ناجی اور غیر کافر ہیں اور جناب مرتضیٰ ان کے تابع ہو کر قطعاً غیر کافر ہونگے ـــــ مخالف اگر حکمِ کفر لگانا چاہتا ہے تو اسے ثابت کرنا ہوگا کہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس زمانہ میں موحّدہ یا غافلہ نہ تھیں بلکہ اُن لوگوں میں تھیں جنھوں نے شرک اختیار کیا یا فکر و تامل کا موقع پاکر بھی توحید سے اجتناب کیا ـــــ حالانکہ عورتیں عموماً غافلہ ہوتی ہیں اور اُس زمانہ کی عورتوں کا کیا کہنا؟۔ جیسا کہ علامہ زرقانی و سیوطی کے حوالہ سے گذرا کہ وہ ایسا سخت تاریک دور تھا کہ عورتیں درکنار مردوں کو بھی راہ نہ دکھائی دیتی تھی بالعموم غفلت والے ہوتے تھے۔

مخالف جو دلیل رکھتا ہو پیش کرے اور نہ پیش کر سکے تو اسے محض اپنے تراشیدہ اوہام کی بنا پر یہ کہنے کا حق ہرگز نہیں کہ علی مرتضیٰ کے والد اور والدہ دونوں ہی کافر تھے جن کی تبعیت میں جناب مرتضیٰ بھی پر حکم کفر عائد ہوتا ہے۔

مسلم و نصرانیہ کے زنا سے پیدا شدہ بچے کے اسلام و کفر سے متعلق علامہ شامی کی ایک عبارت یہاں پیش فرمائی ہے جس کے آخر میں ہے کہ "دین کے معاملہ میں احتیاط ہی مناسب ہے۔ اور کفر سب سے بدتر برائی ہے تو جب تک صریح ثبوت فراہم نہ ہو جائے کسی پر حکم کفر لگانا شایاں نہیں"۔

مسلم و نصرانیہ کے زنا سے پیدا شدہ بچے کے متعلق علما کی ہدایت یہ ہے۔ اور اسد اللہ الغالب جناب علی مرتضیٰ کے بارے میں مخالف کی بلا دلیل جسارت وہ ہے۔ اس جرأت کی بھی کوئی حد ہے؟

ثانیاً

اب تک اہل فترت کے اشخاص کی بنیاد پر کلام تھا۔ یہاں ثبوت احکام کی بنیاد پر گفتگو کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ اس وقت علی مرتضیٰ کو بحکم تبعیت کافر شمار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

یہ اصول فقہ اور علم کلام کا ایک اہم مسئلہ ہے کہ اشیاء کا حسن و قبح عقلی ہے یا شرعی؟ ـــــ یہ تو مسلّم ہے کہ خداوند حکیم نے جس چیز کا حکم دیا وہ ضرور اچھی ہے اور جس سے روکا وہ قطعاً بری ہے لیکن سوال یہ ہے کہ شریعت وارد ہونے سے پہلے بجائے خود ان چیزوں میں کوئی اچھائی یا برائی تھی یا نہیں؟

ائمہ اشاعرہ کا اس پر اجماع ہے کہ قبل شرعیت اچھائی، برائی، ایمان، کفر کچھ بھی نہیں۔ اشیاء کا حسن و قبح محض شرعی ہے اور حکم بھی صرف شرعی لے

دوسرا مذہب بعض ائمہ ماتریدیہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اشیاء کا حسن و قبح عقلی ہے۔ یعنی شرع پر موقوف نہیں۔ اور بجائے خود اشیاء میں اچھائی برائی موجود ہوتی ہے۔ لیکن اتنے سے بندہ کے ذمہ نہ کچھ واجب ہوتا ہے نہ کچھ حرام ہوتا ہے۔ یہ حضرات بھی قبل شرع کسی حکم کا ثبوت نہیں مانتے۔

تیسرا مذہب جمہور ائمہ ماتریدیہ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں افعال کا حسن و قبح عقلی ہے یعنی اشیاء میں خود اچھائی برائی ہوتی ہے جس کی بنیاد پر خدا کی طرف سے اچھی چیزوں کے کرنے کا، اور بری چیزوں سے بچنے کا حکم ہوتا ہے۔ لیکن عقل ساری چیزوں کی اچھائی برائی کے ادراک سے قاصر ہے۔ البتہ بعض واضح چیزیں وہ ہیں جن کی اچھائی برائی کا عقل ادراک کر لیتی ہے تو ان چیزوں میں خدا کی طرف سے بندہ کے ذمہ حکم متعلق ہو جائے گا۔ ہاں خلاف ورزی پر آخرت میں عقاب کو یہ حضرات واجب نہیں کہتے کیونکہ عفو ممکن ہے۔

اس بنیاد کی روشنی میں وہ فرماتے ہیں کہ ایمان و توحید اور شکر منعم کی اچھائی کفر و انکار اور ناشکری کی برائی عقل خود جان لیتی ہے تو شریعت آنے سے پہلے بھی توحید و شکر کی بجا آوری اور کفر و ناشکری سے اجتناب ضروری ہے ـــــ ہاں دنیا و آخرت کے تمام تفصیلی احکام کا عقل ادراک نہیں کر پاتی اس لئے قبل شریعت ان کا لزوم نہیں۔

اب زیر بحث مسئلہ کو دیکھئے پہلے دونوں قول پر قبل شرع جب کوئی حکم نہیں تو کفر بھی نہیں کیونکہ کفر سب سے بدتر معصیت ہے۔ معصیت حکم کی مخالفت کا نام ہے۔ حکم ہی نہیں تو مخالفتِ حکم کیسے ہوگی۔ اور جب اسوقت سرے سے کوئی معصیت نہیں تو سب سے بڑی معصیت کفر بدرجۂ اولیٰ نہیں۔ جب کفر نہیں تو اس وقت کوئی کافر بھی نہیں ـــــ لہذا قبل بعثت کے اس زمانہ میں ابوطالب پر بھی حکم کفر نہیں۔ جب ان پر نہیں تو جناب مرتضیٰ پر ان کی تبعیت میں کیوں کر ہوگا؟۔ اور بعد بعثت جب ابوطالب پر حکم کفر ہوا تو اس وقت علی مرتضیٰ خود اسلام لاکر مستقل بالذات اور حکم تبعیت سے بری ہو چکے تھے۔

جمہور ائمہ ماتریدیہ کے مذہب، یعنی تیسرے قول کی بنا پر قبل شریعت بھی بندہ کو اختیارِ توحید اور اجتنابِ شرک لازم ہے۔ تو اس کی کیا دلیل ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے اس زمانہ میں توحید

لے (۱) فعل کے اچھے برے ہونے کا ایک معنی اس کا صفت کمال یا صفت عیب ہونا جیسے علم کا اچھا اور جہل کا برا ہونا (۲) دوسرا معنی، فعل کا دنیوی غرض کے موافق یا ناموافق ہونا (۳) تیسرا معنی، اس کے کرنے والے کا آخرت میں مستحق ثواب ہونا، یا اس کے فاعل کا آخرت میں قابلِ عذاب ہونا ـــ پہلے دو معنی پر تو افعال کا حسن و قبح بالاتفاق عقلی ہے یعنی شریعت پر موقوف نہیں۔ اگر شریعت نہ ہوتی تو بھی بعض افعال صفاتِ کمال ہوتے اور بعض صفاتِ عیب ـ یوں ہی بعض غرض دنیوی کے موافق ہوتے بعض ناموافق ـ لیکن تیسرا معنی اختلافی ہے جس کی تفصیل اوپر ذکر ہے۔ ۱۲ محمد احمد

ترک کی اور شرک سے اجتناب نہ کیا؟۔ پہلے مخالف اسے ثابت کرے پھر علی مرتضیٰ پر کوئی حکم لگانے کی جسارت کرے۔

ثالثاً

اگر بطور تنزّل مان لیا جائے کہ اُس زمانۂ فترت میں زن و شو فاطمہ و ابوطالب دونوں ہی کے لئے کفر ثابت تھا تو بھی علی مرتضیٰ پر ان کی تبعیت میں حکمِ کفر لگانے سے پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اس وقت حکمِ تبعیت صادق و ثابت تھا۔

نگاہِ انصاف کی ضرورت ہے۔ بچہ کو والدین یا دار الحرب کی تبعیت میں کافر کہنے کا کیا مطلب ہے؟۔ اگر یہ کہیں کہ وہ حقیقۃً کافر ہے تو بداہۃً غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ گذر چکا کہ کفر تکذیب ہے۔ تکذیب کے لئے تمیز و ادراک ضروری ہے۔ تمیز و ادراک ہی نہیں تو حقیقتِ تکذیب و انکار بھی ہرگز نہیں۔

لہذا یہی معلوم ہوا کہ بچہ کو کافر کہنا حقیقۃً نہیں حکماً ہے۔ حکماً کا یہ مطلب ہے کہ بچہ کے لئے ازروئے شرع وہ احکام ہوں گے جو اس کے ماں باپ یا اہل ملک کے لئے ہوں گے۔ اور یہ احکام بھی احوالِ آخرت سے متعلق نہیں بلکہ صرف احوال دنیا سے متعلق ہیں۔ مثلاً وہ مرجائے تو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں گے، مسلمانوں کی طرح غسل و کفن نہ دیں گے، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کریں گے۔

جب یہ تبعیت صرف احکام دنیا میں ہے تو تبعیت ثابت ہونے سے پہلے احکام دنیوی کا وجود ضروری ہے اگر دنیا میں کوئی حکم ہی نہ ہو تو تبعیت کس چیز میں ہوگی ـــــ یہ ثابت ہو چکا کہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ کے مذکورہ تینوں اقوال کی روشنی میں اس طرح کے احکام دنیوی شریعت سے پہلے ہرگز نہ تھے تو اس وقت کسی ناسمجھ بچے کا اپنے والدین کی تبعیت میں کافر قرار پانے کا حکم بھی ہرگز نہ تھا کہ اس وقت نہ حکم نازل تھا نہ حکم میں تبعیت حاصل۔

اس تحقیق سے روشن ہوگیا کہ تبعاً حکماً اسناداً کسی طرح یہ لفظ (کافر) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر کسی وقت صادق نہ ہوا۔ روزِ الست سے ابد الآباد تک ان کا دامن اِس آلودگی سے پاک و صاف رہا۔

والحمد للہ رب العٰلمین ـــــــــــ

براءت حیدری کے بعد براءت صدیقی کو تکمیل میں بیان فرمایا ہے۔ اور سوال دوم کے جواب میں مزید تفصیل و وضاحت کرتے ہوئے روافض و تفضیلیہ کے خیالات و اوہام کا رد کیا ہے۔ اور دوسرے تیسرے دونوں سوالوں کے جواب میں کئی طرح یہ دکھایا ہے کہ اسلام لانا، سابقہ اسلامِ فطری کے منافی نہیں ـــــ تفصیلات اور حوالے مع ترجمہ اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

محمد احمد مصباحی
فیض العلوم محمد آباد گوہنہ۔ اعظم گڈھ، یوپی

پنجشنبہ ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ
۲۰ ستمبر ۱۹۸۴ء

تَنْزِيْهُ الْمَكَانَةِ الْحَيْدَرِيَّة عَنْ وَصْمَةِ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّة

زمانۂ جاہلیت کے عیب سے　مقامِ حیدری کی　پاکی کا بیان

۱۲　　ھ　　۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال اول

مسئلہ:- از بنارس کندی گڈھ ٹولہ مسجد بی بی راجی شفاخانہ مرسلہ مولوی حکیم عبدالغفور صاحب ۹ر جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ۔

بخدمت لازم البرکت، جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول، جناب مولینا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدّ اللہ فیضانہ از جانب خادم الطلبہ عبدالغفور سلام علیک قبول باد اس مسئلہ میں یہاں درمیان علماء کے اختلاف ہے لہٰذا مسئلہ ارسالِ خدمت لازم البرکت ہے امید کہ جواب سے مطلع فرمائیں۔

زید کہتا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ چونکہ قبل از بلوغ ایمان لائے اور نہ پہلے بت پرستی شرک و کفر وغیرہ کے آپ مبتلا ہوئے۔ نیز بلحاظ حدیث شریف کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ الخ یہ کہنا کہ آپ پہلے کافر تھے بعد ازاں مسلمان ہوئے صحیح نہیں اور جملۂ مذکور بہ نسبت آپ کے سوئے ادب میں داخل ہے۔ عمرو کہتا ہے چونکہ اطفال تابع والدین کے ہوتے ہیں اور والدین آپ کے حالتِ کفر پر تھے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلے علی مرتضیٰ کافر تھے بعد ازاں مسلمان ہوئے فقط۔ اس صورت میں زید کا قول صحیح ہے یا عمرو کا۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَرَّمَ وَجْہَ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی ۞ فَلَمْ یَزَلْ مَحْفُوْظًا مِّنْہُ بِعَیْنِ الرِّضٰی ۞ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی السَّیِّدِ الْعَلِیِّ الرَّضِیِّ الْاَرْضٰی ۞ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ یَوْمَ

فَصْلِ الْقَضَا ۞ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَنْ یَّاْتِیْ وَمَضٰی ۞ [1]

قولِ زید حق و صحیح و قولِ عمرو باطل و قبیح ہے۔

اقول و باللہ التوفیق یہ تو ظاہر و معلوم و ثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ وقتِ بعثتِ سراپا برکت حضور پرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً مشرف بتصدیق و ایمان ہوئے۔

وقت بعثت واسلام حضرت علی کی عمر

اس وقت عمر مبارک حضرت مرتضوی آٹھ ۸ دس ۱۰ سال تھی اور بالیقین جو عاقل بچہ اسلام لائے حکم اسلام میں مستقل بالذات ہے کہ پھر کسی کی تبعیت سے اس پر حکم دیگر حلال نہیں۔

فِی الْمَوَاھِب: کَانَ سِنُّ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِذْ ذَاکَ عَشْرَ سِنِیْنَ فِیْمَا حَکَاہُ الطَّبَرِیُّ اھ [2]

(مواہبِ لدنیہ میں ہے: اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دس ۱۰ سال تھی جیسا کہ طبری نے ذکر کیا ہے۔ اھ

قَالَ الزُّرْقَانِیُّ: وَھُوَ قَوْلُ ابْنِ اِسْحٰقَ وَاقْتَصَرَ الْمُصَنِّفُ عَلَیْہِ لِقَوْلِ الْحَافِظِ اِنَّہٗ اَرْجَحُ الْاَقْوَالِ۔

زرقانی نے فرمایا: یہی ابن اسحٰق کا بھی قول ہے۔ مصنف نے صرف اسی قول کو اس لئے ذکر کیا کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ سب سے راجح قول یہی ہے۔

۞　۞　۞

رَوَی ابْنُ سُفْیٰنَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ عُرْوَۃَ قَالَ اَسْلَمَ عَلِیٌّ وَّھُوَ ابْنُ ثَمَانِ سِنِیْنَ وَصَدَّرَ بِہٖ فِی الْعُیُوْنِ الخ۔

اور ابن سفیان نے بسندِ صحیح حضرت عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے۔ عیون الاثر (لابن سید الناس) میں اسی قول کو پہلے ذکر کیا۔ ۱۲ مترجم)

---

[1] اللہ کے نام سے شروع نہایت مہربان رحم والا۔ ساری تعریف اللہ کے لئے جس نے علی مرتضیٰ کے چہرے کو عزت و کرامت بخشی تو وہ ہمیشہ اس کی رضا و خوشنودی سے بہرہ ور رہے ـــ اور درود و سلام ہو بلند، پسندیدہ، پسندیدہ تر سردار، فیصلۂ قضا کے دن گنہگاروں کے شفیع پر۔ اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر۔ تمام اگلوں پچھلوں کی تعداد کے برابر۔ ۱۲ محمد احمد۔

[2] المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ شہاب الدین احمد بن محمد خطیب قسطلانی ص ۴۵ ج ۱ مطبعہ شرقیہ ۱۳۲۶ھ ۱۹۲۰ء

وَفِی رَدِّ الْمُحْتَارِ :- قَوْلُہٗ وَسِنُّہٗ سَبْعٌ وَقِیْلَ ثَمَانٍ - وَھُوَ الصَّحِیْحُ - وَاَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ فِی تَارِیْخِہٖ عَنْ عُرْوَۃَ - وَقِیْلَ عَشْرٌ - اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ[1] وَقِیْلَ خَمْسَۃَ عَشَرَ وَھُوَ مَرْدُوْدٌ وَتَمَامُ ذٰلِکَ مَبْسُوْطٌ فِی الْفَتْحِ اھ

(ردالمحتار[1] میں ہے :- قولہ - ان کی عمر سات تھی" - اور کہا گیا کہ آٹھ سال تھی - یہی صحیح ہے - اسی کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت عروہ سے روایت کیا ـــــ اور کہا گیا کہ دس سال تھی - اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ـــــ اور کہا گیا کہ پندرہ سال تھی - یہ قول مردود و نامقبول ہے پوری تفصیل فتح القدیر[2] میں ہے - اھ - مترجم)

؎ ؎ ؎

؎ ؎ ؎

وَفِی نِکَاحِہٖ عَنْ اَحْکَامِ الصِّغَارِ للاستروشنی :- اَنَّہٗ قَبْلَ الْبُلُوْغِ تَبْعٌ لِاَبَوَیْہِ فِی الدِّیْنِ مَالَمْ یَصِفِ الْاِسْلَامَ - اھ قَالَ :- فَاَفَادَ اَنَّ التَّبْعِیَّۃَ لَاتَنْقَطِعُ اِلَّا بِالْبُلُوْغِ اَوْ بِالْاِسْلَامِ بِنَفْسِہٖ وَبِہٖ صَرَّحَ فِی الْبَحْرِ وَالْمِنَحِ مِنْ بَابِ الْجَنَائِزِ اھ

بچہ دار حرب اگر اسلام لائے؟

(ردالمحتار[3] کتاب النکاح میں احکام الصغار للاستروشنی سے نقل ہے " بچہ قبل بلوغ دین میں اپنے والدین کا تابع ہے جب کہ خود مسلمان نہ ہوا ہو" شامی نے کہا :- افادہ فرمایا کہ یہ تبعیت بالغ ہونے یا خود اسلام لانے ہی سے ختم ہوتی ہے - اسی کی تصریح بحرالرائق[4] اور منح الغفار باب الجنائز میں بھی ہے - اھ مترجم)

؎ ؎ ؎

[1] باب المرتد - مطلب فی ردۃ الصبی واسلامہ - ج ۳ ص ۳۱۶ اشاعت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر - عکس طبع - مطبعۃ دارالکتب العربیۃ الکبریٰ - مصر ۱۳۲۶ھ [2] باب المرتد - ج ۵ ص ۳۲۹ - اشاعت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر عکس طبع مطبعۃ میمنیہ مصر ۱۳۱۹ھ - [3] باب نکاح الکافر - مطلب الولد یتبع خیر الابوین دینا ج ۲ ص ۴۲۸ - اشاعت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر - [4] ولفظہ :- ولاتزول التبعیۃ الی البلوغ ، نعم تزول التبعیۃ اذا اعتقد دینا غیر دین ابویہ اذا عقل الادیان فحینئذ صار مستقلا -

ترجمہ :- تبعیت بلوغ تک ختم نہیں ہوتی ہاں اس وقت تبعیت ختم ہوجاتی ہے جب ادیان کی سمجھ رکھ کر اپنے ماں باپ کے دین کے علاوہ کسی دین کا معتقد ہوجائے اب وہ (تابع نہ رہا) خود مستقل ہوگیا ج ۱۹۰/۱ ، مطبعۃ دارالکتب مصر ۱۳۳۴ھ

۱۲ محمد احمد

تو بعد بعثت تو اس خیالِ شنیع کی زنہار گنجائش نہیں - بلکہ اس سے پیشتر بھی ، کہ جب قریش مبتلائے قحط ہوئے تھے حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو طالب پر تخفیفِ عیال کے لئے امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو اپنی بارگاہِ ایمان پناہ میں لے آئے تھے - کَمَا ذَکَرَہُ ابْنُ اِسْحٰقَ فِی سِیْرَتِہٖ -

حضرت مولیٰ نے حضور مولیٰ الکل سیّد الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنارِ اقدس میں پرورش پائی ، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا - آنکھ کھلتے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمالِ جہاں آرا دیکھا حضور ہی کی باتیں سنیں ، عادتیں سیکھیں ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وبارک وسلم - تو جب سے اُس جنابِ عرفان مآب کو ہوش آیا قطعاً یقیناً رب عزّوجلّ کو ایک ہی جانا - ایک ہی مانا ، ہرگز ہرگز بتوں کی نجاست سے ان کا دامنِ پاک کبھی آلودہ نہ ہوا - اسی لئے لقبِ کریم : کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ملا - ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْ مَنْ یَّشَاءُ ذُو الْفَضْلِ الْمُبِیْنِ[2]

ناسمجھ بچہ کافر؟

اب رہ گئے صرف چند برس جو روزِ پیدائش سے بالکل ناسمجھی کے ہوتے ہیں ، جن میں بچہ نہ کچھ اِدراک رکھتا ہے ، نہ سمجھ سکتا ہے - ظاہر ہے کہ اس عمر میں حقیقۃً کوئی بچہ کافر نہیں کہا جاسکتا کہ صدقِ مشتق قیامِ مبدء کو مستلزم - کفر تکذیب ہے ، اور تکذیب بے ادراک و تمیز نامتصور[1] بلکہ اس وقت تک ہر بچہ کا دینِ فطری اسلام ہے ـــــ ، اَکَمَا انْطَقَتْ بِہٖ صِحَاحُ الْاَحَادِیْثِ -

(جیسا کہ صحیح احادیث اس پر ناطق ہیں ۱۲ مترجم)

بچہ کا تبعاً کافر ہونا کب ہے؟

ہاں جس کے والدین کافر ہوں اس پر ان کی تبعیت کا حکم کیا جاتا ہے جب کہ تبعیت متصوّر بھی ہو ورنہ نہیں - جیسے وہ بچہ جسے دارالاسلام میں اسیر کر لائیں اور اس کے کافر ماں باپ دارالحرب میں رہیں ، کہ بوجہ اختلافِ دار ، تبعیتِ اَبَوَیْن منقطع ہوگئی - اب بہ تبعیتِ دار اُسے مسلم کہا جائے گا -

[1] نتیجہ یہ نکلا کہ کفر بے ادراک و تمیز غیر متصور ہے - لہٰذا ناسمجھ بچہ کفر سے خالی ہوگا - جب کفر اس کے ساتھ قائم نہیں تو اس پر کافر کا اطلاق بھی درست نہیں - کیونکہ کافر ، کفر سے مشتق ہے - اور کسی پر مشتق صادق ہونے کے لئے مصدر سے اس کا متصف ہونا لازم ہے - جیسے لفظ عالم کسی پر صادق آنے کے لئے علم سے اس کا متصف ہونا لازم ہے ـــــ لہٰذا بچہ جب مبدأ (کفر) سے خالی ٹھہرا - تو اس پر مشتق (کافر) کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا - ۱۲

[2] یہ خود مصنف علیہ الرحمہ کی عبارت ہے آیت نہیں ہے - ترجمہ :- یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے نمایا فضل والا ۱۲

محمد احمد مصباحی

فِی جَنَائِزِ الدُّرِّ: صَبِیٌّ سُبِیَ مَعَ اَحَدِ اَبَوَیْہِ لَایُصَلّٰی عَلَیْہِ لِاَنَّہٗ تَبَعٌ لَّہٗ وَلَوْسُبِیَ بِدُوْنِہٖ فَمُسْلِمٌ تَبَعًا لِلدَّارِ اَوْ لِلسَّابِیْ اہ مُلَخَّصًا۔ وَفِی نِکَاحِہٖ: اَلْوَلَدُ یَتْبَعُ خَیْرَ الْاَبَوَیْنِ دِیْنًا اِنِ اتَّحَدَتِ الدَّارُ الخ۔

(درمختار کتاب الجنائز[۱] میں ہے: کوئی بچہ اپنے حربی والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ (دار الحرب سے گرفتار کرکے دار الاسلام میں) لایا گیا (اور مرگیا) تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ وہ (کافر حربی کے) تابع ہے۔ ہاں اگر تنہا گرفتار ہو تو دار الاسلام یا گرفتار کرنے والے کے تابع ہونے کے باعث مسلم ہے۔ اھ ملخصا۔ درمختار کتاب النکاح[۲] میں ہے: باعتبارِ دین ماں باپ میں سے جو بہتر ہو بچہ اُسی کا تابع ہوتا ہے اگر دار ایک ہو۔ الخ۔ مترجم)

جب یہ امر منقح ہولیا تو اب یہاں اس بڑے ناسمجھ کی عمر پر بھی، یہ ناگوار و ناسزا خیال، دو امر کے ثبوتِ کافی کا محتاج۔

امر اول حضرت فاطمہ بنت اسد[۳] رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابوطالب دونوں کا اس وقت تک کافر ہونا کہ ان میں ایک بھی موحِّد ہو تو بچہ اسی کی تبعیت سے موحِّد کہا جائے گا، کافر کی تبعیت ہرگز نہ کرے گا لِمَا نَصُّوْا عَلَیْہِ قَاطِبَۃً مِنْ اَنَّ الْوَلَدَ یَتْبَعُ خَیْرَ الْاَبَوَیْنِ دِیْنًا۔ (کیونکہ تمام علماء نے نص فرمایا ہے کہ ماں باپ میں سے باعتبارِ دین جو بہتر ہو بچہ اُسی کے تابع ہوتا ہے ۱۲۔ مترجم)

امر دوم اس وقت حکم تبعیت صادق و ثابت ہونا ــــــ ان دو امر سے اگر ایک بھی پایۂ ثبوت سے ساقط رہے گا تو یہ بیہودہ خیال، خیال کرنے والے کے منہ پر مارا جائے گا۔ مگر مولیٰ علی کے رب جَلَّ وَعَلَا کو حمد و ثنا ہے کہ بفضلہ تعالیٰ ان دو میں سے ایک بھی ثابت نہیں۔

[۱] درمختار ج ۱ ص ۷۶، مطبع نولکشور لاہور ۱۳۰۵ھ۔
[۲] ایضاً ج ۲ ص ۱۲۹، مطبوعہ لاہور ۱۳۰۵ھ۔
[۳] حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی والدہ ماجدہ جو صحابیہ ہوئیں ۱۲۔ محمد احمد

امر اول کی تنقیح۔ اہل فترت کے اقسام

اَوَّلًا اہلِ فترت جنھیں انبیاء اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کی دعوت نہ پہنچی تین قسم ہیں۔
اَوَّل موحِّد جنھیں ہدایتِ ازلی نے اس عالمگیر اندھیرے میں بھی راہِ توحید دکھائی۔ جیسے قُس بن ساعدہ و زید بن عمرو بن نفیل[۱] و عامر بن الظرب عدوانی و قیس بن عاصم تمیمی و صفوان بن ابی امیہ کنانی و زہیر بن ابی سُلمیٰ شاعر مشہور وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔
دوم مشرک کہ اپنی جہالتوں ضلالتوں سے غیر خدا کو پوجنے لگے۔ جیسے کہ اکثر عرب۔
سوم غافل کہ براہِ سادگی یا انہماک فی الدنیا اُنھیں اِس مسئلہ سے کوئی بحث ہی نہ ہوئی، بہائم (چوپایوں) کے مثل زندگی کی۔ اعتقادیات میں نظر سے غرض ہی نہ رکھی، یا نظر و فکر کی مہلت نہ پائی۔ بہت زنان (عورتوں) و اہلِ بوادی (صحرا جنگل والوں ۱۲) کی نسبت یہی مظنون (گمان ۱۲) ہے۔

قَالَ الْعَلَّامَۃُ الزُّرْقَانِیُّ: زَمَنُ جَاہِلِیَّۃٍ عَمَّ الْجَہْلُ فِیْہَا شَرْقًا وَّغَرْبًا وَفُقِدَ فِیْہَا مَنْ یَّعْرِفُ الشَّرَائِعَ وَیُبَلِّغُ الدَّعْوَۃَ عَلٰی وَجْہِہَا اِلَّا نَفَرًا یَسِیْرًا مِّنْ اَحْبَارِ اَہْلِ الْکِتَابِ مُفَرَّقِیْنَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ کَالشَّامِ وَغَیْرِہَا وَاِنْ کَانَ النِّسَاءُ الْیَوْمَ مَعَ فُشُوِّ الْاِسْلَامِ شَرْقًا وَّغَرْبًا لَایَدْرِیْنَ غَالِبَ اَحْکَامِ الشَّرِیْعَۃِ، لِعَدَمِ مُخَالَطَتِہِنَّ الْفُقَہَاءَ فَمَا ظَنُّکَ بِزَمَانِ الْجَاہِلِیَّۃِ وَالْفَتْرَۃِ الَّذِیْ رِجَالُہٗ لَایَعْرِفُوْنَ ذٰلِکَ فَضْلًا عَنْ نِّسَائِہٖ۔ وَلِذَا لَمَّا بُعِثَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَجَّبَ اَہْلُ مَکَّۃَ وَقَالُوْا اَبَعَثَ اللہُ بَشَرًا رَّسُوْلًا وَقَالُوْا لَوْشَاءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰئِکَۃً وَرُبَّمَا کَانُوْا یَظُنُّوْنَ اَنَّ اِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بُعِثَ بِمَا ہُمْ عَلَیْہِ فَاِنَّہُمْ لَمْ یَجِدُوْا مَنْ یُّبَلِّغُہُمْ شَرِیْعَتَہٗ عَلٰی وَجْہِہَا لِدُثُوْرِہَا وَفَقْدِ مَنْ یَّعْرِفُہَا اِذْ کَانَ بَیْنَہُمْ

قس بن ساعدہ۔ زید بن عمرو

[۱] یہ دونوں مقبول بندے زمانۂ جاہلیت میں نہ صرف موحد تھے بلکہ پیش از بعثتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثت شریفہ پر بھی ایمان رکھتے ـــ قس نے بازار عکاظ کے خطبے میں اپنی قوم سے فرمایا: عنقریب ادھر سے ایک حق ظاہر ہونے والا ہے۔ اور مکہ کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے کہا وہ حق کیا ہے؟ کہا: لوی بن غالب کی اولاد سے ایک مرد کہ تمھیں کلمۂ اخلاص اور ہمیشہ کے چین اور دائمی نعمت کی طرف دعوت فرمائے گا تم اس کی بات ماننا اگر میں جانتا کہ اس کی بعثت تک زندہ رہونگا تو سب سے پہلے میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا۔ رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے زید بن عمرو نے کہا میں اپنی قوم کا مخالف اور دین ابراہیم و اسمٰعیل کا تابع ہوا۔ وہ دونوں بتوں کو نہ پوجتے اور اس قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی کے انتظار میں ہوں مگر میرے خیال میں اسکا زمانہ نہ پاؤنگا میں اُس پر ایمان لاتا ہوں۔ میں اسکی تصدیق کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہے۔ اے عامر اگر تمھاری عمر وفا کرے تو انھیں میرا سلام پہنچانا۔ عامر فرماتے ہیں: جب میں نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زید کا یہ قصہ بیان کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور انکے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا میں نے اسے دیکھا کہ جنت میں دامن کشاں سیر کر رہا ہے۔ رواہ ابن سعد والفاکہی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ غفرلہ۔

وَبَيْنَهُ أَنْ يَدُ مِنْ ثَلٰثَةِ الَافِ سَنَةٍ ـــــ قَالَهُ فِي مَسَالِكِ الْحُنَفَاءِ عہ

وَالدَّرْجِ الْمُنِيْفَةِ عہ اھ باختصار سہ

زمانۂ فترت کا حال

(ایسا عہد جاہلیت جس میں مشرق و مغرب ہر طرف جہالت عام ہے۔ احکام شریعت جاننے والے اور صحیح طور سے دعوت کی تبلیغ کرنے والے ناپید ہیں۔ صرف چند علماء اہل کتاب ہیں جو اطرافِ زمین، شام وغیرہ میں منتشر ہیں ـــ اور آج جب کہ اسلام شرق و غرب میں پھیل چکا ہے عورتوں کا یہ حال ہے کہ اکثر احکام شرع سے بے خبر رہتی ہیں کیوں کہ علماء سے ان کا ربط اور وابستگی نہیں۔ پھر عہدِ جاہلیت اور زمانۂ فترت کی عورتوں کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جب کہ عورتیں درکنار مرد بھی ان سب سے ناآشنا ہوتے تھے۔ اسی لئے تو جب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اہل مکہ کو تعجب ہوا۔ بولے ـــ کیا اللہ نے کسی انسان کو رسول بناکر مبعوث کیا ہے؟ اور بولے اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے اتارتا وہ تو یہاں تک سمجھا کرتے تھے کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں ان ہی باتوں کو لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اس غلط خیالی کی یہی وجہ تھی کہ شریعت ابراہیمی کو صحیح طور سے کوئی پہنچانے والا ہی ان کو نہ ملا کیونکہ اس کے نشانات مٹ گئے تھے اور اس کے جاننے والے بھی ناپید ہو چکے تھے۔ اس لئے کہ ان اہل مکہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان تین ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ تھا۔ یہ مسالک الحنفاء اور الدرج المنیفہ میں فرمایا گیا ہے۔ باختصار ۱۲ مترجم)

جماہیر ائمہ اشاعرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک، جب تک بعثتِ اقدس حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوکر دعوتِ الٰہیہ انھیں نہ پہنچے، یہ سب فرقے ناجی وغیر معذب تھے۔ لقولہ تعالیٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ہم عذاب فرمانے والے نہ تھے یہاں تک کہ بھیج لیں رسول لہ

اہل فترت کا حکم

وَالْجَوَابُ بِتَعْمِيْمِ الرَّسُوْلِ الْعَقْلَ	(اشاعرہ کے جواب میں یہ کہنا کہ رسول
اَوْ تَخْصِيْصِ الْعَذَابِ بِعَذَابِ	سے مراد عام ہے، خواہ انسان ہو یا عقل یا
الدُّنْيَا خِلَافُ الظَّاهِرِ فَلَا يُصَارُ	یہ کہ عذاب سے مراد صرف عذاب دنیا ہے یعنی جب

لہ پ ۱۵ ع ۲۔ بنی اسرائیل آیت ۱۵ ۔ عہ مسالک الحنفا فی والدی المصطفےٰ ص ۱۲۔ طبع ثانی مطبعۃ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد ۱۳۳۲ھ
عہ الدرج المنیفہ فی الآباء الشریفہ ص ۳ طبع ثانی مطبعۃ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد ۱۳۳۲ھ۔ (یہ دونوں علامہ سیوطی کے رسالے ہیں)

سہ ۱۰۸/۱ شرح مواہب للعلامۃ محمد بن عبدالباقی الزرقانی مطبعۃ ازہریہ مصر ۱۳۲۵ھ۔

اِلَيْهِ اِلَّا بِمُوْجِبٍ وَلَا مُوْجِبَ اَقُوْلُ	تک ہم کوئی رسول نہ بھیج لیں دنیا میں عذاب نہیں
بَلٰى اَحَادِيْثُ صَحِيْحَةٌ صَرِيْحَةٌ كَثِيْرَةٌ	دیتے اور عذابِ آخرت دعوتِ رسول پہنچے
شَهِيْرَةٌ نَاطِقَةٌ بِعَذَابِ بَعْضِ اَهْلِ الْفَتْرَةِ	بغیر بھی ہو سکتا ہے) یہ (تاویل) خلافِ ظاہر
كَعَمْرِو بْنِ لُحَيٍّ وَصَاحِبِ الْمِحْجَنِ	ہے جس کی طرف رجوع کا کوئی موجب نہیں
وَغَيْرِهِمَا وَبِهٖ عُلِمَ اَنَّ رَدَّهَا بِجَعْلِهَا	اقول کیوں نہیں بہت ساری صحیح صریح حدیثیں
مُعَارِضَةً لِلْقَطْعِيِّ كَمَا صَدَرَ عَنِ الْعَلَّامَةِ	بعض اہل فترت کے عذاب (دنیاوی) پر ناطق
الْاٰبِيِّ وَالْاِمَامِ السُّيُوْطِيِّ وَكَثِيْرٍ مِّنَ	ہیں جیسے عمرو بن لحی اور ٹیڑھے ڈنڈے والا
الْاَشْعَرِيَّةِ لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ فَاِنَّ	آدمی (جو اپنے ڈنڈے سے لوگوں کی چیزیں
قَطْعِيَّةَ الدَّلَالَةِ غَيْرُ مُسَلَّمٍ فَلَا	اچک کر چرا لیتا تھا) اور ان دونوں کے علاوہ
يُهْجَمُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عَلٰى رَدِّ الصِّحَاحِ	سے متعلق بھی۔
وَالْكَلَامُ هٰهُنَا طَوِيْلٌ لَيْسَ هٰذَا	اسی بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان صحیح حدیثوں کو
مَوْضِعَهٗ وَلَا نَحْنُ بِصَدَدِهٖ	رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں یہ کہتے ہوئے کہ یہ
÷ ÷ ÷	احادیث نص قطعی کے خلاف ہیں جیسا کہ
÷ ÷ ÷	علامہ آبی، امام سیوطی اور بہت سے اشعریہ
÷ ÷ ÷	نے یہی کہہ کر رد کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس
÷ ÷ ÷	معنی پر آیت کی دلالت قطعی ہونا مسلّم نہیں تو
÷ ÷ ÷	پھر غیر قطعی الدلالۃ نص سے احادیث صحیحہ
÷ ÷ ÷	کے رد کا ارتکاب نہیں کیا جا سکتا۔ کلام یہاں
÷ ÷ ÷	پر طویل ہے جس کا یہ محل نہیں اور نہ ہی یہاں پر
÷ ÷ ÷	ہمارا مقصود ہے ـــ ۱۲۔ مترجم)۔

خصوصاً جُہّالِ عرب جنھیں قرآن عظیم جابجا اُمّی و جاہل و بے خبر و غافل بتا رہا ہے صاف ارشاد ہوتا ہے۔

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ لِتُنْذِرَ	اتارا ہوا زبردست، مہر والے کا کہ تو ڈرائے

قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝[1]

ان لوگوں کو کہ نہ ڈرائے گئے ان کے باپ دادا تو وہ غفلت میں ہیں۔

＊　＊　＊

اور خود ہی ارشاد ہوتا ہے:۔ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝[2] یہ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں ظلم سے جب کہ ان کے رہنے والے غفلت میں ہوں۔

قُلْتُ اَیْ وَهٰذَا وَاِنْ كَانَ ظَاهِرًا فِیْ عَذَابِ الدُّنْيَا وَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ مُنْتَفٍ بِالْفَحْوٰى فَاِنَّ الْمَلِكَ الْكَرِيْمَ الَّذِیْ لَمْ يَرْضَ لِلْغَافِلِ بِعَذَابٍ مُّنْقَطِعٍ لَا يَرْضٰى بِعَذَابٍ دَائِمٍ مِّنْ بَابِ اَوْلٰى اَقُوْلُ لٰكِنَّ الْغَفْلَةَ اِنَّمَا هِیَ عَلٰى اَمْرِ الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَالسَّمْعِيَّاتِ كَبَعْثٍ وَّغَيْرِهٖ۔ وَقَدْ قُلْنَا بِمُوْجِبِهَا فِیْ ذٰلِكَ۔ اَمَّا التَّوْحِيْدُ فَلَا غَفْلَةَ عَنْهُ مَعَ وُضُوْحِ الدَّلَائِلِ وَكِفَايَةِ الْعَقْلِ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰى:۔ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا

قُلْتُ یہ آیت اگرچہ، **غفلت** والے سے عذابِ دنیا کی نفی میں ظاہر ہے اور عذابِ آخرت کی نفی مفہوم سے ہو جاتی ہے، کیوں کہ جس بادشاہِ کریم نے غافل کے لئے دنیا کا فانی عذاب پسند نہ کیا وہ آخرت کا دائمی عذاب بدرجۂ اَولیٰ پسند نہ فرمائے گا۔ **اقول** ——

لیکن یہ وہ غفلت ہے —— جو رسالت، نبوت اور سمعی عقائد بعث وغیرہ کے باب میں ہو اور اس باب میں مُوجبِ غفلت پائے جانے کے ہم قائل ہیں۔ لیکن توحید سے غفلت کا کوئی مُوجب نہیں جب کہ اس کے دلائل واضح ہیں اور عقل اس کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ تم فرماؤ! کس کی ہے زمین اور جو اس میں ہیں اگر تم جانتے ہو؟۔ بولیں گے اللہ کی!

[1] پ ۲۲ ع ۱ یٰس آیت ۵۔ ۶۔

[2] پ ۸ ع ۲۔ انعام آیت ۱۳۱۔

ماتریدیہ کی طرف سے استدلال اشاعرہ پر نقد

تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝[1] وَقَالَ تَعَالٰى:۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝[2] —— اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ۔ كُلُّ ذٰلِكَ مَعَ قَوْلِهٖ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ۔ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝[3] فَافْهَمْ۔

＊　＊　＊

تم فرماؤ! پھر تم کیوں دھیان نہیں دیتے؟ —— تم فرماؤ! کون ہے ساتوں آسمانوں کا مالک اور بڑے عرش کا مالک؟۔ بولیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے!۔ فرماؤ! پھر تم کیوں نہیں ڈرتے! —— تم فرماؤ! کون ہے جس کے ہاتھ ہر چیز کا اقتدار ہے اور وہ پناہ دینے والا ہے اور اس کے خلاف پناہ نہیں دی جاسکتی اگر تم جانکار ہو؟۔ بولیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ فرماؤ! پھر تم کس جادو کے فریب میں پڑے ہو؟ —— اور ارشاد باری ہے:۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے! پھر کہاں اوندھے جاتے ہیں؟ —— اور ان کے علاوہ آیات۔ ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ہے: کبھی تم کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں پر نازل کی گئی تھی اور ہم اس کے پڑھنے پڑھانے سے غافل تھے۔ فافہم۔ (۱۲ مترجم)

ائمۂ ماتریدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ائمۂ بخارا وغیرہم بھی اسی کے قائل ہوئے —— امام محقق کمال الدین ابن الہمام قدس سرہ نے اسی کو مختار رکھا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:۔

[1] پ ۱۸ ع ۵۔ مومنون آیت ۸۴ تا ۸۹۔

[2] پ ۲۱ ع ۲۔ عنکبوت آیت ۶۱۔ [3] پ ۸ ع ۷، انعام آیت

ماتریدیہ میں سے بعض اکابر اشاعرہ کے ہمنوا ہیں۔

قَالَ اَئِمَّۃُ بُخَارَا مِنَّا لَا یَجِبُ اِیْمَانٌ وَّلَا یَحْرُمُ کُفْرٌ قَبْلَ الْبِعْثَۃِ کَقَوْلِ الْاَشَاعِرَۃِ[1]

(ہم میں کے ائمہ بخارا نے اشاعرہ کی طرح فرمایا، قبلِ بعثت وجوبِ ایمان اور حرمتِ کفر دونوں نہیں۔ ۱۲۔ مترجم)

فواتح الرحموت میں ہے:۔

عِنْدَ الْاَشْعَرِیَّۃِ وَالشَّیْخِ ابْنِ الْھُمَامِ لَا یُؤَاخَذُوْنَ وَلَوْ اَتَوْا بِالشِّرْکِ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی[2]

(اشعریہ اور شیخ ابن الہمام کے نزدیک ان سے مواخذہ نہیں اگرچہ مرتکبِ شرک ہوں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ۱۲۔ مترجم)

حاشیہ طحطاویہ علی الدر المختار میں ہے:۔

اَھْلُ الْفَتْرَۃِ نَاجُوْنَ وَلَوْ غَیَّرُوْا وَبَدَّلُوْا عَلٰی مَا عَلَیْہِ الْاَشَاعِرَۃُ وَبَعْضُ الْمُحَقِّقِیْنَ مِنَ الْمَاتُرِیْدِیَّۃِ. وَنَقَلَ الْکَمَالُ فِی التَّحْرِیْرِ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الدَّوْلَۃِ اَنَّہُ الْمُخْتَارُ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا[3] وَمَا فِی الْفِقْہِ الْاَکْبَرِ مِنْ اَنَّ وَالِدَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ فَمَدْسُوْسٌ عَلَی الْاِمَامِ الخ۔[4]

(اہلِ فترت ناجی ہیں اگرچہ تغییر و تبدیل کے مرتکب ہوں۔ اس پر اشاعرہ اور بعض محققینِ ماتریدیہ ہیں۔ کمال ابن ہمام تحریر میں ابنِ عبد الدولہ سے ناقل ہیں کہ یہی مختار ہے کیونکہ ارشادِ باری ہے:۔ "ہم عذاب فرمانے والے نہیں جب تک کہ کوئی رسول نہ بھیج لیں" ـــــ اور فقہِ اکبر میں جو ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین نے حالتِ کفر میں انتقال کیا تو یہ مصنفِ فقہِ اکبر امام اعظم پر دسیسہ کاری ہے۔ الخ۔ ۱۲۔ مترجم)

فقہ اکبر میں دسیسہ کاری

[1] شرح فقہ اکبر۔ مولانا علی قاری م ۱۰۱۴ھ ص ۹۵ مطبع میمنیہ مصر ۱۳۲۶ھ۔

[2] فواتح الرحموت از بحر العلوم مولانا عبد العلی فرنگی محلی شرح مسلم الثبوت للعلامۃ محب اللہ البہاری ج ۱ ص ۱۵۔ مطبع نولکشور ۱۲۹۵ھ

[3] پ ۱۵ ع ۲۔ بنی اسرائیل۔ آیت ۱۵۔

[4] حاشیۃ العلامۃ السید احمد الطحطاوی علی الدر ص ۸۰ ج ۲ طبع ثالث ۱۲۸۲ھ مطبعۃ بولاق، قاہرہ مصر

قول اشاعرہ پر اہل فترت کافر نہیں

اس قول پر تو ظاہر کہ اہلِ فترت کو تا زمانِ فترت کافر نہ کہا جائے گا کہ وہ ناجی ہیں، اور کافر ناجی نہیں۔ تو شکلِ ثانی نے صاف نتیجہ دیا کہ وہ کافر نہیں۔

وَعَلٰی ھٰذَا اسْتَدَلَّ بِہِ السَّیِّدُ الْعَلَّامَۃُ عَلٰی نُزْھَۃِ الْاَبَوَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ عَنِ الْکُفْرِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَعَنْ کُلِّ مَنْ اَحَبَّ اِجْلَالَھُمَا اِجْلَالًا لِّرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(اسی بنیاد پر اس سے سید علامہ طحطاوی نے والدین کریمین کے کفر سے منزہ ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہوا اور ہر اس شخص سے جو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکرام کی خاطر ان کا اکرام پسند کرے۔ ۱۲۔ مترجم)

ولہٰذا ائمہ اشاعرہ میں کوئی انھیں مسلم کہتا ہے کوئی معنی مسلم میں۔

قَالَ الزُّرْقَانِیُّ:۔ ثُمَّ اخْتَلَفَتْ عِبَارَۃُ الْاَصْحَابِ فِیْمَنْ لَّمْ تَبْلُغْہُ الدَّعْوَۃُ فَاَحْسَنُھَا مَنْ قَالَ اِنَّہٗ نَاجٍ وَاِیَّاھَا اخْتَارَ السُّبْکِیُّ۔ وَمِنْھُمْ مَنْ قَالَ عَلَی الْفَتْرَۃِ[1]۔ وَمِنْھُمْ مَنْ قَالَ مُسْلِمٌ۔ قَالَ الْغَزَالِیُّ وَالتَّحْقِیْقُ اَنْ یُّقَالَ فِیْ مَعْنٰی مُسْلِمٍ[2]

(زرقانی نے فرمایا:۔ پھر اصحابِ رحمہم اللہ کی عبارتیں اس کے بارے میں مختلف ہوگئیں جسے دعوت نہ پہنچی۔ سب سے عمدہ عبارت اس کی ہے جس نے کہا کہ وہ ناجی ہے۔ اسی کو امام سبکی نے اختیار کیا۔ کسی نے کہا وہ فترت پر ہے۔ کسی نے کہا مسلم ہے۔ امام غزالی نے فرمایا کہ تحقیق یہ ہے کہ اُسے معنی مسلم میں کہا جائے۔ ۱۲۔ مترجم)

اس قول پر حضرت علی اور ان کے والدین کا حکم

اس طور تو خود ابو طالب پر حکم کفر اس وقت سے ہوا جب بعد بعثتِ اقدس تسلیمِ اسلام

[1] ھکذا ھو فی نسختی بالتاء ویترآای لی انہ "الفطرۃ" بالطاء ۱۲ منہ

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرے نسخہ میں اسی طرح تا سے ہے میرا خیال ہے کہ یہ طا کے ساتھ "فطرۃ" ہے ۱۲۔ مترجم کے پیش نظر نسخہ میں بھی تا ہی سے ہے اور قرینِ قیاس حضرت مصنف کا ارشاد ہے ۱۲۔ عبد المجید

[2] شرح مواہب لدنیہ از علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی ج ۱ ص ۱۰۲ مطبعہ ازہریہ مصر ۱۳۲۵ھ۔

سے انکار کیا۔ اور یہ وقت وہ تھا کہ حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ خود اسلام لاکر حکمِ تبعیت سے قطعاً منزہ ہوچکے تھے۔ وللہ الحمد۔

بعض علماء قائلِ تفصیل ہوئے کہ اہلِ فترت کے مشرکؔ معاقَب۔ اور موحِّد و غافل مطلقاً ناجی۔ یہ قول، اشاعرہ سے امامین جلیلین نووی و رازی رحمہما اللہ تعالیٰ کا ہے۔

وَتَعَقَّبَہُ الْاِمَامُ الْجَلَالُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ رَسَائِلِہٖ فِی الْاَبَوَیْنِ الْکَرِیْمَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بِمَا یَرْجِعُ اِلَی الْقَوْلِ بِالْاِمْتِحَانِ۔ وَالْعَلَّامَۃُ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ الْاُبِّیُّ فِیْ اِکْمَالِ الْاِکْمَالِ شَرْحِ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ کَمَا نَقَلَ کَلَامَہٗ فِی الْمَوَاہِبِ اَقُوْلُ لٰکِنَّہٗ عَادَ اٰخِرًا اِلٰی تَسْلِیْمِہٖ حَیْثُ قَالَ اَوَّلًا لَمَّا دَلَّتِ الْقَوَاطِعُ عَلٰی اَنَّہٗ لَا تَعْذِیْبَ حَتّٰی تَقُوْمَ الْحُجَّۃُ عَلِمْنَا اَنَّہُمْ غَیْرُ مُعَذَّبِیْنَ اھ ثُمَّ اسْتَشْعَرَ وُرُوْدَ الْاَحَادِیْثِ وَقَسَّمَہُمْ اٰخِرَ الْکَلَامِ اِلٰی مُوَحِّدٍ وَمُبَدِّلٍ وَغَافِلٍ۔ ثُمَّ قَالَ فَیُحْمَلُ مَنْ صَحَّ تَعْذِیْبُہٗ عَلٰی اَہْلِ الْقِسْمِ الثَّانِیْ لِکُفْرِہِمْ بِمَا تَعَدَّوْا بِہٖ مِنَ الْخَبَائِثِ۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی قَدْ سَمّٰی جَمِیْعَ ہٰذَا الْقِسْمِ کُفَّارًا وَّ مُشْرِکِیْنَ۔ فَاِنَّا نَجِدُ الْقُرْاٰنَ کُلَّمَا

(اس قول کا امام جلال الدین سیوطی نے اسلامِ والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق اپنے رسائل میں تعاقب کیا ہے۔ جس کا مآل یہ ہے کہ پہلے اہلِ فترت کا امتحان۔ (پھر فیصلہ) علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلف اُبّی مالکی نے بھی اکمال الاکمال شرح صحیح مسلم میں قول مذکور کا تعاقب کیا ہے جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ان کا کلام منقول ہے۔

اقول مگر آخر میں چل کر انھوں نے اس قول کو تسلیم کرلیا ہے اس طرح کہ پہلے فرمایا کہ جب قطعی نصوص نے بتایا کہ حجت قائم ہوئے بغیر عذاب نہ دیا جائے گا تو ہم نے جانا کہ ان پر عذاب نہ ہوگا: اھ ــــــ پھر انھیں خیال ہوا کہ تعذیب کے بارے میں تو حدیثیں بھی وارد ہیں تو آخر کلام میں اہل فترت کو انھوں نے تین قسموں (١) موحِّد (٢) مبدِّل (٣) اور غافل میں تقسیم کیا۔ پھر فرمایا کہ جن کی تعذیب کی صحت ثابت ہے انھیں قسم ثانی والوں پر محمول کیا جائے گا اس لئے کہ وہ اپنے برے

حَکٰی حَالَ اَحَدِہِمْ سَجَّلَ عَلَیْہِمْ بِالْکُفْرِ وَالشِّرْکِ، کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی:۔ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ۔ ثُمَّ قَالَ تَعَالٰی:۔ وَلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ط وَاَکْثَرُہُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ[1] الخ فَہٰذَا کَمَا تَرٰی رُجُوْعٌ اِلٰی مَا قَالَہٗ ہٰذَانِ الْاِمَامَانِ مِنْ تَعْذِیْبِ مَنْ اَشْرَکَ مِنْہُمْ اَقُوْلُ وَفِی اسْتِدْلَالِہٖ بِالْاٰیَۃِ خَفَاءٌ ظَاہِرٌ اِذْ لَیْسَتْ نَصًّا فِیْ اَنَّ الْمُرَادَ بِہِمْ مَنِ اخْتَرَعَ ذٰلِکَ مِنْ اَہْلِ الْفَتْرَۃِ بَلِ الْکُفَّارُ لَمَّا تَدَیَّنُوْا بِتِلْکَ الْاَبَاطِیْلِ سَجَّلَ عَلَیْہِمْ بِاَنَّہُمْ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ۔ وَبِالْجُمْلَۃِ نُمْفَادُ الْاٰیَۃِ اَنَّ الْکَافِرِیْنَ یَفْتَرُوْنَ لَا اَنَّ الْمُفْتَرِیْنَ کُلَّہُمْ کَافِرُوْنَ، حَتّٰی یَکُوْنَ تَسْجِیْلًا عَلٰی کُفْرِ اَہْلِ الْفَتْرَۃِ۔

÷ ÷ ÷

÷ ÷ ÷

÷ ÷ ÷

افکار و اعمال کے ذریعہ حد سے تجاوز کرنے کے باعث کافر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے سارے لوگوں کو کفار و مشرکین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن ان میں سے جب کسی کا حال بیان فرماتا ہے تو صاف ان کے کافر و مشرک ہونے کا حکم ثبت فرما دیتا ہے۔ جیسے یہ ارشاد باری ہے:۔ اللہ نے مقرر نہ کیا بحیرہ (کان چرا ہوا)۔ الآیۃ۔ پھر یہ ارشاد ہے:۔ لیکن جن لوگوں نے کفر کیا وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ الخ۔

تو یہ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اسی کی طرف رجوع ہے جو امام نووی و امام رازی نے فرمایا کہ اہلِ فترت کے مشرکوں پر عذاب ہوگا۔

اقول:۔ ہاں علامہ اُبّی نے آیت مذکورہ سے جو استدلال کیا ہے اس میں کھلا ہوا خفا ہے کیونکہ آیت اس بارے میں نص نہیں کہ ان سے اہل فترت ہی کے (بحیرہ وغیرہ کا) اختراع کرنے والے مراد ہیں ــــــ بلکہ کفار نے جب ان باطل چیزوں کو اپنے دین و

[1] پ ٧ ع ٤ - مائدہ - آیت ١٠٣ -

؎	؎	؎	اعتقاد میں داخل کرلیا تو ان کے بارے میں
؎	؎	؎	یہ حکم ثبت فرمایا کہ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے
؎	؎	؎	ہیں۔ حاصلِ کلام یہ کہ آیت کا مفاد یہ ہے
؎	؎	؎	کہ کافرین افترا کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ سارے
؎	؎	؎	افترا کرنے والے کافر ہیں کہ اہلِ فترت
؎	؎	؎	کے کفر کی تصریح ہو۔ ۱۲۔ مترجم)

ردالمحتار میں یہی قول ائمہ بخارا کی طرف نسبت کیا:

عَلٰی خِلَافِ مَاقَدَّمْنَا عَنِ الْقَارِیِّ وَالطَّحْطَاوِیِّ وَبَحْرِ الْعُلُوْمِ۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ حَیْثُ قَالَ: "نَعَمْ الْبُخَارِیُّوْنَ مِنَ الْمَاتُرِیْدِیَّةِ وَافَقُوْا الْاَشَاعِرَةَ، وَحَمَلُوْا قَوْلَ الْاِمَامِ "لَاعُذْرَ لِاَحَدٍ فِی الْجَهْلِ بِخَالِقِهٖ" عَلٰی مَابَعْدَ الْبِعْثَةِ۔ وَاخْتَارَهُ الْمُحَقِّقُ ابْنُ الْهُمَامِ فِی التَّحْرِیْرِ۔ لٰکِنْ هٰذَا فِی غَیْرِ مَنْ مَاتَ مُعْتَقِدًا لِلْکُفْرِ۔ فَقَدْ صَرَّحَ النَّوَوِیُّ وَالْفَخْرُ الرَّازِیُّ بِاَنَّ مَنْ مَاتَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ مُشْرِکًا فَهُوَ فِی النَّارِ۔ وَعَلَیْهِ حَمَلَ بَعْضُ الْمَالِکِیَّةِ مَاصَحَّ مِنَ الْاَحَادِیْثِ فِی تَعْذِیْبِ اَهْلِ الْفَتْرَةِ اِلَخ"۔ [1]

(اس کے برخلاف جو پہلے ہم نے مولانا علی قاری، طحطاوی، اور بحرالعلوم رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کیا علامہ شامی نے اس طرح فرمایا کہ ہاں ماتریدیہ میں سے ائمہ بخارا، اشاعرہ کے موافق ہوئے۔ انھوں نے امام اعظم کے قول "اپنے خالق سے جاہل رہنے میں کسی کے لئے کوئی عذر نہیں" کو مابعدِ بعثت پر محمول کیا۔ اسی کو محقق ابن الہمام نے تحریر میں اختیار کیا۔ لیکن یہ قول جو لوگ کفر کا عقیدہ رکھتے ہوئے مرگئے ان کے علاوہ کے بارے میں ہے۔ امام نووی اور فخرالدین رازی نے تصریح فرمائی ہے کہ جو قبل بعثت حالت شرک میں مرگئے جہنم میں ہوں گے اسی پر بعض مالکیہ نے تعذیب اہلِ فترت سے متعلق احادیث صحیحہ کو محمول کیا ہے۔ ۱۲۔ مترجم)

[1] ردالمحتار علی الدرالمختار باب نکاح الکافر مطلب فی الکلام علی ابوی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واہل الفترۃ۔ بقیہ صفحہ

اہل فترت سے متعلق جمہور ماتریدیہ کا موقف

جمہور ائمہ ماتریدیہ قدست اسرارہم کے نزدیک: اہلِ فترت کے مشرک، معاقب، موحد ناجی۔ غافلوں میں جس نے مہلتِ فکر وتامل نہ پائی، ناجی۔ پائی، معاقب

وَهُوَ الْمُؤَیَّدُ بِمَا نُقِلَ عَنْ اِمَامِ الْمَذْهَبِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مِنْ قَوْلِهٖ: "لَا عُذْرَ لِاَحَدٍ اِلَخ۔ وَحَمَلَ الْبُخَارِیِّیْنَ لَایَجْرِیْ فِی قَوْلِهِ الْاٰخَرِ فِیْمَا نُقِلَ عَنْهُ: "اَنَّهٗ لَوْ لَمْ یَبْعَثِ اللّٰهُ رَسُوْلًا لَوَجَبَ عَلَی الْخَلْقِ مَعْرِفَتُهٗ بِعُقُوْلِهِمْ"، لٰکِنْ اَوَّلَهُ الْمُحَقِّقُ بِحَمْلِ الْوُجُوْبِ عَلَی الْعُرْفِیِّ۔ اَیْ لَکَانَ یَنْبَغِیْ لَهُمْ ذٰلِکَ۔ اَقُوْلُ وَیَرِدُ عَلٰی ظَوَاهِرِ هٰذِهِ الْاَقْوَالِ جَمِیْعًا اَحَادِیْثُ الْاِمْتِحَانِ۔ وَهِیَ صَحِیْحَةٌ کَثِیْرَةٌ لَاتُرَدُّ وَلَاتُرَامُ۔ وَقَدْ عَدَّ السُّیُوْطِیُّ جُمْلَةً مِنْهَا۔ قَالَ: "وَالصَّحِیْحُ مِنْهَا ثَلٰثَةٌ۔ اَلْاَوَّلُ حَدِیْثُ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِیْعٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ مَعًا مَرْفُوْعًا اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَابْنُ رَاهَوَیْهِ وَالْبَیْهَقِیُّ وَصَحَّحَهٗ۔ وَفِیْهِ: وَاَمَّا الَّذِیْ مَاتَ فِی الْفَتْرَةِ فَیَقُوْلُ رَبِّ مَااَتَانِیْ لَکَ رَسُوْلٌ۔ فَیَاْخُذُ مَوَاثِیْقَهُمْ لَیُطِیْعُنَّهٗ۔ فَیُرْسِلُ

(یہی قول تائید یافتہ ہے اس سے جو امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ: کسی کے لئے اپنے خالق سے جاہل رہنے میں کوئی عذر نہیں، اور اہلِ بخارا کا بعد بعثت والوں پر اس قول کو محمول کرنا امام سے منقول اس دوسرے قول میں نہ چل سکے گا کہ: اگر اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہ مبعوث فرماتا تو بھی مخلوق پر اپنی عقلوں کے ذریعہ خالق کی معرفت واجب ہوتی۔ ——— لیکن محقق ابن الہمام نے اسے وجوب عرفی پر محمول کرکے تاویل کی ہے یعنی ان کے لئے یہی مناسب ہوتا۔

جمہور ماتریدیہ وغیرہم کے اقوال پر بحث۔

اقول: ان تمام اقوال کے ظاہر پر احادیث امتحان سے اعتراض وارد ہوگا۔ اور یہ حدیثیں صحیح بھی ہیں کثیر بھی۔ اس قابل نہیں کہ رد کی جائیں یا انھیں رد کرنے کا ارادہ کیا جائے ——— امام سیوطی نے ان میں کچھ حدیثیں شمار کرائی ہیں۔ فرمایا کہ ان میں صحیح یہ تین ہیں۔ اوّل: اسود بن سریع اور ابو ہریرہ دونوں حضرات کی حدیث مرفوع جس کی تخریج امام

(بقیہ ص۲۴) کا، ج ۲ ص ۴۱۹ اشاعت مکتبہ نوریہ رضویہ۔

اِلَیْهِمْ اَنِ ادْخُلُوْا النَّارَ۔ فَمَنْ دَخَلَهَا کَانَتْ عَلَیْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا۔ وَمَنْ لَّمْ یَدْخُلْهَا سُحِبَ اِلَیْهَا۔

○ وَالثَّانِیْ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَوْقُوْفًا۔ وَلَهٗ حُکْمُ الرَّفْعِ لِاَنَّ مِثْلَهٗ لَا یُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّاْیِ۔ اَخْرَجَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنَا جَرِیْرٍ وَّاَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ فِیْ تَفَاسِیْرِهِمْ۔ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ۔

○ وَالثَّالِثُ حَدِیْثُ ثَوْبَانَ مَرْفُوْعًا۔ اَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ وَالْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ، وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَاَقَرَّهُ الذَّهَبِیُّ۔ الخ۔

وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْاِمْتِحَانَ یُوْجِبُ الْوَقْفَ وَالْقَوْلُ بِشَیْءٍ یُّخَالِفُهٗ، بَیْدَ اَنَّ تَمَامَ وُرُوْدِهٖ اِنَّمَا هُوَ عَلَی الْاَشَاعِرَةِ الَّذِیْنَ اَطْلَقُوْا الْقَوْلَ بِالنَّجَاةِ اَمَّا الْمُفَصِّلُوْنَ مِنْ اَصْحَابِنَا فَلَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا یَنْجُوْ هٰذَا اَوْ یُعَاقَبُ ذَاكَ۔ وَلٰکِنْ یَّکُوْنُ ذٰلِكَ بَعْدَ الْاِمْتِحَانِ۔ وَلِیْ هٰهُنَا کَلَامٌ اٰخَرُ فِیْ تَحْقِیْقِ الْمَرَامِ لَا اَذْکُرُهٗ لِخَوْفِ الْاِطَالَةِ وَغَرَابَةِ الْمَقَامِ۔

احمد اور ابن راہویہ اور بیہقی نے کی ہے۔ اور بیہقی نے اسے صحیح بھی کہا ہے —— اس حدیث میں ہے —— لیکن وہ جو فترت میں مرگیا تو عرض کرے گا۔ خداوندا! میرے پاس تیرا کوئی رسول نہ آیا —— تو ان سے عہد و پیمان لے گا کہ اب ضرور اس کا حکم مانیں گے تو انھیں پیغام بھیجے گا کہ دوزخ میں داخل ہوجاؤ۔ جو داخل ہوگا اس پر ٹھنڈک اور سلامتی ہوجائے گی جو نہ داخل ہوگا اسے گھسیٹ کر لایا جائے گا۔

دوم :۔ حضرت ابوہریرہ کی حدیثِ موقوف۔ یہ بھی مرفوع کے حکم میں ہے کیوں کہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔ اس کی تخریج عبدالرزاق نے کی ہے اور ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن المنذر نے اپنی تفاسیر میں کی ہے اس کی اسناد صحیح بر شرطِ شیخین ہے۔

سوم :۔ حضرت ثوبان کی حدیثِ مرفوع۔ جس کی تخریج بزار نے کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں تخریج کر کے فرمایا کہ صحیح بر شرطِ شیخین ہے۔ اور ذہبی نے اسے مقرر رکھا۔

وجہ اعتراض یہ ہے کہ جب فیصلہ بعد امتحان ہوگا تو ہم پر توقف لازم ہے۔ اور کوئی صریح حکم لگا دینا اس کے خلاف ہے۔ لیکن یہ سارا اعتراض ان اشاعرہ

فَلْنَرْجِعْ اِلٰی مَا کُنَّا فِیْهِ۔

پر ہے جو مطلقاً نجات کے قائل ہیں۔ لیکن ہمارے اصحاب میں سے اہلِ تفصیل یہ جواب دے سکتے ہیں کہ یہ ناجی ہوگا وہ معاقب —— لیکن فیصلہ بعدِ امتحان ہوگا —— اور یہاں تحقیقِ مقصود میں میرا ایک دوسرا کلام ہے جسے خوفِ طوالت اور اجنبیتِ مقام کے باعث ترک کر رہا ہوں اب ہم اصل بحث کی طرف رجوع کریں۔ ۱۲ مترجم)

اَن دونوں قولوں پر بس حکم کفر کے لئے صراحۃً اختیارِ شرک۔ یا بر قول آخر با وصفِ مہلتِ تامل، ترکِ توحید کا ثبوت، لازم۔ ہم پوچھتے ہیں مخالف کے پاس کیا حجت ہے کہ زمانہ فترت میں حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا موحدہ یا غافلہ نہ تھیں۔ حالانکہ بہت عورتوں کی نسبت یہی مظنون کما قدمنا عن الزرقانی عن السیوطی۔ مخالف جو دلیل رکھتا ہو پیش کرے اور جب نہ پیش کر سکے تو رجماً بالغیب حکم تبعیت پر کیوں کر موکھ کھول دیا۔ کیا اطلاقِ کفر اور وہ بھی معاذ اللہ ایسی جگہ محض اپنے تراشیدہ اوہام پر ہو سکتا ہے؟ کیا محتمل نہیں کہ وہ اُس وقت بھی ان لوگوں میں ہوں جو بالاتفاق ناجی ہیں؟ تو ولد اُنھیں کا تابع ہوگا اور بالتبع بھی حکمِ کفر ہرگز صحیح نہ ہو سکے گا۔ علامہ شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں مسلم و کافر سے مولود بالزنا کی نسبت فرماتے ہیں۔

یَظْهَرُ لِیَ الْحُکْمُ بِالْاِسْلَامِ لِلْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَبَوَاهُ هُمَا اللَّذَانِ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ، فَاِنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اتِّفَاقَهُمَا نَاقِلًا عَنِ الْفِطْرَةِ فَاِنْ لَّمْ یَتَّفِقَا بَقِیَ

(مجھے اسکے مسلمان ہونے کا حکم کرنا ہی سمجھ میں آتا ہے اس لئے کہ حدیثِ صحیح ہے کہ ہر بچہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ماں باپ دونوں ہی اس کو یہودی یا نصرانی بناتے ہیں۔ علماء نے فرمایا کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماں اور باپ دونوں کے اتفاق کو دینِ فطرت سے منتقل کرنے والا ٹھہرایا۔ تو اگر دونوں

عَلٰی اَصْلِ الْفِطْرَۃِ ۔ وَاَیْضًا حَیْثُ نَظَرُوا الْجُزْئِیَّۃَ فِیْ تِلْکَ الْمَسَائِلِ اِحْتِیَاطًا فَلْیُنْظَرْ اِلَیْھَا ھٰھُنَا اِحْتِیَاطًا اَیْضًا، فَاِنَّ الْاِحْتِیَاطَ بِالدِّیْنِ اَوْلٰی وَلِاَنَّ الْکُفْرَ اَقْبَحُ الْقَبِیْحِ فَلَا یَنْبَغِی الْحُکْمُ بِہٖ عَلٰی شَخْصٍ بِدُوْنِ اَمْرٍ صَرِیْحٍ۔ اھ مُلَخَّصًا۔ [1]

متفق نہ ہوں تو بچہ اصل فطرت پر رہے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ علماء نے جب ان مسائل میں احتیاطاً جزئیت کا لحاظ کیا تو یہاں بھی احتیاطاً لحاظِ جزئیت ہونا چاہئے۔ کیوں کہ دین کے معاملہ میں احتیاط ہی اولیٰ ہے اور اس لئے بھی کہ کفر سب سے بدتر قبیح ہے تو کسی شخص پر کسی امر صریح کے بغیر حکم کفر لگانا، مناسب نہیں اھ۔ ملخصاً ۱۲۔ مترجم)

سبحٰن اللہ اس جرأت کی کوئی حد ہے کہ مدعا علیہ اسد اللہ الغالب، اور دلیل وگواہ مفقود و غائب۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

مذہب امام ابن الہمام اشیاء کا حسن وقبح شرعی ہے۔

ثامناً باجماعِ ائمہ اشاعرہ۔ قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ حُسن وقُبح مطلقاً شرعی ہیں۔ تو قبلِ شرع اصلاً کسی شئ کی نسبت، ایجاب یا تحریم کچھ نہیں۔ بعض ائمہ ماتریدیہ تَمَّتْ اَنْوَارُھُمْ بھی باآنکہ قائلِ عقلیت ہیں مگر تعرفِ عقل قبلِ سمع کو، مستلزم حکم وشغل ذمۂ مکلف [2] نہیں جانتے۔ یہی مذہب امام ابن الہمام نے اختیار فرمایا اور انھیں کی تبعیت فاضل محب اللہ بہاری نے کی مُسَلَّمُ الثُّبُوت وفواتح الرحموت میں ہے۔

بعض ماتریدیہ کا مذہب

(عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ عَقْلِیٌّ لٰکِنْ عِنْدَنَا) مِنْ مُتَاَخِّرِی الْمَاتُرِیْدِیَّۃِ (لَا یَسْتَلْزِمُ) ھٰذَا الْحُسْنُ وَالْقُبْحُ (حُکْمًا) مِنَ اللّٰہِ سُبْحٰنَہٗ (فِی الْعَبْدِ)

(اشیاء کا حسن وقبح ہمارے نزدیک اور معتزلہ کے نزدیک عقلی ہے۔ لیکن ہم متاخرین ماتریدیہ کے نزدیک یہ حُسن وقبح بندے کے بارے میں اللہ سبحٰنہ کی طرف سے کسی حکم کو مستلزم نہیں۔ تو جب تک اللہ نے رسولوں کو بھیج کر

[1] ردالمحتار۔ باب نکاح الکافر۔ مطلب الولد یتبع خیر الابوین دینا۔ ج ۲ ص ۴۲۸ اشاعت مکتبہ نوریہ رضویہ۔
[2] یعنی بعض ائمہ ماتریدیہ مانتے ہیں کہ اشیاء کے حسن وقبح کا ادراک عقل سے ہوتا ہے مگر وہ اس کے قائل نہیں کہ شریعت آنے سے پہلے ہی محض عقل کے ادراک پر مکلف بندہ ذمہ دار ہو جائے اور اس پر کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا لازم ہو جائے ۱۲۔ محمد احمد

فَمَا لَمْ یَحْکُمِ اللّٰہُ تَعَالٰی بِاِرْسَالِ الرُّسُلِ وَاِنْزَالِ الْخِطَابِ لَیْسَ ھُنَاکَ حُکْمٌ اَصْلًا وَمِنْ ھٰھُنَا شَرَطْنَا بُلُوْغَ الدَّعْوَۃِ فِیْ تَعَلُّقِ التَّکْلِیْفِ) فَالْکَافِرُ الَّذِیْ لَمْ یَبْلُغْہُ الدَّعْوَۃُ غَیْرُ مُکَلَّفٍ بِالْاِیْمَانِ اَیْضًا وَلَا یُؤَاخَذُ بِکُفْرِہٖ۔ اھ۔ مُلَخَّصًا [1]

اور خطاب نازل فرما کر کوئی حکم نہ فرمایا یہاں بالکل کوئی حکم نہیں یہیں سے ہم نے کہا کہ مکلف ہونے کا تعلق اس شرط کے ساتھ ہے کہ دعوت پہنچی ہو۔ تو وہ کافر جسے دعوت نہ پہنچی وہ ایمان کا بھی مکلف نہیں اور اس کے کفر پر بھی اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ اھ۔ ملخصاً ۱۲۔ مترجم)

نیز فواتح میں ہے:

حَاصِلُ الْبَحْثِ اَنَّ ھٰھُنَا ثَلٰثَۃَ اَقْوَالٍ۔ اَلْاَوَّلُ مَذْھَبُ الْاَشْعَرِیَّۃِ اَنَّ الْحُسْنَ وَالْقُبْحَ فِی الْاَفْعَالِ شَرْعِیٌّ وَکَذٰلِکَ الْحُکْمُ۔

(حاصل بحث یہ ہے کہ یہاں تین اقوال ہیں:
اوّل مذہب اشعریہ کہ افعال کا حسن وقبح شرعی ہے۔ اسی طرح حکمِ افعال بھی شرعی ہے

جمہور ماتریدیہ کا موقف

اَلثَّانِیْ عَقْلِیَّانِ وَھُمَا مَنَاطَانِ لِتَعَلُّقِ الْحُکْمِ۔ فَاِذَا اُدْرِکَ فِیْ بَعْضِ الْاَفْعَالِ کَالْاِیْمَانِ وَالْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْکُفْرَانِ یَتَعَلَّقُ الْحُکْمُ مِنْہُ تَعَالٰی بِذِمَّۃِ الْعَبْدِ وَھُوَ مَذْھَبُ ھٰؤُلَاءِ الْکِرَامِ وَالْمُعْتَزِلَۃِ اِلَّا اَنَّہٗ عِنْدَنَا لَا یَجِبُ الْعُقُوْبَۃُ بِحَسْبِ الْقُبْحِ الْعَقْلِیِّ کَمَا لَا تَجِبُ بَعْدَ وُرُوْدِ الشَّرْعِ لِاِحْتِمَالِ الْعَفْوِ بِخِلَافِ ھٰؤُلَاءِ۔

دوم حُسن وقبح عقلی ہیں۔ اور ان پر تعلقِ حکم کا مدار ہے۔ تو جب بعض افعال میں حکم کا ادراک ہو جائے جیسے ایمان، کفر، شرک اور کفران ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ذمہ حکم متعلق ہو جائے گا۔ یہی ان علماء کرام اور معتزلہ کا مذہب ہے۔ مگر یہ کہ ہمارے نزدیک قبح عقلی کے اعتبار سے عقوبت واجب نہیں ہو جاتی جیسا کہ ورودِ شرع کے بعد واجب نہیں کیونکہ عفو کا احتمال ہے۔ بخلاف معتزلہ کے کہ وہ واجب مانتے ہیں۔

اَلثَّالِثُ عَقْلِیَّانِ وَلَیْسَا

سوم حُسن وقبح عقلی ہیں۔ اور اتنے ہی سے وہ تعلقِ حکم کے موجب یا مظہر نہیں۔ یہی شیخ

[1] فواتح الرحموت از بحر العلوم مولانا عبد العلی فرنگی محلی شرح مسلم الثبوت للعلامہ محب اللہ البہاری ج ۱ ص ۱۳، ۱۴۔

مُوجِبَیْنِ وَلَا کَاشِفَیْنِ عَنْ تَعَلُّقِہٖ وَھُوَ مُخْتَارُ الشَّیْخِ ابْنِ الْھُمَامِ وَتَبِعَہُ الْمُصَنِّفُ وَرَأَیْتُ فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ اَنَّہٗ وَجَدْتُ مَشَائِخَنَا الَّذِیْنَ لَاقَیْتُہُمْ قَائِلِیْنَ مِثْلَ قَوْلِ الْاَشْعَرِیَّۃِ. اھ. بِتَلْخِیْصٍ[1]

ابن الہمام کا مختار ہے اور مصنف نے اسی کا اتباع کیا ہے ا میں نے بعض کتابوں میں پڑھا کہ میں نے اپنے ان مشائخ کو جن سے میں نے ملاقات کی ہے اشعریہ کے قول کا قائل پایا۔ اھ تلخیص۔ ۱۲۔ مترجم)

ان دونوں قولوں پر قبلِ شرع حکم اصلاً نہیں، تو عصیان نہیں، کہ عصیان مخالفتِ حکم کا نام ہے۔

وَلِذَا قَالَ الْاِمَامُ ابْنُ الْھُمَامِ کَیْفَ تَحَقُّقُ طَاعَۃٍ اَوْ مَعْصِیَۃٍ قَبْلَ وُرُوْدِ اَمْرٍ وَنَھْیٍ۔

اسی لئے ابن الہمام نے فرمایا کہ امر و نہی وارد ہونے سے پہلے کسی طاعت یا معصیت کا تحقق کیسے؟ (مترجم)

اور جب عصیان نہیں، کفر بالاولیٰ نہیں کہ وہ اخبثِ معاصی ہے۔ اور انتفائے عام مستلزم انتفائے خاص۔ یوں بھی خود ابوطالب پر تا زمانِ فترت حکمِ کفر نہ تھا، جب کفر کیا تبعیت کا اصلاً محل نہ تھا۔

جماہیر ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگرچہ عقل کو معرّفِ حکم مانتے ہیں، مگر نہ مطلقاً کہ یہ تو سفاہت سفہائے معتزلہ و روافض و کرامیہ و براہمہ خذلہم اللہ تعالیٰ ہے۔ بلکہ صِرف اَمثالِ توحید و شکر و ترکِ کفران و کفر وغیرہا امورِ عقلیہ غیر محتاج سمع میں ــــ اس مذہب پر پھر وہی سوال ہوگا کہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا زمانِ فترت میں اِرتکابِ شرک واجتنابِ توحید ثابت کرو ــــ اگر نہ ثابت کر سکو تو کیا مولی المسلمین ولیِ ربّ العٰلمین حبیب سیّد المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر ایسے شنیع لفظ کا اطلاق بے دلیل کر دیا جائیگا؟

امر دوم کی تنقیح

ثالثاً اس سب سے تنزل کیجئے اور تا ظہورِ بعثت ان دونوں زن و شو کا کفر مان ہی لیجئے تو اب ایک ذرا نظرِ انصاف درکار کہ امرِ دوم کا پتا نہ نگار رہا، نہ رہے۔ ناسمجھ بچے کو بہ تبعیتِ والدین یا دار کافر کہنے کے ہرگز ہرگز یہ معنی نہیں کہ وہ حقیقۃً کافر ہے کہ

[1] فواتح الرحموت للعلامۃ بحر العلوم عبد العلی الفرنگی محلی ص ۵۱ ج ۱۔

یہ تو بداہۃً باطل ـــ وصفِ کفر یقیناً اُس سے قائم نہیں۔ بلکہ اسلامِ فطری سے متصف ہے کما قدمنا ــــ یہ اطلاق صرف از روئے حکم ہے یعنی شرعاً اس پر وہ احکام ہیں جو اس کے باپ یا اہلِ دار پر ہیں۔ وہ بھی نہ مطلقاً، بلکہ صرف دنیوی۔ مثلاً وہ اپنے کافر مُوَرِّث کا ترکہ پائے گا نہ مسلم کا۔ کافر وارث کو اُس کا ترکہ ملے گا نہ مسلم کو۔ کافرہ سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے نہ مسلمہ سے۔ وہ مر جائے تو اُس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں گے۔ مسلمانوں کی طرح غسل و کفن نہ دیں گے۔ مقابرِ مسلمین میں دفن نہ کریں گے اِلٰی غیرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاَحْکَامِ الدُّنْیَوِیَّۃِ۔ فتح القدیر[ع1] میں ہے تَبَعِیَّۃُ الْاَبَوَیْنِ اَوْ اَحَدِھِمَا اَیْ فِیْ اَحْکَامِ الدُّنْیَا لَا فِی الْعُقْبٰی[1] بحر الرائق[ع2] میں ہے اِعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِالتَّبَعِیَّۃِ التَّبَعِیَّۃُ فِیْ اَحْکَامِ الدُّنْیَا لَا فِی الْعُقْبٰی[2] شرنبلالیہ میں ہے اَلتَّبَعِیَّۃُ اِنَّمَا ھِیَ فِیْ اَحْکَامِ الدُّنْیَا لَا فِی الْعُقْبٰی[3] در مختار[ع3] میں ہے تَبَعٌ لَّہٗ اَیْ فِیْ اَحْکَامِ الدُّنْیَا لَا الْعُقْبٰی[4] لِمَا مَرَّ اَنَّھُمْ خَدَمُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ[5]

اسی طرح عامۂ کتب میں ہے۔

اور جب یہ تبعیت صرف احکام دنیوی میں ہے تو اس کا ثبوت، احکام دنیا کے وجود پر موقوف۔ اگر دنیا میں کوئی حکم ہی نہ ہو تو تبعیت کس چیز میں ہوگی؟ اور پُر ظاہر کہ قبلِ بعثت ان امور میں کوئی حکم شرعی اصلاً اجماعاً متحقق نہ تھا۔ تو اس وقت تک کسی ناسمجھ بچے کا بہ تبعیتِ والدین کافر قرار پانا ہرگز وجہِ صحت نہیں رکھتا۔ کہ نہ حکم نازل، نہ تبعیت حاصل۔ ھٰکَذَا یَنْبَغِی التَّحْقِیْقُ وَاللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ۔

ــــ اس تحقیقِ انیق سے بتوفیق اللہ تعالیٰ روشن ہوگیا کہ بحمدہٖ سبحٰنہٗ تبعاً حکماً اِسماً وہماً کسی طرح کسی نوع یہ لفظِ شنیع حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ پر صادق نہ ہوا۔ روزِ اَلَسْت سے ابد الآباد تک ان کا دامنِ ایمانِ مَامَنْ، اِس لَوث سے اصلاً جزماً قطعاً مطلقاً پاک وصاف ومُنزّہ رہا ــــ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ آلودگی ۱۲

[1] تابع بچہ صرف احکام دنیا میں ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کا تابع ہے احکام آخرت میں تابع نہیں ۱۲ مترجم

[5] کیونکہ گذر چکا ہے کہ ان کے بچے جنتیوں کے خادم ہوں گے۔ ۱۲۔ مترجم۔

[ع1] فتح القدیر شرح ہدایہ۔ کمال الدین محمد بن عبد الواحد۔ معروف بابن الہمام۔ م ۱۸۶۱ھ۔ ج۲۔ ص ۴۹۱۔ اشاعت مکتبۂ نوریہ رضویہ

[ع2] البحر الرائق شرح کنز الدقائق۔ علامہ زین الدین ابن نجیم۔ ج۲۔ ص ۱۹۰۔ مطبع دار الکتب۔ مصر ۱۳۳۲ھ

[ع3] الدر المختار شرح تنویر الابصار۔ علامہ علاء الدین محمد حصکفی۔ م ۱۰۰۸ھ۔ ج۲۔ ص ۶۷ مطبع نولکشور لاہور ۱۳۰۷ھ

هٰذَا كُلُّهٗ مَا فَاضَ عَلٰى قَلْبِ الْفَقِيْرِ؛ مِنْ فَيْضِ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ؛ وَاَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يَّجْعَلَهٗ ذَرِيْعَةً مَّقْبُوْلَةً لِحِفْظِ اِيْمَانِ هٰذَا الضَّعِيْفِ الْحَقِيْرِ؛ لِيَوْمِ لِقَاءِ الْمَلِكِ الْجَوَادِ الْقَدِيْرِ؛ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ؛ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَى الْاَمَانِ الْمُؤْمِنِ الْمَوْلَى النَّصِيْرِ الشَّفِيْعِ الرَّفِيْعِ الْمُبَشِّرِ الْبَشِيْرِ؛ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَهْلِهٖ وَحِزْبِهٖ وَعَلِيِّ الْمُرْتَضَى الْاِمَامِ الْاَمِيْرِ؛ وَعَلَيْنَا بِهِمْ وَلَهُمْ وَفِيْهِمْ۔ اٰمِيْنَ يَا رَبَّنَا السَّمِيْعَ الْبَصِيْرَ؛ [1]۔

کرامات صدیق از خرد سالی

تکمیل بحمد اللہ تعالیٰ یہی فضل اَجَلّ واَجْمَل، بلکہ اس سے بھی اعلیٰ واکمل، نصیب حضرت امیر المومنین، امام الشاہدین، افضلُ الاولیاء المحمدیین، سیدنا ومولانا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ حکم تبیت تو انھیں وجوہ بالا سے باطل۔ چند برس کی عمر شریف ہوئی کہ پرتو شانِ خلیل اللّٰہی بت خانہ میں بت شکنی فرمائی۔ انکے والد ماجد سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ وہ بھی صحابی ہوئے) اس زمانۂ جاہلیت میں انھیں بت خانے لے گئے اور بتوں کو دکھا کر کہا۔ هٰذِهٖ اٰلِهَتُكَ الشُّمُّ الْعُلٰى فَاسْجُدْ لَهَا۔ یہ تمہارے بلند وبالا خدا ہیں انھیں سجدہ کرو۔ وہ تو یہ کہہ کر باہر گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے مُبرم کی طرح بُت کے سامنے تشریف لائے اور براہِ اظہارِ عجزِ صنم وجہلِ صنم پرست ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ۔ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ وہ کچھ نہ بولا۔ فرمایا اِنِّیْ عَارٍ فَاكْسُنِیْ۔ میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا:۔ میں تجھ پر پتھر ڈالتا ہوں فَاِنْ كُنْتَ اِلٰهًا فَامْنَعْ نَفْسَكَ اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو

---

[1] یہ سب وہ ہے جو قلب فقیر پر لطیف خبیر کے فیض سے فائض ہوا اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کو بادشاہ جواد قدیر کی ملاقات کے دن تک اس ضعیف حقیر کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ مقبولہ بنا دے — اور کوئی طاقت وقوت نہیں مگر اللہ علی کبیر ہی سے۔ اور اللہ رحمت وبرکت وسلامتی نازل فرمائے امن دینے والے امان، نصرت فرمانے والے مولیٰ، بلند شفیع، خوشخبری دینے والے بشیر پر اور انکی آل، اصحاب، اہل، جماعت، اور علی مرتضیٰ امام امیر پر اور ہم پر ان حضرات کے وسیلہ اور ان کے سبب اور ان کے زمرہ میں۔ قبول فرما اے ہمارے سننے دیکھنے والے رب۔ ۱۲۔ مترجم۔

بچا۔ وہ اب بھی نِرا بت بنا رہا۔ آخر بقوتِ صدیقی پتھر پھینکا کہ وہ خدائے گمراہاں، موتھ کے بل گرا۔ والد ماجد واپس آتے تھے۔ یہ ماجرا دیکھا۔ کہا:۔ اے میرے بچے! یہ کیا کیا؟ فرمایا:۔ وہی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ انھیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس (کہ وہ بھی صحابیہ ہوئیں) لے کر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا انھوں نے فرمایا:۔ اس بچے سے کچھ نہ کہو۔ جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے:۔

يَا اَمَةَ اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ؛ اَبْشِرِيْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيْقِ؛ اِسْمُهٗ فِي السَّمَاءِ الصِّدِّيْقُ؛ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّرَفِيْقٌ؛

اے اللہ کی کچی لونڈی! تجھے خوشخبری ہو اس آزاد بچے کی۔ اس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار ورفیق ہے۔ (ترجمۂ مصنف)

رَوَاهُ الْقَاضِيْ اَبُو الْحُسَيْنِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ الزُّبَيْدِيُّ بِسَنَدِهٖ فِيْ مَعَالِي الْفَرْشِ اِلٰى عَوَالِي الْعَرْشِ۔ وَقَدْ ذَكَرْنَا الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ فِيْ كِتَابِنَا الْمُبَارَكِ۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَطْلَعِ الْقَمَرَيْنِ فِيْ اِبَانَةِ سَبْقَةِ الْعُمَرَيْنِ۔

(اسے قاضی ابو الحسین احمد بن محمد زبیدی نے معالی الفرش الی عوالی العرش۔ میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور ہم نے پوری حدیث طویل اپنی کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ۱۲۹۷ھ میں بیان کی ہے جو بابرکت (کتاب) ہے اگر اللہ نے چاہا۔ ۱۲ م)

سولہ[16] برس کی عمر میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پکڑے کہ عمر بھر نہ چھوڑے اب بھی پہلوئے اقدس میں آرام کرتے ہیں۔ روزِ قیامت دست بدست حضور اٹھیں گے۔ سایہ کی طرح ساتھ ساتھ داخلِ خلدِ بریں ہوں گے۔ جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے فوراً بے تامل ایمان لائے۔ ولہٰذا سیدنا امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَزَلْ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِعَيْنِ الرِّضٰى مِنْهُ [1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سرکار اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی میں رہے۔ ۱۲۔ مترجم

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:۔

---

[1] بر ص ۲۶

اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِی مُرَادِہٖ بِھٰذَا الکلام فَقِیْلَ لَمْ یَزَلْ مُوْمِنًا قَبْلَ البِعْثَۃِ وَبَعْدَھَا وَھُوَ الصَّحِیْحُ الْمُرْتَضٰی [2]	(اس کلام سے امام اشعری کی مراد میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بیانِ مراد میں ایک قول یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مومن رہے، قبل بعثت بھی، بعد بعثت بھی، یہی قول صحیح و پسندیدہ ہے۔ ۱۲ مترجم)

امام اجل سیدی ابوالحسن علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی قدس سرہ الملکی فرماتے ہیں ہ

اَلصَّوَابُ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لَمْ یَثْبُتْ عَنْہُ حَالَۃُ کُفْرٍ بِاللّٰہِ کَمَا ثَبَتَتْ عَنْ غَیْرِہٖ مِمَّنْ اٰمَنَ۔ وَھُوَ الَّذِیْ سَمِعْنَاہُ مِنْ اَشْیَاخِنَا وَمَنْ یُّقْتَدٰی بِہٖ وَھُوَ الصَّوَابُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی [3]	(صحیح یہ کہنا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق کوئی حالت کفر ثابت نہ ہوئی۔ جیسا کہ دوسرے ایمان لانے والوں سے متعلق ثابت ہوئی۔ یہی ہم نے اپنے شیوخ اور پیشواؤں سے سنا ہے اور یہی حق ہے — ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ۱۲ مترجم)

الحمد للہ یہ اجمالی جواب، مُوضحِ صَواب، ۱۹ جُمادی الآخرۃ روز شنبہ کو تمام اور بلحاظِ تاریخ۔ تَنْزِیْہُ المَکَانَۃِ الحَیْدَرِیَّۃ ؛ عَنْ وَصْمَۃِ عَھْدِ الجَاھِلِیَّۃ نام ہوا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَسِرَاجِ اُفُقِہٖ سیدنا و مولانا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم ؛ وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمّ ؛ وَحُکْمُہٗ عَزَّ شَانُہٗ اَحْکَم ۔

سوال سوم

مسئلہ ۔ از بنارس محلہ پتر کنڈہ مرسلہ مولوی محمد عبدالحمید صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) ۶ رجب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ابقاہم اللہ تعالیٰ الی یوم الدین اس میں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہمیشہ کے مسلمان تھے یا کہ علی مافی تاریخ الخلفاء للسیوطی وَرَدِّ المحتار لابن عابدین وجامع المناقب وغیرہ تیرہ یا دس یا نو یا آٹھ برس کے سن میں ایمان لائے ہیں اور اگر ہمیشہ مسلمان تھے تو پھر ایمان لانا چہ معنی دارد۔ بَیِّنُوْا بالتفصیل تُوْجَرُوْا بالاجر الجزیل۔

الجواب

حضرت امیر المومنین، مولی المسلمین، امام الواصلین، سیدنا و مولانا علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ

[1] تا [3] ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للعلامۃ احمد بن محمد خطیب قسطلانی ج ۶ ص ۱۵۲ مطبع نولکشور کانپور۔

تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ اور حضرت امیر المومنین امام الشاہدین افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا و مولانا صدیق اکبر عتیق اطہر علیہ الرضوان الاجل الاظہر دونوں حضرات عالمِ ذریت سے روز ولادت، روز ولادت سے سنِ تمیز، سن تمیز سے ہنگامِ ظہور پرنور آفتابِ بعثت، ظہورِ بعثت سے وقتِ وفات، وقتِ وفات سے ابد الآباد تک بحمدہ اللہ تعالیٰ موحد و موقن و مسلم و مومن و طیب و زکی و طاہر و نقی تھے، اور ہیں، اور رہیں گے۔ کبھی کسی وقت کسی حال میں ایک لحہ ایک لحظہ ایک آن کو لوثِ کفر و شرک و انکار اُن کے پاک، مبارک، ستھرے، دامنوں تک اصلاً پہنچا، نہ پہنچے۔ وَالحمد للہِ رَبِّ العٰلمین۔

عالمِ ذریت سے روز ولادت تک اسلامِ میثاقی تھا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ قَالُوْا بَلٰی —— روز ولادت سے سنِ تمیز تک اسلامِ فطری کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ سن تمیز سے روز بعثت تک اسلامِ توحیدی کہ اُن حضراتِ والاصفات نے زمانۂ فترت میں بھی کبھی بت کو سجدہ نہ کیا۔ کبھی غیر خدا کو خدا نہ قرار دیا۔ ہمیشہ ایک ہی جانا۔ ایک ہی مانا۔ ایک ہی کہا۔ ایک ہی سے کام رہا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ —— پھر ظہورِ بعثت سے ابد الآباد تک حال تو ظاہر و قطعی و متواتر ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِیْن۔ فقیر غفر لہ اللہ المولی القدیر نے یہ نفیس مطلب بقدرِ حاجت اپنے رسالۂ موجزہ تنزیہ المکانۃ الحیدریہ عن وصمۃ عہد الجاہلیۃ میں واضح کیا۔

ثم اقول وباللہِ التوفیق: ظاہر ہے کہ تا اَوانِ فترت اس زمانِ جاہلیت و مکانِ اُمّیت و ہیجانِ غفلت میں سَمعیات پر اطلاع کے تو کوئی معنی ہی نہ تھے، اسی طرح نبوت و کتاب کہ وہ لوگ ان امور سے واقف ہی نہ تھے، وَلہٰذا براہِ عجب کہتے اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا رَّسُوْلًا [1] کیا خدا نے آدمی کو رسول بنایا اور کہتے مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ یہ رسول کیسا ہے کہ ہماری طرح کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا ہے [2] —— اور پُر ظاہر کہ حکم، بے تصورِ محکوم علیہ محالِ قطعی۔ تو جس چیز سے ذہن اصلاً خالی اس کی تصدیق و تکذیب دونوں ممتنع عقلی۔ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی مَا اُنْذِرَ اٰبَاؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ [3] لہٰذا اُس زمانے میں صرف توحید مدارِ اسلام و مناطِ نجات و نافیِ کفر تھی۔ موحدانِ جاہلیت

[1] پ ۱۵ ع ۱۱۔ بنی اسرائیل آیت ۹۴

[2] پ ۱۸ ع ۱۶۔ فرقان آیت ۷

[3] پ ۲۲ ع ۱۔ یٰس آیت ۶

کا مسئلۂ اجماعیہ کسے نہیں معلوم ؟ ——— بایں ہمہ وہ اسلامِ ضروری تھا کہ اُس وقت اسی قدر ممکن تھا، اصلِ دین و مرضیِ رب العلمین جسے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ [۱] فرمایا گیا تمام ایمانیات پر ایمان لانا ہے۔ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ یہ بغیر بعثت و بلوغِ دعوت ناممکن ——— اور اس کا بھی فردِ اکمل وہ ہے جس کی نسبت ابراہیم خلیل و اسمٰعیل ذبیح صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم نے دعا کی وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ [۲] جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ [۳] یعنی اس نبی کریم افضل المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کی امتِ مرحومہ میں داخل ہونا ——— یہ اسلام کا اطلاقِ اخص و اکمل و اجل و اجمل ہے ——— ان دونوں معنی پر ان حضرات عالیات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ آٹھ یا دس برس کی عمر میں اسلام لائے، یہ ارشادِ اقدس سنتے ہی فوراً بلا تامل مسلمان ہوئے۔ معہٰذا اِس میں ایک سِر یہ ہے کہ بعدِ بعثت و بلوغِ دعوت صرف اُس اسلامِ ضروری پر قناعت کافی و وجہِ نجات نہیں۔ اگر کوئی شخص فترت میں صدہا سال موحد رہتا اور بعدِ دعوت تصدیق نہ کرتا وہ اسلامِ سابق یقیناً زائل ہو کر کافر مخلد فی النار ہو جاتا ——— تو جس نے فوراً تصدیق کی اُس پر حکمِ اسلام اُس وقت سے تام قائم و محکم و مستقر ہوا۔

علاوہ بریں رب العزت عزّ وجلّ اپنے خلیلِ جلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی نسبت فرماتا ہے:-

اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ [۴]	جب اس سے فرمایا اس کے رب نے کہ اسلام لا بولا میں اسلام لایا رب العلمین کے لئے۔

جب خلیلِ کبریا علیہ الصلاۃ والثنا کو اسلام لانے کا حکم ہونا اور اُن کا عرض کرنا کہ میں اسلام لایا۔ معاذ اللہ ان کے ایمانِ قدیم و اسلامِ مستمر کا منافی نہ ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم التحیۃ والثنا کی طرف بعد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسلام لانا یہ معنی دارد

[۱] پ ۳ ع ۱۰۔ آل عمران ت ۱۹۔
[۲] پ ۱ ع ۱۵۔ بقرہ۔ ت ۱۲۸۔
[۳] پ ۱۷ ع ۱۷ حج۔ ت ۷۸۔
[۴] پ ۱ ع ۱۶ بقرہ۔ ت ۱۳۱۔

نبوت و پیش از نبوت کبھی کسی وقت ایک آن کے لئے بھی غیر اسلام کو اصلاً راہ نہیں، تو صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت یہ الفاظ کہ فلاں دن مسلمان ہوئے، اُس روز اسلام لائے، اُن کے اسلامِ سابق کے معاذ اللہ کیا مخالف ہو سکتے ہیں۔ ھٰذَا کُلُّہٗ وَاضِحٌ مُّبِیْنٌ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کی اس تقریر سے جس طرح سے روافض کا نفیِ خلافتِ صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے براہِ عناد و مکابرہ آیۂ کریمہ لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ ○ [۱] سے سفیہانہ استدلال ——— جس کا نہ صغریٰ صحیح، نہ کبریٰ ٹھیک۔ ہَبَآءً مَّنْثُوْرًا ہو گیا یوں ہی تفضیلیہ کا وہ باطل خیال، کہ قدمِ اسلام خاصۂ حضرت مرتضوی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہے لہٰذا وہ خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل، مدفوع و مقہور ہو گیا۔

فاقول وباللہ التوفیق۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لحاظ سے تو یہ تخصیص ہی غلط کہ وہ بھی اس فضلِ جلیل میں شریکِ حضرت اسد اللہ الغالب، بلکہ انصاف کیجئے تو شریک غالب ہیں۔ اگرچہ دونوں حضرات قدیم الاسلام ہیں کہ ایک آن ایک لمحہ کو ہرگز ہرگز متصف بکفر نہ ہوئے۔ مگر اسلامِ میثاق و اسلامِ فطری کے بعد اسلامِ توحیدی و اسلامِ اخص دونوں میں صدیق اکبر کا پایہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ توحیدی میں یوں کہ صدیق اکبر کی ایک عمرِ کثیر اُس زمانۂ ظلمت و جہالت میں گزری۔ ابتداءً میں مدتوں حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اسلام پناہ سے دوری رہی۔ اس پر بچپنے کی کچی سمجھ میں ان کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہ اس وقت تک مبتلائے شرک تھے اپنے دینِ باطل کی تعلیم دینا، بت خانے میں لے جا کر سجدۂ بت کی تفہیم کرنا۔ غرض رہنما مفقود، رہزنی موجود۔ بایں ہمہ ان کا توحیدِ خالص پر قائم رہنا، اللہ اکبر کیسا اجل و اعظم ہے۔ حضرت امیر المومنین مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ نے آنکھ کھولی تو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا جمالِ جہاں آرا دیکھا حضور ہی کی گود میں پرورش پائی، حضور ہی کی باتیں سنیں، حضور ہی کی عادتیں سیکھیں، شرک و بت پرستی کی صورت ہی اللہ تعالیٰ نے کبھی نہ دکھائی، آٹھ یا دس سال کے ہوئے کہ آفتابِ جہاں تابِ رسالت اپنی عالم گیر تابشوں کے ساتھ چمک اٹھا ——— والحمد للہ رب العلمین۔ اسلامِ اخص میں یوں کہ صدیق اکبر نے فوراً اپنا اسلام سب پر ظاہر و آشکارا کر دیا، ہدایتیں فرمائیں، کفار کے ہاتھوں سے اذیتیں پائیں، جن کی تفصیل ہماری کتاب التفضیل

صدیق اکبر کا ایمان قدیم

[۱] پ ۱ ع ۱۵۔ بقرہ ت ۱۲۴۔

ہ مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، وغیرہ کتب حدیث میں ہے۔

اور امیر المومنین مولیٰ علی کی نسبت آیا کہ کچھ دنوں اپنے باپ ابوطالب کے خوف سے کہ لازمۂ صغر سن ہے اپنے اسلام کا اخفا فرمایا امام حافظ الحدیث خیثمہ بن سلیمان قرشی و امام دارقطنی و محب الدین طبری وغیرہم حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَبَا بَکْرٍ سَبَقَنِیْ اِلٰی اَرْبَعٍ لَمْ اُوْتَهُنَّ۔ سَبَقَنِیْ اِلٰی اِفْشَاءِ الْاِسْلَامِ، وَقِدَمِ الْهِجْرَةِ، وَمُصَاحَبَتِهٖ فِی الْغَارِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ ــ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ بِالشِّعْبِ۔ یُظْهِرُ اِسْلَامَهٗ وَاُخْفِیْهِ۔ الحدیث۔	بیشک ابوبکر چار باتوں کی طرف سبقت لے گئے کہ مجھے نہ ملیں اُنھوں نے مجھ سے پہلے اسلام آشکارا کیا۔ اور مجھ سے پہلے ہجرت کی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یار غار ہوئے۔ اور نماز قائم کی۔ اِس حالت میں کہ میں دنوں دنوں گھروں میں تھا۔ وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے اور میں چھپاتا تھا۔ (ترجمۂ مصنف)

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں اَوَّلُ ذَکَرٍ اَسْلَمَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَهُوَ صَبِیٌّ لَمْ یَبْلُغِ الْحُلُمَ وَکَانَ مُسْتَخْفِیًا بِاِسْلَامِهٖ، وَاَوَّلُ رَجُلٍ عَرَبِیٍّ بَالِغٍ اَسْلَمَ وَاَظْهَرَ اِسْلَامَهٗ اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ[1]، امام ابو عمر ابن عبد البر روایت فرماتے ہیں اِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ کَعْبٍ الْقُرَظِیَّ سُئِلَ عَنْ اَوَّلِهِمَا اِسْلَامًا فَقَالَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَلِیٌّ اَوَّلُهُمَا اِسْلَامًا وَاِنَّمَا اشْتَبَهَ عَلَی النَّاسِ لِاَنَّ عَلِیًّا اَخْفٰی اِسْلَامَهٗ عَنْ اَبِیْهِ وَاَبُوْبَکْرٍ اَظْهَرَهٗ[2]

و لہٰذا احادیث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کہ صدیق کا اسلام سب کے اسلام سے افضل، اور ان کا ایمان تمام امت کے ایمان سے ازید و اکمل ہے کما بیناہ فی کتابنا المذکور المبارک اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

فضیلت فاروق و ذوالنورین ۹

رہے امیر المومنین فاروق و امیر المومنین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذہب جمہور اہلسنت میں امیر المومنین حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو وہ دونوں افضل اور امیر المومنین صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ سب سے افضل مگر اس وجہ سے افضل نہیں کہ یہ قدیم الاسلام ہیں وہ جدید الاسلام۔ کہ یہ تو فضل جزئی ہے جو مفضول

[1] مواہب لدنیہ ص ۴۵ مطبعہ شرقیہ ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۷ء [2] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ابو عمر یوسف بن عبد اللہ معروف بہ علامہ ابن عبد البر ۳۶۸ھ/۴۶۳ھ ص ۲۷۴، ۵۷ طبع ثانی مطبعۃ دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۳۶ھ۔

کو بھی افضل پر مل سکتا ہے۔ بفضل کلی اور شئ ہے۔ جس کی تحقیق انیق ہم نے کتاب مذکور میں ذکر کی۔ قدم اسلام اگر موجب افضلیت ہو تو لازم آئے کہ من و تو زید و عمرو کہ بعونہ تعالیٰ باپ دادا پردادا پشتہا پشت سے مسلمان چلے آتے ہیں عمر و عثمان ابوذر و سلمان و حمزہ و عباس وغیرہم صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معاذ اللہ۔ افضل ٹھہریں۔ تو اس بنا پر دعوی افضلیت محض جہالت اور فضل جزئی و کلی کے تفرقہ سے غفلت ہے۔ وَاللّٰهُ الْهَادِیْ وَوَلِیُّ الْاَیَادِیْ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ۔

سوال سوم

مسئلہ۔ از بنارس محلہ کندی گڈھ ٹولہ مسجد بی بی راجی شفاخانہ مرسلہ مولوی حکیم عبد الغفور صاحب ۱۴ رجب ۱۳۱۲ھ۔

مَا قولکم ایہا العلماء ابقاکم اللہ تعالیٰ الی یوم الجزاء فی المسئلۃ التی نرسل الیکم زید کہتا ہے چونکہ علی مرتضیٰ نے آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا اور اس کے پہلے کبھی دامنِ پاک آپ کا نجاستِ شرک و کفر سے آلودہ نہیں ہوا اور حدیث شریف کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ الخ دلالت کرتی ہے کہ کل بچے کا دین اسلام ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جناب علی مرتضیٰ ہمیشہ سے مسلمان تھے عمرو کہتا ہے کہ جب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا تو یہ کہنا کہ آپ ہمیشہ سے مسلمان تھے محض غلط ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

قول زید حق و مقبول و زعم عمرو باطل و مخذول ہے۔ کما حققناہ بتوفیق اللّٰہ تعالیٰ فی تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاہلیۃ۔ ہاں عبارت زید میں، یہ لفظ قابل گرفت ہے۔ کہ ہم کہہ سکتے ہیں، اس سے بوئے ضعف آتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم بالیقین کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ــ بے شک حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ ہمیشہ سے مسلمان صحیح الایمان تھے اور بے شک انھوں نے آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ ان دونوں باتوں میں اصلاً تنافی نہیں۔ یہ اسلام متأخر وہ ہے جس کا ذکر (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلَمِ الْاِیْمَانِ اَصْلِ الْاِیْمَانِ عَیْنِ الْاِیْمَانِ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ) کریمہ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا الآیہ[1]

[1] آیت ۵۲ ۔ سورۂ شوریٰ پ ۲۵ ع ۶ ۔ پوری آیت کا مترجمہ یہ ہے۔ اور یوں ہی ہم نے تمھیں وحی بھیجی ایک جاں فزا چیز اپنے حکم سے، اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ (ایمان) احکام شرع کی تفصیل۔ ہاں ہم نے اسے (کتاب و ایمان کو) نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں، اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو ۱۲ ۔ مترجم

یعنی اسلام خاص زمانِ بعثت کہ کتاب و رسول پر ایمان اور عقائدِ سمعیہ کے اذعان پر مشتمل ہو۔ یہ بے شک بعدِ بعثت حاصل ہوا۔ اس کا حدوث قدیم اسلام توحیدی کا منافی نہیں۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی مَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَہِیْد۔ تفسیر کبیر میں زیر آیۂ کریمہ منجملہ وجوہِ تاویل مذکور ہے:

اَلرَّابِعُ اَلْاِیْمَانُ اَلْاِقْرَارُ بِجَمِیْعِ مَا کَلَّفَ اللہُ تَعَالٰی بِہٖ وَاِنَّہٗ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ مَا کَانَ عَارِفًا بِجَمِیْعِ تَکَالِیْفِ اللہِ تَعَالٰی بَلْ اِنَّہٗ کَانَ عَارِفًا بِاللہِ تَعَالٰی وَذٰلِکَ لَا یُنَافِی مَا ذَکَرْنَاہُ۔ اَلْخَامِسُ صِفَاتُ اللہِ تَعَالٰی عَلٰی قِسْمَیْنِ۔ مِنْہَا مَا یُمْکِنُ مَعْرِفَتُہٗ بِمَحْضِ دَلَائِلِ الْعَقْلِ وَمِنْہَا مَا لَا یُمْکِنُ مَعْرِفَتُہٗ اِلَّا بِالدَّلَائِلِ السَّمْعِیَّۃِ۔ فَھٰذَا الْقِسْمُ الثَّانِیْ لَمْ تَکُنْ مَعْرِفَتُہٗ حَاصِلَۃً قَبْلَ النُّبُوَّۃِ [1]

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

اَیِ الْاِیْمَانُ بِتَفَاصِیْلِ مَا فِیْ تَضَاعِیْفِ الْکِتَابِ مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ لَا تَھْتَدِیْ اِلَیْہَا الْعُقُوْلُ لَا الْاِیْمَانُ بِمَا یَسْتَقِلُّ بِہِ الْعَقْلُ وَالنَّظَرُ۔ فَاِنَّ دِرَایَتَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَہٗ مِمَّا لَا رَیْبَ فِیْہِ قَطْعًا [2] — اسی کے قریب قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے شفا شریف میں نقل کرکے فرمایا:— وَھُوَ اَحْسَنُ وُجُوْھِہٖ اھ [3]　　واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ أعلم

— تمت —

[1] تفسیر کبیر مفاتیح الغیب۔ فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی (م ۶۰۶ھ) ص ۱۹۰ ج ۲۷ مطبعہ بہیہ مصر—
ترجمۂ عبارت:— وجہ چہارم ایمان ان تمام چیزوں کے مان لینے کا نام ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکلف بنایا— اور حضور قبل نبوت اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ تمام احکام و تکالیف سے واقف نہ تھے بلکہ وہ خداوند تعالیٰ کے عارف تھے اور یہ اسکے منافی نہیں جو ہم نے ذکر کیا (کہ قبل وحی بھی انبیاء کا کفر سے منزہ ہونا اجماعی ہے)— وجہ پنجم، صفات الٰہی کی دو قسمیں ہیں ① وہ جن کی معرفت عقلی دلیلوں سے ہو سکتی ہے ② وہ جن کی معرفت سمعی دلیلوں کے بغیر ممکن نہیں۔ تو اسی قسم دوم کی معرفت قبلِ نبوت نہ تھی ۱۲ مترجم

[2] ارشاد العقل السلیم إلی مزایا الکتاب الکریم۔ علامہ ابو السعود محمد بن محمد مصطفےٰ عمادی (۸۹۸ھ/۹۸۲ھ) ص ۶۷۲۔ برہامش تفسیر کبیر ج ، مطبوعہ شرفیہ مصر۔ ترجمۂ عبارت:— اس آیت میں ایمان سے مراد اُن امور کی تفصیلات پر ایمان ہے جو کتاب کے وسیع صفحات میں مندرج ہیں جن تک از خود عقلوں کی رسائی نہیں۔ اُن امور سے متعلق ایمان کی نفی مراد نہیں جن کو عقل و فکر خود جان لیتی ہے اور کتاب و وحی کی محتاج نہیں ہوتی۔ قبل نبوت بھی اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آشنا ہونے میں قطعاً کوئی شک و شبہہ نہیں۔ ۱۲ مترجم

[3] وجوہِ تاویل میں یہ سب سے عمدہ ہے۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفےٰ۔ قاضی عیاض یحصبی اندلسی (م ۵۴۴ھ) ج ۲ ص ۱۱۴ — مطبعۃ الاستقامۃ قاہرہ۔ ۱۲ محمد احمد مصباحی۔

شیعوں کا رد

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ: رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی

فروغ اہلسنت کیلئے امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرًا و تقریرًا و وعظًا ومناظرۃً اشاعتِ دین ومذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدار کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتًا فوقتًا ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

شیعوں کا رد

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

رسالہ

رد الرفضہ

(شیعوں کا رد)

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶ ـ ۰۲۲

سلسلۂ اشاعت ۱۲۳

سنِ اشاعت ۱۴۱۸ھ

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

ابتدائیہ

از رشحاتِ قلم: مفتی محمود اختر القادری۔ مفتی سنی دار العلوم محمدیہ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ستفترق امتی ثلاثا وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ (یہ امت تہتر فرقہ ہو جائے گی صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی) کے تحت بہت سے باطل اور گمراہ فرقے پیدا ہو چکے ہیں اور بہت سے ظاہر ہوں گے۔ انھیں باطل فرقوں میں ایک قدیم ترین فرقہ رافضی بھی ہے۔ جو اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے۔ یہ فرقہ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء ثلاثہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان میں نہایت گستاخ ہے۔ یہاں تک کہ انھیں گالیاں دینا ان کا عام شیوہ ہے بلکہ چند صحابہ کرام کے علاوہ تمام کو معاذاللہ کافر و منافق قرار دیتا ہے اور حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت راشدہ کو خلافت غاصبہ کہتا ہے۔

اس فرقہ باطلہ کا بانی ابن سبا یہودی ہے جو امت مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے عہدِ خلافتِ عثمانی میں بظاہر مسلمان ہوا اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق خوب غلو کرنے لگا یہانتک کہ لوگوں کو یہ باور کرانے لگا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلافت و امامت کا حق صرف حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا تھا۔ مگر خلفاء ثلاثہ ایک سازش کے تحت اس منصب پر بٹھائے گئے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے بعض لوگوں سے یہ تک کہدیا کہ معاذاللہ نبوت و رسالت کے لئے

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو منتخب کیا تھا مگر جبرئیل علیہ السلام غلطی سے وحی لیکر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے (العیاذ باللہ تعالیٰ) غرضیکہ ابن سبا نے اسی طرح کی گمراہ کن، فتنہ پرور اور شاطرانہ باتیں لوگوں میں پھیلا کر شیعیت کی بنیاد رکھی اور آج تک شیعوں کے بنیادی عقائد ابن سبا کی انھیں خرافات پر مبنی ہیں۔

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے عظیم الشان مجددانہ کارناموں سے آج دنیائے اسلام خوب اچھی طرح آشنا ہے۔ آپ نے جہاں دلائل و براہین سے عقائد حقہ کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے وہیں فرقۂ باطلہ کے فاسد و گمراہ کن اور ایمان سوز عقائد کا رد بلیغ بھی فرمایا ہے۔ آپنے دیگر باطل فرقوں کی طرح شیعہ کا بھی اپنے مخصوص انداز میں سخت رد فرمایا اور ان کی تردید میں کثیر رسائل اور بہت سارے فتاوی تحریر فرمائے۔ زیر نظر رسالہ "رد الرفضۃ"، شیعوں کے رد میں ایک مختصر رسالہ ہے مگر دریا کو کوزے میں سمونے کے مصداق صرف سترہ صفحات پر مشتمل اس فتوی میں کتب متداولہ سے ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) حوالجات پیش فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

برادران اہلسنت سے پر خلوص درخواست ہے کہ اس رسالہ کا بغور مطالعہ فرمائیں اور پھر فیصلہ کریں کہ کیا ایسے لوگوں سے رشتہ داری و تعلقات قائم کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ انھیں لڑکیاں دینا یا ان کی لڑکیاں لینا حلال ہوگا؟۔

رب قدیر اپنے حبیب پاک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں مسلمانوں کو حق سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مفسدین کے شرور سے ان کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

احقر محمود اختر القادری عفی عنہ
سُنی دار العلوم محمّدیہ بمبئی ۳
۷ جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ

از سیتاپور مرسلہ جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۱۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بی بی سیدہ سُنی المذہب نے انتقال کیا ان کے بعض بنی عم رافضی تبرائی ہیں۔ وہ عصبہ بن کر در ثہ سے ترکہ لینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ روافض کے یہاں عصبہ اصلاً نہیں۔ اس صورت میں وہ مستحق ارث ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

الحمد للہ الذی ھدانا وکفانا وارانا عن الرفض والخروج وکل بلاء نجانا والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولٰنا وملجانا وماوانا محمد وآلہ وصحبہ الاولین ایمانا والاحسنین احسانا والاکثین ایقانا آمین۔

صورت مستفسرہ میں یہ رافضی ان مرحومہ سیدہ سُنیہ کے ترکہ سے کچھ نہیں پا سکتے اصلاً کسی قسم کا استحقاق نہیں رکھتے اگرچہ بنی عم نہیں خاص حقیقی بھائی بلکہ اس سے بھی قریب رشتے کے کہلاتے۔ اگرچہ وہ عصوبت کے منکر نہ بھی ہوتے کہ اُن کی محرومی دینی اختلاف کے باعث ہے۔ سراجیہ میں ہے۔

موانع الارث اربعۃ (الی قولہ) واختلاف الدینین۔ تحقیق مقام وتفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما خواہ ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام وخلیفہ برحق نہ مانے۔ کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور سائر ائمہ ترجیح وفتوٰی کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے درمختار مطبوعہ مطبع ہاشمی صفحہ ۶۴ میں ہے۔ ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بھا کقولہ ان اللہ تعالٰی جسم کالاجسام او انکر صحبۃ الصدیق۔

اگر ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہے تو کافر ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالٰی اجسام کے مانند جسم ہے۔ یا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا طحطاوی حاشیہ در مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۴۴ میں ہے۔ وکذا لخلافۃ اور ایسی ہی آپ کی خلافت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ فتاوٰی خلاصہ قلمی کتاب الصلوۃ فصل ۱۵ اور خزانۃ المفتین قلمی کتاب الصلوۃ فصل فی ما یصح الاقتداء بہ ومن لا یصح میں ہے۔ الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع ولو انکر خلافۃ الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ فھو کافر۔

رافضی اگر مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو سب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل جانے تو بدعتی گمراہ ہے۔ اور اگر خلافت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول صفحہ ۲۴۸، اور حاشیہ تبیین العلامۃ احمد الشلبی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۵ میں ہے۔ فی الروافض من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فھو کافر، رافضیوں میں جو شخص مولٰی علی کو خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے افضل کہے گمراہ ہے۔

اور اگر صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔ وجیز امام کردری مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۳۱۸ میں ہے۔ من انکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فھو کافر فی الصحیح ومن انکر خلافۃ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فھو کافر فی الاصح۔ خلافت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر کافر ہے یہی صحیح ہے اور خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر بھی کافر ہے یہی صحیح تر ہے۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۴ میں ہے۔ قال المرغینانی تجوز الصلوۃ خلف صاحب ھوی وبدعۃ ولا تجوز خلف الرافضی والجہمی والقدری والمشبھۃ ومن یقول بخلق القراٰن حاصلہ ان کان ھوی لا یکفر بہ صاحبہ تجوز مع الکراھۃ والا فلا۔ امام مرغینانی نے فرمایا بدمذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی۔ اور رافضی وغیرہ کے پیچھے ہو گی ہی نہیں اور اُس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اُس بدمذہبی کے باعث وہ کافر نہ ہو تو نماز اس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہو جائے گی۔ ورنہ نہیں۔ فتاوٰی عالمگیریہ مطبوعہ مصر جلد

اوّل صفحہ ۸۴ میں اس عبارت کے بعد ہے۔ هکذا فی التبیین والخلاصة وهو الصحیح هکذا فی البدائع۔ ایسا ہی تبیین الحقائق و خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے ایسا ہی بدائع میں ہے اسی کی جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ اور بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۹ اور اشباہ قلمی فن ثانی کتاب السیر اور الحاف الابصار والبصائر مطبع مصر صفحہ ۱۸۷ اور فتاویٰ القرویہ مطبع مصر جلد اوّل صفحہ ۲۵ اور واقعات المفتین مطبع مصر صفحہ ۳ سب میں فتاویٰ خلاصہ سے ہے۔ الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما والعیاذ باللہ تعالیٰ فهو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجهه علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه لا یکون کافرا الا انه مبتدع۔ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ برا کہے کافر ہے۔ اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا۔ مگر گمراہ ہے۔ اسی کے صفحہ مذکورہ اور برجندی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ صفحہ ۲ میں فتاویٰ ظہیریہ سے ہے۔ من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه فهو کافر وعلی قول بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر وکذلک من انکر خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه فی اصح الاقوال۔ امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے۔ اور بعض نے کہا بدمذہب ہے کافر نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ اسی طرح خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی صحیح تر قول میں کافر ہے۔ وہیں فتاویٰ بزازیہ سے ہے ویجب اکفارهم باکفار عثمان وعلی وطلحة وزبیر وعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنهم، رافضیوں اور ناصبیوں اور خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے۔ اس سبب سے کہ وہ امیر المومنین عثمان و مولیٰ علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہتے ہیں۔

بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۱۳۱ میں ہے۔ یکفر بانکاره امامة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه علی الاصح کانکاره خلافة عمر رضی اللہ عنه علی الاصح۔ اصح یہ ہے کہ ابوبکر یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اوّل صفحہ ۱۰۵ میں ہے۔ الرافضی ان فضل علیا فهو مبتدع

وان انکر خلافة الصدیق فهو کافر۔ رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہو تو بدمذہب ہے اور اگر خلافت صدیق کا منکر ہو تو کافر ہے اسی کے صفحہ ۱۲۱ میں ہے۔ یکفر بانکاره صحبة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه وبانکاره امامته علی الاصح وبانکاره صحبة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه علی الاصح۔ جو شخص ابی بکر صدیق کی صحابیت کا منکر ہو وہ کافر ہے یونہی جو ان کے امام برحق ہونے کا انکار کرے مذہب اصح میں کافر ہے یونہی عمر فاروق کی صحابیت کا انکار قول اصح پر کفر ہے۔ غنیہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۵۱۴ میں ہے۔ المراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف ما یعتقده اهل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتداء به مع الکراهة اذا لم یکن ما یعتقده یؤدی الی الکفر عند اهل السنة اما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاة من الروافض الذین یدعون الالوهیة لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنه او ان النبوة کانت له فغلط جبریل ونحو ذالک مما هو کفر وکذا من یقذف الصدیقة او ینکر صحبة الصدیق او خلافته او یسب الشیخین۔ بدمذہب سے وہ مراد ہے جو کسی بات میں اہلسنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو اور اس کی اقتداء کراہت کے ساتھ اس حال میں جائز ہے جب اس کا عقیدہ اہلسنت کے نزدیک کفر تک پہنچاتا ہو۔ اگر کفر تک پہنچائے اصلا جائز نہیں جیسے غالی رافضی کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خدا کہتے ہیں یا یہ کہ نبوت ان کے لئے تھی جبرائیل نے غلطی کی اور اسی قسم کی اور باتیں کہ کفر ہیں اور یونہی حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ اس تہمت ملعونہ کی طرف نسبت کرے یا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہے۔ کفایہ شرح ہدایہ مطبع بمبئی جلد اوّل اور مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق مطبع احمدی صفحہ ۳۲ میں ہے۔ ان کان هوی یکفر اهله کالجهمی والقدری الذی قال بخلق القرآن والرافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه لا تجوز الصلوٰة خلفه بدمذہبی اگر کافر کردے جیسے جہمی اور قدری کہ قرآن کو مخلوق کہے اور رافضی غالی کہ خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے اس کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں شرح کنز للملا مسکین مطبع مصر جلد اوّل صفحہ ۲۰۸،

حاشیہ فتح المعین مصری۔ فی الخلاصۃ یصح الاقتداء باھل الاھواء الا الجھمیۃ والجبریۃ والقدریۃ والرافضی الغالی ومن یقول بخلق القرآن والمشبہۃ وجملتہ ان کان من اھل قبلتنا ولم یغل فی ھواہ حتی لم یحکم بکونہ کافرا تجوز الصلوۃ خلفہ وتکرہ والمراد بالرافضی الغالی الذی ینکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ خلاصہ میں ہے۔ بدمذہبوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر جہمیہ و جبریہ و قدریہ و رافضی غالی و قائل خلق قرآن و مشبہہ اور حاصل یہ کہ اہل قبلہ سے جو اپنی بدمذہبی میں غالی نہ ہو یہاں تک کہ اسے کافر کہا نہ جائے۔ اس کے پیچھے نماز بکراہت جائز ہے۔ اور رافضی غالی سے وہ مراد ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کا منکر ہو۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبع مصر ص۱۹۸ میں ہے۔

ان انکر خلافۃ الصدیق کفر والحق فی الفتح عمر بالصدیق فی ھذا الحکم والحق فی البرھان عثمان بھما ایضا ولا تجوز الصلوۃ خلف منکر المسح علی الخفین او صحبۃ الصدیق ومن یسب الشیخین او یقذف الصدیقۃ ولا خلف من انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ لکفرہ ولا تلتفت الی تاویلہ واجتھادہ۔ یعنی خلافت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا منکر کافر ہے اور فتح القدیر میں فرمایا کہ خلافت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا منکر بھی کافر ہے۔ اور برہان شرح مواہب الرحمن میں فرمایا خلافت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور نماز اس کے پیچھے جائز ہی نہیں جو مسح موزہ یا صحابیت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا منکر ہو یا شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کو برا کہے یا صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پر تہمت رکھے اور نہ اس کے پیچھے جو ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہو تو وہ کافر ہے اور اس کی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اس جانب کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کہا نظم الفرائد منظومہ علامہ ابن وہبان مطبوعہ مصر حاشیہ مجیبہ ص۲ اور نسخہ قدیمہ تلمیع المرح فصل من کتاب السیر میں ہے۔ ~

ومن لعن الشیخین او سب کافر
ومن قال فی الایدی الجوارح اکفر

و صحیح تکفیر منکر خلافۃ ال
عتیق وفی الفاروق ذالک اظھر

جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہما پر تبرا کہے یا برا کہے کافر ہے اور جو کہے ید اللہ سے ہاتھ مراد ہے۔ وہ اس سے بڑھ کر کافر ہے۔ اور خلافت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے انکار میں قول صحیح تکفیر ہے۔ ایسے ہی دربارۂ انکار خلافت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اظہر ہے۔

تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ العلامہ الشرنبلالی قلمی کتاب السیر میں ہے۔ الرافضی اذا سب ابا بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما ولعنھما یکون کافرا وان فضل علیا علیھما لا یکفر وھو مبتدع رافضی اگر شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کو برا کہے یا ان پر تبرا کہے کافر ہو جائے اور اگر مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو ان سے افضل کہے کافر نہیں گمراہ بدمذہب ہے۔ اسی میں وہیں ہے۔ من انکر خلافۃ ابی بکر الصدیق فھو کافر فی الصحیح وکذا منکر خلافۃ ابی حفص عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ فی الاظھر۔ خلافت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا منکر مذہب صحیح پر کافر ہے۔ اور ایسا ہی قول اظہر میں خلافت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا منکر بھی۔ فتوی علامہ نوح آفندی پھر مجموعہ شیخ الاسلام عبد اللہ آفندی پھر مغنی المستفتی عن سوال المفتی پھر عقود الدریہ مطبع مصر جلد اول ص۹۲ میں ہے۔ الروافض کفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر منھا انھم ینکرون خلافۃ الشیخین ومنھا انھم یسبون الشیخین سود اللہ وجوھھم فی الدارین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر مطلقا۔ رافضی کافر ہیں طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں۔ ازانجملہ خلافت شیخین کا انکار کرتے ہیں۔ ازانجملہ شیخین کو برا کہتے ہیں۔ اللہ تعالی دونوں جہان میں رافضیوں کا منہ کالا کرے۔ جو ان میں کسی بات سے متصف ہو کافر ہے۔ انہیں میں ہے اما سب الشیخین رضی اللہ تعالی عنھما فانہ کسب النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وقال الصدر الشہید من سب الشیخین او لعنھما یکفر۔ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کو برا کہنا ایسا ہے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا اور امام صدر شہید نے فرمایا جو شیخین کو برا کہے یا تبرا کہے کافر ہے۔ عقود الدریہ میں بعد نقل فتوائے مذکورہ ہے۔

وقد اکثر مشائخ الاسلام من علماء الدولة العثمانیه لازالت مؤیدة بالنصرة العلیة فی الافتاء فی شان الشیعة المذکورین وقد اشبع الکلام فی ذالک کثیر منھم والفوا فیه الرسائل وممن افتی بنحو ذالک فیھم المحقق المفسر ابوالسعود افندی العمادی ونقل عبارته العلامة الکواکبی الحلبی فی شرحه علی المنظومة الفقھیه المسماة بالفوائد السنیه علمائے دولت عثمانیہ کہ ہمیشہ نصرت الٰہی سے مؤید رہے، اُن سے جو اکابر شیخ الاسلام ہوئے انہوں نے شیعہ کے باب میں کثرت سے فتوے دیئے بہت نے طویل بیان لکھے اور اسکے بارے میں رسالے تصنیف کئے اور انہیں میں سے جنہوں نے روافض کے کفر وارتداد کا فتویٰ دیا محقق مفسر ابوالسعود آفندی عمادی اکابر مفتیان دولت علیہ عثمانیہ ہیں ان کی عبارت علامہ کواکبی حلبی نے اپنے منظومۂ فقہیہ مسمی بہ فوائد سنیہ کی شرح میں نقل کی۔ اشباہ قلمی فن ثانی باب الردۃ اور اتحاف ص۱۸۶ اور القروی جلد اول ص۲۵ اور واقعات المفتین ص۱۳ سب میں مناقب کردری سے ہے۔ یکفر اذا انکر خلافتھما او یبغضھما لمحبة النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لھما جو خلافت شیخین کا انکار کرے۔ یا اُن سے بغض رکھے کافر ہے۔ کہ وہ تو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں۔ بلکہ بہت اکابر نے تصریح فرمائی کہ رافضی تبرائی ایسے کافر ہیں جن کی توبہ بھی قبول نہیں۔

تنویر الابصار متن درمختار مطبع ہاشمی ص۳۱۹ میں ہے۔ کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الکافر لسب النبی او الشیخین او احدھما۔ ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر وہ جو نبی یا حضرات شیخین یا اُن میں ایک کی شان میں گستاخی سے کافر ہوا۔

اشباہ والنظائر قلمی فن ثانی کتاب السیر اور فتاوی خیریہ مطبوعہ مصر جلد اول ص۹۴،۹۵ اور اتحاف الابصار والبصائر مطبوعہ مصر ص۱۸۷ میں ہے۔ کافر تاب فتوبته مقبولة فی الدنیا والاخرة الا جماعة الکافر بسب النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم وسائر الانبیاء وبسب الشیخین او احدھما۔ جو کافر توبہ کرے اس کی توبہ دنیا وآخرت میں قبول ہے۔ مگر کچھ کافر ایسے ہیں جن کی توبہ مقبول نہیں ایک وہ جو ہمارے نبی کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی سے

ہوا۔ دوسرا وہ کہ ابوبکر وعمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما دونوں یا ایک کو برا کہنے کے باعث کافر ہوا۔ درمختار میں ہے۔ فی البحر عن الجوھرة معزیا للشھید من سب الشیخین او طعن فیھما کفر ولا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسی وابو اللیث وھو المختار للفتوی انتھی وجزم به الاشباہ واقرہ المصنف یعنی بحر الرائق میں بحوالہ جوہرہ نیرہ شرح مختصر قدوری امام صدر شہید سے منقول ہے۔ جو شخص حضرات شیخین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کو برا کہے یا اُن پر طعن کرے وہ کافر ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں اور اسی پر امام دبوسی وامام فقیہ ابواللیث سمرقندی نے فتویٰ دیا اور یہی قول فتویٰ کیلئے مختار ہے اسی پر اشباہ میں جزم کیا۔ اور علامہ شیخ الاسلام محمد بن عبداللّٰہ ابو عبداللّٰہ غزی تمرتاشی نے اُسے برقرار رکھا اور پر ظاہر کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ترکہ نہیں پا سکتا۔

درمختار ص۷۸۳ میں ہے۔ موانعه الرق والقتل واختلاف الملتین اسلاما وکفرا لا ملتفتا یعنی میراث کے مانع ہیں۔ غلام ہونا اور مورث کو قتل کرنا اور مورث ووارث میں اسلام وکفر کا اختلاف تبیین الحقائق جلد ۶ ص۲۴۰ اور عالمگیری جلد ۶ ص۴۵۴ میں ہے اختلاف الدین ایضا یمنع الارث والمراد به الاختلاف بین الاسلام والکفر مورث ووارث میں دینی اختلاف بھی مانع میراث ہے۔ اور اس سے مراد اسلام وکفر کا اختلاف ہے۔ بلکہ رافضی خواہ وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدۂ کفر رکھے وہ تو بتصریح ائمہ دین سب کافروں سے بدتر کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے۔

ہدایہ مطبع مصطفائی جلد اخیر ص۵۶۳ اور درمختار ص۶۲۸ اور عالمگیری جلد ۶ ص۱۴۲ میں ہے۔ صاحب الھوی ان کان یکفر فھو بمنزلة المرتد بدمذہب اگر عقیدۂ کفر رکھتا ہو تو مرتد کی جگہ ہے۔ غرر متن درر مطبع مصر جلد ۲ ص۳۲۹ میں ہے۔ وذو ھوی ان اکفر فکالمرتد بدمذہب اگر تکفیر کیا جائے تو مثل مرتد کے ہے۔ ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر جلد ۲ ص۹۸۹ میں ہے۔ ان حکم بکفرہ باعتبار ارتکبه من الھوی فکالمرتد اگر اس کی بدمذہبی کے سبب اس کے کفر کا حکم دیا جائے تو وہ مرتد کی مثل ہے نیز فتاوی ہندیہ جلد ۲ ص۱۲۶۴ اور طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ

مصر جلد اوّل صفحہ ۲۰۶، ۲۰۹ اور برجندی شرح نقایہ جلد ۴ صفحہ ۲ میں ہے یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا (الی قولہ) وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذا فی الظھیریۃ یعنی رافضیوں کو ان کے عقائد کفریہ کے باعث کافر کہنا واجب ہے۔ یہ لوگ دینِ اسلام سے خارج ہیں۔ اُن کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔ ایسا ہی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے۔ اور مرتد اصلاً صالح وراثت نہیں۔ مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتّٰی کہ خود اپنے ہم مذہب مرتد کا ترکہ بھی ہرگز اسے نہیں پہنچ سکتا۔ عالمگیری جلد ۶ صفحہ ۴۵۵ میں ہے المرتد لا یرث من مسلم ولا من مرتد مثلہ کذا فی المحیط۔ خزانۃ المفتین میں ہے۔ المرتد لا یرث من احد لا من المسلم ولا من الذمی ولا من مرتد مثلہٖ یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے۔ اگرچہ تبرا و انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے سوا ضروریاتِ دین کا انکار نہ کرتے ہوں۔ والاحوط فیہ قول المتکلمین انھم ضلال من کلاب النار لا کفار وبہ ناخذ اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکران ضروریاتِ دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں۔ یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔

کفر اوّل۔ قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں کوئی کہتا ہے۔ اس میں سے کچھ سورتیں امیر المومنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت رضی اللہ تعالٰی عنہم نے گھٹا دیں کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔ کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے۔ اور جو شخص قرآن میں زیادت یا نقص یا تبدیلی کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اُسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے۔ کہ صراحۃً قرآنِ عظیم کی تکذیب کر رہا ہے۔ اللہ عزوجل سورۂ حجر میں فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ بیضاوی شریف مطبع

لکھنؤ صفحہ ۴۲۸ میں ہے۔

لحٰفظون ای من التحریف والزیادۃ والنقص جلالین شریف میں ہے، لحٰفظون من التبدیل والتحریف والزیادۃ والنقص یعنی حق تعالٰی فرماتا ہے۔ ہم خود اس کے نگہبان ہیں اُس سے کہ کوئی اسے بدل دے یا الٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا کچھ گھٹا دے جمل مطبع مصر جلد ۲ صفحہ ۵۶۱ میں ہے۔ بخلاف سائر الکتب المنزلۃ فقد دخل فیھا التحریف والتبدیل بخلاف القرآن فانہ محفوظ عن ذالک لا یقدر احد من جمیع الخلق لا نس والجن ان یزید فیہ او ینقص منہ حرفا واحدا او کلمۃ واحدۃ یعنی بخلاف اور کتب آسمانی کے کہ ان میں تحریف و تبدیل نے دخل پایا۔ اور قرآن اس سے محفوظ ہے۔ تمام مخلوق جن و انسان کسی کی جان نہیں کہ اس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھا دیں یا کم کر دیں۔ اللہ تعالٰی سورۂ حٰم السجدۃ میں فرماتا ہے وانہ لکتٰب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ۔ بے شک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے۔ باطل کو اس کی طرف اصلاً راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے۔ یہ اتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے ہوئے کا۔ تفسیر معالم التنزیل شریف طبع بمبئی جلد ۴ صفحہ ۳۵ میں ہے۔ قال قتادۃ والسدی الباطل ھو الشیطان لا یستطیع ان یغیرہ او یزید فیہ او ینقص منہ قال الزجاج معناہ انہ محفوظ من ان ینقص منہ فیاتیہ الباطل من بین یدیہ او یزاد فیہ فیاتیہ الباطل من خلفہ وعلی ھذا المعنی الباطل الزیادۃ والنقصان یعنی قتادہ سُدّی مفسرین نے کہا باطل شیطان ہے۔ قرآن میں کچھ گھٹا بڑھا بدل نہیں سکتا۔ زجاج نے کہا باطل کہ زیادت و نقصان ہیں۔ قرآن ان سے محفوظ ہے۔

کشف الاسرار امام اجل شیخ عبدالعزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی مطبوع قسطنطنیہ جلد ۳ صفحہ ۸۸، ۱۹ میں ہے۔ کان نسخ التلاوۃ والحکم جمیعا جائزا فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاما بعد وفاتہ فلا یجوز قال بعض الرافضۃ والملحدۃ ممن یستتر باظھار الاسلام وھو قاصد الی

فسادہ ھذا اجائز بعد وفاتہ الیشاذ نعملان فی القراٰن کانت اٰیات فی امامۃ علی وفی فضائل اھل البیت فکتمہا الصحابۃ فلم تبق باندراس زمانہم والدلیل علی بطلان ھذا القول قولہ تعالٰی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کذا فی اصول الفقہ لشمس الائمۃ ملتقطا۔ قراٰن عظیم سے کسی چیز کی تلاوت وحکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم میں جائز تھا۔ بعد وفات اقدس ممکن نہیں۔ بعض وہ لوگ کہ رافضی اور زندیق ہیں۔ بظاہر مسلمانی کا نام لیکر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں۔ اور حقیقۃً انہیں اسلام کو تباہ کرنا مقصود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بعد وفات والا بھی ممکن ہے۔ وہ بکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیتیں امامت مولیٰ علی اور فضائل اہلبیت میں تھیں کہ صحابہ نے چھپا ڈالیں۔ جب وہ زمانہ مٹ گیا باقی نہ رہیں اور اس قول کے بطلان پر دلیل خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ ایسا ہی امام شمس الائمہ کی کتاب اصول الفقہ میں ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی ص۳۶۲ میں بہت سے یقینی اجماعی کفر بیان کرکے فرماتے ہیں۔ وکذالک من انکر القراٰن او حرفا منہ او غیر شیئا منہ او زاد فیہ یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں سے کچھ بدلے یا اس موجودہ قرآن میں کچھ زیادہ بتلائے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ ص۲۱۲ میں ہے۔ اعلم انی رایت فی مجمع البیان تفسیر لشیعۃ انہ ذھب بعض اصحابہم الی ان القراٰن العیاذ باللہ کان زائدا علی ھذا المکتوب قد ذھب بتقصیر من الصحابۃ الجامعین العیاذ باللہ لم یختر صاحب ذالک التفسیر ھذا القول فمن قال بھذا القول فھو کافر لانکار الضروری یعنی میں نے طبرسی رافضی کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس موجود سے زائد تھا جن صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذاً باللہ ان کے قصور سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا۔ جو اس کا قائل ہو کافر ہے۔ کہ ضروریات دین کا منکر ہے۔

کفر دوم۔ ان کا ہر متنفس سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم ودیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیائے سابقین علیہم الصلوات والتحیات سے افضل بتانا ہے۔ اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔

شفا شریف ص۳۶۵ میں انہیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے۔ وکذالک نقطع بتکفیر غلاۃ الرافضۃ فی قولہم ان الائمۃ افضل من الانبیاء اور اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں۔ ان غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتلاتے ہیں۔ امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ص۱۲ میں کلام شفا نقل فرماتے اور مقرر رکھتے ہیں۔ مولانا علی قاری شرح شفا مطبوع قسطنطنیہ جلد۲ ص۵۲۶ میں فرماتے ہیں۔ ھذا کفر صریح یہ کھلا کفر ہے۔ منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی ص۱۲۶ میں ہے۔ ما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلالۃ والحاد وجہالۃ وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے رتبے میں بڑھ جائے یہ کفر وضلالت وبیدینی وجہالت ہے۔

شرح مقاصد مطبوع قسطنطنیہ جلد۲ ص۳۰۵ اور طریقۂ محمدیہ علامہ برکوی قلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے۔ واللفظ ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء بیشک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے۔ اس پر کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔ حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ مطبع مصر جلد اول ص۲۱۵ میں ہے التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی کسی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتانا ہے۔ شرح عقائد نسفی مطبع قدیم ص۱۱۵ پھر طریقۂ محمدیہ وحدیقۂ ندیہ ص۲۱۵ میں ہے۔ واللفظ لھما (تفضیل الولی علی النبی) من سلاکان او لا (کفر وضلال کیف وھو تحقیر للنبی) بالنسبۃ الی الولی (وخرق الاجماع) حیث اجمع المسلمون علی فضیلۃ النبی علی الولی باختصار ۃ۔ ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل

بتانا کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی
سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہلِ اسلام کا اجماع ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری
جلد ۱ صفحہ ۱۷۵ میں ہے۔ النبی افضل من الولی وھذا امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ
کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ۔ نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے
اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے۔ کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

روافض کے مجتہدانِ حال نے اپنے فتووں میں ان صریح کفروں کا صاف اقرار کیا ہے۔

یہ فتوے رسالہ تکملہ رد روافض در رسالہ اظہار الحق مطبوعہ مطبع صبح صادق سیتاپور سنہ ۱۲۹۳ھ
و سنہ ۱۸۷۶ء میں مفصل مذکور ہیں۔ جنہیں اس مقام کے متعلق یہ الفاظ ہیں:۔

فتویٰ (۱) چہ می فرمایند مجتہدین دریں مسئلہ کہ مرتبہ ولی مصطفیٰ علی مرتضیٰ علیہ السلام
از سائر انبیائے سابقین علیہم السلام سوائے سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم افضل ست یا نہ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ افضل ست واللہ العلیم [ہو العالم ۱۲۸۳] الراقم میرآغا عفی عنہ

فتویٰ (۲) چہ می فرمایند دریں مسئلہ کہ در کلام مجید جمع کردہ عثمان تحریف از اخراج
آیات مدائح جناب امیر علیہ السلام وغیرہ واقع شدہ یا نہ۔

الجواب:۔ ایں امر بر سبیل جزم و قطع ثابت نیست لیکن محتمل ست۔ واللہ العلیم
[ہو العالم ۱۲۸۳] الراقم میرآغا عفی عنہ۔

فتویٰ (۳) مسئلہ دوم۔ مرتبۂ اہلبیت نبوی صلوات اللہ علیہم اجمعین سیما حضرت
علی مرتضیٰ از سائر انبیاء افضل ست یا نہ۔

الجواب:۔ البتہ مراتب ائمہ ہدیٰ از سائر انبیاء بلکہ رسولان اولوالعزم سوائے حضرت
خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہ زیادہ بود در رتبہ جناب امیر نیز۔ [سید علی محمد ۱۲۹۳]

فتویٰ (۴) مسئلہ ہفتم در قرآن مجید جمع کردہ عثمان تحریف و نقصان واقع
شدہ یا نہ۔

الجواب:۔ تحریف جامع القرآن بلکہ محرق و محرف قرآن در نظم قرآن یعنی ترتیب آیات
از کلام مفسرین فریقین و عنوان نظم قرآن مستغنی عن البیان و ہمچنیں نقصان بعض آیات
واردہ در فضیلت اہلبیت علیہم السلام مدلول قرائن بسیار و آثارات بیشمار۔
[سید علی محمد ۱۲۹۳]

روافض علی العموم اپنے مجتہدوں کے پیرو ہوتے ہیں
اگر بفرض غلط کوئی جاہل رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو فتوائے مجتہدان
کے قبول سے اُسے چارہ نہیں اور بفرضِ باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین
کے فتوے بھی نہ مانے تو الاقل اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے اپنے مجتہدوں کو کافر نہ
کہے گا۔ بلکہ انہیں اپنے دین کا عالم و پیشوا و مجتہد ہی جانے گا۔ اور جو کسی کافر منکر ضروریات
دین کو کافر نہ مانے خود کافر مرتد ہے۔ شفا شریف صفحہ ۳۹۲ میں انہیں اجماعی کفر کے بیان
میں ہے۔ ولھذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف
فیھما او شک او صحح مذھبھم وان اظھر مع ذالک الاسلام
واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھارہ ما اظھر
من خلاف ذالک۔ ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافروں کو کافر
نہ کہے یا ان کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے یا اُن کے مذہب کی تصحیح کرے اگرچہ اس
کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان جتاتا اور اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا ہر مذہب کے
باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اس کے خلاف اُس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ کہا خود
کافر ہے۔ اسی کے صفحہ ۳۲۱ اور فتاوی بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۲ اور درر و غرر مطبع مصر جلد اول
صفحہ ۳۰۰ اور فتاوی خیریہ جلد اول صفحہ ۹۴، ۹۵ اور درمختار صفحہ ۳۱۹ اور مجمع الانہر جلد اول صفحہ ۶۱۸
میں ہے۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اس کے کفر و عذاب میں شک
کرے وہ بالیقین خود کافر ہے۔ علمائے کرام نے خود روافض کے بارے میں بالخصوص اس
حکم کی تصریح فرمائی علامہ نوح آفندی و شیخ الاسلام عبداللہ آفندی و علامہ حامد
عمادی آفندی مفتی دمشق الشام و علامہ سید ابن عابدین شامی عقود جلد اول صفحہ ۹۲
میں اس سوال کے جواب میں کہ رافضیوں کے باب میں کیا حکم ہے۔ فرماتے ہیں

هٰؤلاء الکفرة جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرهم فهو کافر مثلهم مختصراً۔ یہ کافر طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں جو ان کے کفر میں توقف کرے خود انہیں کی طرح کافر ہے۔ علامہ ابوسعود مفتی ابوالسعود اپنے فتاوی پھر علامہ شرح فرائد سنیہ پھر علامہ محمد امین الدین شامی تنقیح الحامدیہ صـ۹۳ میں فرماتے ہیں۔ اجمع علماء الاعصار علی ان من شك فی کفرهم کان کافراً۔ تمام زمانوں کے علماء کا اجماع ہے کہ جو ان رافضیوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تنبیہ جلیل مسلمانو اصل مدار ایمان ضروریات دین ہیں۔ اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی اُن کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر مثلاً عالم بجمیع اجزاء حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملے گی۔ غایت یہ کہ آسمان و زمین کا حدوث ارشاد ہوا ہے مگر باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے۔ جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ مقامع الحدید علیٰ خد المنطق الجدید میں مذکور تو وجہ وہی ہے کہ حدوث جمیع ماسوی اللہ ضروریات دین سے ہے۔ کہ اُسے کسی ثبوت خاص کی حاجت نہیں۔

اعلام امام ابن حجر صـ۱۰ میں ہے۔ زاد النووی فی الروضة ان الصواب تقییدہ بما اذا جحد مجمعاً علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورة سواء کان فیہ نص ام لا۔ یہی سبب ہے کہ ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن عظیم جو بحمد اللہ تعالیٰ شرقاً غرباً قرناً فقرناً تیرہ سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود محفوظ ہے۔

باجماع مسلمین بلا حکم وکاست وہی تنزیل رب العالمین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور اُن کے ہاتھوں میں اُن کے ایمان اُن کے اعتقاد اُن کے اعمال کے لئے چھوڑی اسی کا ہر نقص و زیادت و تغیر و تحریف سے مصون و محفوظ ہونا اور اسی کا وعدۂ حقہ صادقہ انا له لحافظون میں مراد و ملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریات دین سے ہے نہ یہ کہ قرآن جو تمام جہان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو برس سے آج تک

ہے۔ یہ تو نقص و تحریف سے محفوظ نہیں ہاں ایک وہم تراشیدہ صورت ناکشیدہ دندان غول کی طرح پوشیدہ غار سامرہ میں اصلی قرآن بغل کتمان میں دبائے بیٹھی ہے انا له لحافظون کا مطلب یہی ہے۔ یعنی مسلمانوں سے عمل تو اسی محرف مبدل ناقص نامکمل پر کرائیں گے۔ اور اس اصلی جعلی کو جو برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر کی کھوہ میں چھپائیں گے۔ گویا حافظون کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں سے محفوظ رکھیں گے۔ انہیں اس کی پرچھائیں نہ دکھائیں گے۔ بعض ناپاکوں نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الٰہی و لوح محفوظ میں یقیناً بدستور باقی ہے۔ حالانکہ علم الٰہی میں کوئی شے نہیں بدل سکتی پھر قرآن کی کیا خوبی نکلی۔

توریت و انجیل درکنار۔ مہمل سی مہمل ردی سے ردی کوئی تحریر جس میں مصنف کا ایک لفظ ٹھکانے سے نہ رہا۔ بلکہ دُنیا سے سراسر معدوم ہوگئی ہو علم الٰہی و لوح محفوظ میں یقیناً بدستور باقی ہے۔ ایسی ناپاک تاویلات ضروریات دین کے مقابل نہ مسموع ہوں نہ اُن سے کفر و ارتداد اصلاً مدفوع ہوں ان کی حالت وہی ہے جو نیچریہ نے آسمان کو بلندی جبرئیل و ملائکہ کو قوت خیر۔ ابلیس و شیاطین کو قوت بدی حشر و نشر و جنت و نار کو محض روحانی نہ جسدی بنالیا۔

قادیانی مرتد نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین ایک دوسرے شقی نے نبی بالذات سے بدل دیا۔ ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام و ایمان قطعاً درہم برہم ہو جائیں بت پرست لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی تاویل کرلیں گے کہ یہ افضل و اعلیٰ میں حصر ہے۔ یعنی خدا کے برابر دوسرا خدا ہے۔ وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے۔ نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں جیسے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار وغیرہ محاورات عرب سے روشن ہے یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے۔ کہ ایسے مرتدانِ لیئام مدعیانِ اسلام کے مکر و اوہام سے نجات و شفا ہے۔

وباللّٰہ التوفیق والحمد للّٰہ رب العالمین ۔

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے

وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں۔ اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ اُن کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذاللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے۔ اگر مرد سُنّی اور عورت اِن خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا محض زنا ہوگا۔ اولاد ولد الزنا ہوگی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سُنّی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی۔ کہ زانیہ کے لئے مہر نہیں رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے، ماں، بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا۔ سُنّی تو سُنّی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلا کچھ حق نہیں۔ ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو اُن کے ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا اُنکے کافر ہونے میں شک کرے۔ باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کیلئے بھی یہی سب احکام ہیں جو اُن کیلئے مذکور ہوئے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سُنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان سُنّی بنیں۔ وباللہ التوفیق

واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سُنّی حنفی قادری
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں

روافض کے اضافے

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فروغِ اہلسنت کیلئے امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرًا و تقریرًا و وعظًا و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نوتصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدار کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کرکے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)



RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

روافض کے اضافے

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷ر میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ر ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

روافض کی اذان کے متعلق بعض کے اکابر کا قول ہے کہ اذان میں کچھ اضافہ کر لیا ہے اور کچھ گھٹا لیا ہے

مسمّٰی بنام تاریخی

الادلة الطاعنة فی اذان الملاعنة

١٣٠٦

تصنیف

اعلیحضرت امام اھلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ حضرت شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹
فیکس:۲۶۶۵۹۲۳۶ فون:۲۶۳۴۲۱۵۶_۰۲۲

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۸۸

نام کتاب ــــــــ

مصنف ــــــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر ــــــــ رضا اکیڈمی ۲٦، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سن اشاعت ــــــــ ۱۴۱۸ھ سنہ ۱۹۹۸ء

طباعت ــــــــ رضا آفسٹ بمبئی ۳

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

روافض کی اذان کے متعلق بعض گمراہوں کا یہ قول کہ اذان میں کچھ اضافہ کر لیا ہے اور وہ بھلا ہے

ازافادات

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

الادلۃ الطاعنہ فی اذان الملاعنہ

٦ ۱۳

جسکو

کتبخانہ سنی حنفی

مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ شہر

نے

مجبوب المطابع دہلی میں طبع کرایا

اول بار ایکہزار

حرفِ چند

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبد الوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سُست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمدُ للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیفِ اعلیحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہو گیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"، "جامعہ نظامیہ لاہور"، "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیحضرت حضرت مولانا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبد الستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلکِ اعلیحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دُعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتیٔ اعظم
محمد سعید نوری
بانی و سکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از انجمن محب اسلام مرسلہ مولوی صاحب صدر انجمن ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ بالفعل اہل تشیع نے اپنی اذان وغیرہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کلمہ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل کہنا اختیار کیا ہے پس اہلسنت کو اس کلمہ کا سننا بمنزلہ سننے تبرا کے ہے یا نہیں اور اس کے انسداد میں کوشش کرنا باعث اجر ہوگی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و خلفائہ الاربعۃ الراشدین وآلہ وصحبہ واھل سنتہ اجمعین۔ الحق یہ کلمہ مغضوبہ مبغوضہ مذکورۂ سوال خالص تبرا ہے اور اس کا سننا سُنی کے لئے بمنزلہ تبرا سُننے کے نہیں بلکہ حقیقۃً تبرا سننا ہے والعیاذ باللہ رب العلمین تبرا کے معنے اظہار برارت و بیزاری جس پر یہ کلمہ خبیثہ نہ کنایۃً بلکہ صراحۃً دال ہے کہ اس میں بالتصریح خلافت راشدہ حضرات خلفائے ثلٰثہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی نفی ہے اور اس نفی کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ وہ بعد حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مسند نشین نہ ہوئے کہ ان کا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد تخت خلافت پر جلوس فرمانا فرمان و احکام جاری کرنا نظم

ونسق ممالک اسلامیہ وتمام امور ملک ومال ورزم وبزم کی باگیں اپنے دست حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور متواتر اظہر من الشمس ہے جس سے دنیا میں موافق مخالف یہاں تک کہ نصاریٰ ویہود ومجوس وہنود کسی کو انکار نہیں بلکہ اُن محبان خدا ونوابان مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روافض کو زیادہ عداوت کا مبنے یہی ہے اُن کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الاسنے میں منحصر تھا جب بحکم الٰہی خلافت راشدہ اول ان تین سرداران مومنین کو پہنچی روافض نے انھیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا ٹھہرایا اور تقیہ شقیہ کی بدولت حضرت اسد اللہ الغالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد وبزدل وتارک حق ومطیع باطل بتایا ع دوستی بے خرداں دشمنی ست۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا تو لاجرم لفظ بلافصل میں جو نفی ہے ...... اُس سے نفی لیاقت واستحقاق مراد۔ تو اس مجمل لفظ میں غضب وظلم وانکار حق واصرار باطل ومخالفت دین واختیار دنیا وغیرہ وغیرہ ہزاروں مطاعن ملعونہ جو قوم روافض اپنے اعتقاد میں رکھتی اور زبان سے بکتی ہے سب دفعتاً موجود ہیں اور لاکے نفی سے اپنی برارت وبیزاری کا کھلا اظہار پھر تبرا اور کس چیز کا نام ہے میں اس واضح بات کے ایضاح کرنے یعنی آفتاب روشن کو چراغ دکھانے میں زیادہ تطویل محض بیکار سمجھکر صرف اس الزامی نظیر پر قناعت کرتا ہوں اگر کوئی شخص کہے رقوم شیعہ میں بعد عبد الرزاق بن ہمام کے جتنے سلسلہ میں انتقال کیا بلافصل بہاؤ الدین املی ہونے سے محفوظ اور نظاہر

(ف) ۔ روافض کے طور پر حضرت مولیٰ علی معاذ اللہ بزدل تارک حق مطیع باطل ٹھہرے ،،

نام اسلام سے محفوظ ہے تو کیا اس نے ان دونوں کے بیچ میں جتنے شیعے گذرے مثل طوسی وحلی وکلینی وابن بابویہ وغیرہم سب کو کافر ملعون نہ کہا۔ نہیں نہیں یقیناً اس کے کلام کا صاف صاف یہی مطلب ہے جس کے سبب ہم اہل حق بھی اس لفظ پر انکار کرینگے اور اُسے ناپسند رکھیں گے کہ ہمارے نزدیک بھی ان سب پر علی الاطلاق حکم کفر ولعنت جائز نہیں۔ انصاف کیجئے کیا اگر یہ بات علانیہ بر سر منبر پکاری جائے تو شیعہ کو پھر گوارا ہوگا یا وہ اُسے صریح اپنی توہین وتذلیل نہ سمجھیں گے حالانکہ اس بیچ میں جتنے شیعے گذرے کسی کی مدح وعقیدت شیعہ کے اصول مذہب میں داخل نہیں نہ معاذ اللہ قرآن وحدیث یا اقوال ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ان لوگوں کی نیکی وخوبی پر دال پھر حضرات خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جن کی ثنا ومدحت وادب وعقیدت ہم اہل سنت کے اصول مذہب میں داخل اور ہمارے نزدیک ہزاروں آیات واحادیث حضرت رسالت واقوال ائمہ اہلبیت صلوات اللہ علیہ وعلیہم سے اُنکی لاکھوں خوبیاں تعریفیں مالامال اُن کی نسبت ایسا کلمہ مغضوبہ اذان میں پکارا جانا کیونکر ہماری توہین مذہبی نہ ہوگا یا ہمارے دلوں کو نہ دکھائے گا غرض یہ تو وہ روشن وبدیہی بات ہے جس کے ایضاح کو جو کچھ کہیئے اس سے واضح تر نہ ہوگا مجھے بتوفیق اللہ عزوجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافض حال نے سنیوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں اُن کے مذہب کے بھی خلاف ہیں اُن کی حدیث وفقہ کی رو سے بھی اذان ایک محدود عبارت معدود کلمات کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں اُن کے نزدیک بھی اس اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا ناجائز وگناہ

ف ۔ حضرات خلفائے ثلثہ کی ثنا ومدحت ادب وعقیدت اہلسنت کے اصول مذہب میں ہے ۔

ف۲ ۔ روافض کے پیشوا اول نے تسلیم کیا کہ اذان میں خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل وغیرہ زیادت کی موجد ایک ملعون قوم ہے

اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے اُن کے پیشوا خود لکھ گئے کہ ان زیادتیوں کی موجد ایک ملعون قوم ہے جنھیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں میں اِن تینوں امور کی سندیں مذہب امامیہ کی معتبر کتابوں سے دوں گا۔ اور اُن کی عبارتیں مع صاف ترجمہ کے نقل کروں گا و باللہ التوفیق وله الحمد علی ارادۃ سواء الطریق سند امر اول ٭ شرائع الاسلام شیخ حلی مطبوعہ کلکتہ مطبع گلدستہ نشاط سنہ ۱۲۵۵ کے صفحہ ۳۴ پر ہے الاذان علی الاشھر ثمانیۃ عشر فصلا التکبیر اربع والشھادۃ بالتوحید ثم بالرسالۃ ثم یقول حی علی الصلوٰۃ ثم حی علی الفلاح ثم حی علی خیر العمل والتکبیر بعدہ ثم التھلیل کل فصل مرتان۔ ترجمہ اذان مشہور تر قول پر اٹھارہ کلمے ہیں تکبیر چار بار اور گواہی توحید کی پھر رسالت کی پھر حی علی الصلاۃ پھر حی الفلاح پھر حی علی خیر العمل اور اس کے بعد اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ ہر کلمہ دو بار) محقق حلی جو شہید ثانی کہا جاتا ہے اُس کی شرح مدارک میں لکھتا ہے ھذا مذھب الاصحاب لا اعلم فیہ مخالفا والمستند فیہ ما رواہ ابن بابویہ و الشیخ عن ابی بکر الحضرمی وکلیب الاسدی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ حکی لھما الاذان فقال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ والاقامۃ کذلک وعن اسمٰعیل الجعفی قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول الاذان والاقامۃ خمسۃ وثلثون حرفا فعد ذلک بیدہ واحدا واحدا الاذان ثمانیۃ عشر حرفا والاقامۃ

سبعۃ عشر حرفا۔ واشار المصنف بقولہ علی الاشھر الی ما رواہ الشیخ بسندہ الی الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن عبد اللہ بن سنان قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الاذان فقال تقول اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ وروی زرارۃ والفضیل عن ابی عبد اللہ علیہ السلام نحو ذلک وحکی الشیخ فی ما عن بعض الاصحاب تربیع التکبیر فی آخر الاذان وھو شاذ مردود بالنقل من الاخبار اھ ملخصا

ترجمہ اذان کے وہی اٹھارہ ۱۸ کلمے ہونا مذہب تمام امامیہ کا ہے جس میں میرے نزدیک کسی نے خلاف نہ کیا اور اس کی سند وہ حدیث ہے جو ابن بابویہ و شیخ نے ابو بکر حضرمی و کلیب اسدی سے روایت کی کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ان کے سامنے اذان یوں بیان فرمائی اللہ اکبر ۴ اشہد ان لا الہ الا اللہ ۲۔ اشہد ان محمدا رسول اللہ ۲ حی علی الصلاۃ ۲۔ حی علی الفلاح ۲ حی علی خیر العمل ۲۔ اللہ اکبر ۲۔ لا الہ الا اللہ ۲۔ اور فرمایا اسی طرح تکبیر ہے اور اسمٰعیل جعفی سے روایت ہے میں نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ اذان و تکبیر کا مجموعہ پینتیس ۳۵ کلمے ہے پھر حضرت نے اپنے دست مبارک سے ایک ایک کر کے گنے اذان اٹھارہ ۱۸ کلمے اور تکبیر سترہ ۱۷ اور وہ جو مصنف یعنی حلی نے شرائع الاسلام میں) کہا کہ مشہور تر قول پر اذان کے اٹھارہ ۱۸ کلمے ہیں وہ اس سے اُس حدیث کی طرف اشارہ کرتا ہے جو شیخ نے بسند خود حسین بن سعید اُس نے نضر بن سوید اُس نے عبد اللہ بن سنان سے روایت کی کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اذان کو پوچھا فرمایا یوں کہہ اللہ اکبر ۲۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ ۲۔ اشہد ان محمدا رسول اللہ ۲ حی علی الصلاۃ ۲ حی علی الفلاح ۲ حی علی خیر العمل ۲۔ اللہ اکبر ۲۔

لا الہ الا اللہ ۲ (یعنی اس حدیث میں شروع اذان صرف دو تکبیر سے ہے تو اذان کے سولہ ہی کلمے رہیں گے) اور زرارہ و فضیل نے امام ممدوح سے یوں ہی روایت کی اور شیخ نے بعض امامیہ سے آخر اذان میں چار تکبیریں نقل کیں اور وہ شاذ مردود ہیں بسبب ان حدیثوں کے جو ہم نے ذکر کیں۔ شہید شیعہ ابو عبد اللہ بن مکی لمعہ دمشقیہ میں لکھتا ہے یکبر اربعا فی اول الاذان ثم التشہدان ثم الحیعلات الثلث ثم التکبیر ثم التہلیل مثنی مثنی فہذہ ثمانیۃ عشر فصلا۔ فہذہ جملۃ الفصول المنقولۃ شرعا ولا یجوز اعتقاد شرعیۃ غیر ہذہ الفصل فی الاذان والاقامۃ کالتشہد بالولایۃ لعلی اہ ملخصا **ترجمہ** اول اذان میں چار بار اللہ اکبر کہے پھر دونوں شہادتیں پھر تینوں حی علی پھر اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ ہر کلمہ دو بار یہ اٹھارہ کلمے ہیں اور کل یہی ہیں جو شرع میں منقول ہوئے ان کے سوا اذان و اقامت میں اور کسی کو شروع جاننا جائز نہیں جیسے اشہد ان علیا ولی اللہ **سند امر دوم** اسی مدارک میں ہے الاذان سنۃ متلقاۃ من الشارع کسائر العبادات فیکون الزیادۃ فیہ تشریعا محرما کما یحرم زیادۃ ان محمدا و آلہ خیر البریۃ فان ذلک وان کان من احکام الایمان الا انہ لیس من فصول الاذان **ترجمہ** اذان ایک سنت ہے جیسے شارع (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تعلیم فرمایا مثل اور عبادتوں کے تو اس میں کوئی لفظ بڑھانا اپنی طرف سے نئی شریعت ایجاد کرنا ہے اور یہ حرام ہے جیسے ان محمدا و آلہ خیر البریہ کا بڑھانا حرام ہوا کہ یہ اگرچہ احکام ایمان سے ہے مگر اذان کے کلمات سے نہیں اسی میں ہے الاذان عبادۃ متلقاۃ من صاحب الشرع فیقتصر فی کیفیتہا علی المنقول والروایات

ف۱ بعض ائمہ روافض کی تصریح کہ اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ یا اس کے مثل کہنا ناجائز ہے اور اذان میں اس کی مشروعیت کا اعتقاد باطل۔ ف۲ بعض پیشوایان روافض کی تصریح کہ ان کلمات منقولہ اذان سے کوئی کلمہ بڑھانا نئی شریعت گڑھنا ہے اور یہ حرام ہے۔

المنقولۃ عن اہل البیت علیہم السلام خالیۃ عن ہذا اللفظ فیکون الاتیان بہ تشریعا محرما **ترجمہ** اذان ایک عبادت ہے کہ صاحب شرع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سیکھی گئی تو اس کی کیفیت میں اسی قدر اقتصار کیا جائے جس قدر شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے منقول ہے اور حضرات اہل بیت کرام علیہم السلام سے جو روایتیں منقول ہوئیں وہ اس لفظ سے خالی ہیں تو اس کا بڑھانا نئی شریعت تراشنا ہوگا کہ حرام ہے **سند امر سوم** شیخ صدوق شیعہ ابن بابویہ قمی کہ ان کے یہاں کے اکابر مجتہدین و ارکان مذہب سے ہے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے باب الاذان والاقامۃ وثواب المؤذنین میں لکھتا ہے روی ابو بکر الحضرمی وکلیب الاسدی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ حکی لہما الاذان فقال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ وقال مصنف ہذا الکتاب ہذا ہو الاذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ والمفوضۃ لعنہم اللہ قد وضعوا اخبارا وزادوا فی الاذان محمد وآل محمد خیر البریۃ مرتین وفی بعض روایاتہم بعد اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان علیا ولی اللہ مرتین ومنہم من روی بدل ذلک اشہد ان علیا امیر المؤمنین حقا مرتین ولا شک فی ان علیا ولی اللہ وانہ امیر المؤمنین حقا وان محمدا وآلہ صلوات اللہ علیہم خیر البریۃ ولکن لیس ذلک فی اصل الاذان وانما ذکرت ذلک لیعرف بہذہ الزیادۃ المتہمون بالتفویض

المدلسون انفسہم فی حجتنا ترجمہ ابوبکر حضرمی و کلیب اسدی حضرت ابوعبداللہ علیہ السّلام سے راوی کہ اُس جناب نے اُن کے سامنے اذان یوں کہکر سُنائی اللہ اکبر ۴ ۔ اشہدان لا الٰہ الا اللہ ۲ ۔ اشہدان محمداً رسول اللہ ۔ ۲ ۔ حی علی الصلاۃ ۔ حی علی الفلاح ۲ حی علیٰ خیر العمل ۔ ۲ ۔ اللہ اکبر ۲ لا الٰہ الا اللہ ۲ ۔

مصنف اس کتاب کا کہتا ہے یہی اذان صحیح ہے نہ اس میں کچھ بڑھایا جائے نہ اس سے کچھ گھٹایا جائے اور فرقہ مفوضہ نے کہ اللہ اُن پر لعنت کرے کچھ جھوٹی حدیثیں اپنے دل سے گڑھیں اور اذان میں محمد وآل محمد خیر البریہ بڑھایا اور انھیں کی بعض روایات میں اشہدان محمداً رسول اللہ کے بعد اشہدان علیا ولی اللہ دوبار آیا اور اُن کے بعض نے اُس کے بدلے اشہدان علیا امیر المومنین حقا دوبار روایت کیا اور اس میں شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں اور بے شک محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی آل علیہم السّلام تمام جہاں سے بہتر ہیں مگر یہ کلمے اصل اذان میں نہیں اور میں نے یہ اس لئے ذکر کردیا کہ اس زیادتی کے باعث وہ لوگ پہچان لئے جائیں جو مذہب تفویض سے متہم ہیں اور براہِ فریب اپنے آپ کو ہمارے گروہ (یعنی فرقہ امامیہ) میں داخل کرتے ہیں دیکھو امامیہ کا شیخ صدوق کیسی صاف صاف شہادت دے رہا ہے کہ اذان کے مشروع میں یہی اٹھارہ کلمے ہیں اور اُن پر یہ زیادتیاں مفوضہ کی تراشی ہوئی ہیں اور صاف کہتا لعنہم اللہ تعالیٰ اُن پر اللہ لعنت کرے تنبیہ لطیف جس طرح بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے یہ امور پیشوایان شیعہ کی تصریحات سے لکھے یوہیں مناسب کہ اس کلمہ خبیثہ کا تبرا ہونا بھی انھیں کے معتمدین سے ثابت

کردیا جائے صدر کلام میں جس واضح تقریر سے ہم نے اس کا تبرا ہونا ظاہر کیا اُس سب سے قطع نظر کیجئے تو ایک امام شیعیہ کی شہادت لیجئے کہ اُس کی تقریر سے اس ناپاک کلمے کا سب صریح و دشنام قبیح ہونا ثابت ان کا علامہ کتاب المختلف میں لکھتا ہے المفاخرۃ لا تنفک عن السباب اذ المفاخرۃ انما تتم بذکر فضائل لہ و سلبہا عن خصمہ او سلب رذائل عنہ و اثباتہا لخصمہ وھذا معنی السباب ترجمہ دو شخصوں کا آپس میں تفاخر کرنا (کہ ہر ایک اپنے آپ کو دوسرے پر کسی فضل و کمال میں ترجیح دے) باہم دشنام دہی سے خالی نہیں ہوتا کہ مفاخرت یوہیں تمام ہوتی ہے کہ یہ شخص کچھ خوبیاں اپنے لیئے ثابت کرے اور اپنے مقابل کو اُن سے خالی کہے یا بعض برائیوں سے اپنی تبری اور اپنے مقابل کیلئے انھیں ثابت کرے (اور یہی معنے دشنام دہی کے ہیں) نقلہ بعض محشی الروضۃ البہیۃ شرح اللمعۃ الدمشقیۃ علی ہامشہا من کتاب الحج فی تفسیر السباب صفحہ ۱۶۱ ۔ اب کہیے کہ خلافت حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فضیلت ہے یا نہیں ضرور کہیے گا کہ اعلےٰ فضائل سے ہے اب کہیے خلیفہ رسول اللہ ،، کہکر آپ نے اسے مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے لیے ثابت اور ،، بلا فصل ،، کہکر حضرات خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے سلب کیا یا نہیں ۔ اقرار کے سوا کیا چارہ ہے ۔ اور جب یوں ہے اور آپ کا علامہ گواہی دیتا ہے کہ شرع میں دشنام اسی کا نام تو کیا محل انکار رہا کہ یہ مبغوض کلمہ معاذ اللہ عین الا علان ہمارے پیشوایان

دین کو صاف صاف دشنام دیتا ہے پھر تبرا نہ بتانا عجب سینہ زوری ہے۔

بال اب داد انصاف طلب ہے

اگر بالفرض یہ کلمہ ملعونہ ان کی اذان مذہبی میں داخل ہوتا اور ان کے روایات صحیحہ میں آتا تو کہہ سکتے کہ صرف اہلسنت کا دل دکھانا مقصود نہیں بلکہ اپنی رسم مذہبی پر نظر ہے اب کہ یقیناً ثابت کہ کلمہ مذکورہ خود ان کے مذہب میں بھی نہیں نہ صاحب شرع صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے اس کی روایت نہ حضرات ائمہ اطہار سے اس کی اجازت نہ ان کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی یہ ترکیب وکیفیت بلکہ خود انھیں کی معتبر کتابوں میں تصریح کہ اذان میں صرف اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ اور یہ زیادتیاں اس فرقۂ ملعونہ کی نکالی ہوئی ہیں جو باتفاق اہلسنت وشیعہ کافر ہیں تو ایسی حالت میں اس کے بڑھانے کو ہرگز کسی رسم مذہبی کی ادا پر محمول نہیں کر سکتے بلکہ یقیناً سوا اس کے کہ اہلسنت کو آزار دینا اور ان کا دل دکھانا اور ان کی توہین مذہبی کرنا مد نظر ہے اور کوئی غرض مقصود نہیں۔ سبحٰن اللہ طرفہ بیباکی ہے اگر یہ ناپاک لفظ ان کی اذان مذہبی میں ہوتا بھی تاہم کوئی فریق اپنی اس رسم مذہبی کا اعلان نہیں کر سکتا جس میں دوسرے فریق کی توہین مذہبی یا اس کے پیشوایان دین کی اہانت ہو نہ کہ یہ ناپاک رسم کہ خود شیعہ کے بھی خلاف مذہب ملعون کافروں سے سیکھکر یوں اعلان کریں اور ہمارے پیشوایان دین کی جناب میں ایسے

الفاظ کہکر جو بتصریح انھیں کے عمائد کے صریح دشنام ہیں ہمارا دل دکھائیں کیا اب ہند میں روافض کی سلطنت ہے یا گورنمنٹ ہند شیعہ ہوگئی یا اس نے ہماری توہین مذہبی کی پروانگی دیدی یا شیعی صاحبوں نے کوئی خفیہ طاقت پیدا کرلی جس کے باعث ارتکاب جرم میں دہشت نہ رہی

فالی اللہ المشتکی وعلیہ البلاغ

وھو المستعان ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ العلی العظیم ○ وصلے اللہ

تعالیٰ علے سیدنا ومولٰنا

محمد وآلہٖ وصحبہٖ

اجمعین

والحمد

للہ

رب العلمین ○

رسالہ تعزیہ داری

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی ۹

فروغ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً ومناظرۃً اشاعتِ دین ومذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نوتصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدار کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرّر کرکے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت وبلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

رسالہ تعزیہ داری

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷ر میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ ر ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

۷۸۶

تعزیہ داری اور نذر و نیاز کرنے لنگر لٹانے وغیرہ کے متعلق شرعی تفصیلی احکام

اور

یہ کہ تعزیے کب سے شروع ہوئے کون انکا بانی تھا

ازافاداتِ عالیہ

حضور پُرنور اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجددِ دین و ملت رضی اللہ عنہ

ملقب بہ

رسالہ تعزیہ داری

مسمیٰ بنام تاریخی

اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ

بفیضِ حضور مفتیِ اعظم عالم امام حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۵۲ ر ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئ ۹
فیکس: ۲۲۶۵۹۲۳۶ فون: ۲۲۳۴۲۱۵۶ ـ ۰۲۲

سلسلہ اشاعت

نام کتاب ــــــــــ رسالہ تعزیہ داری
نام مصنف ــــــــــ امام اہل سنت مجدد دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان احسن العزیۃ لقلوب المسلمین فیما ھجم من البدعات فی اعلام الدین ان الحمد للہ رب العٰلمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سید الشہداء بالحق یوم القیام وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الغرر الکرام اٰمین۔

سوال اوّل ۲۴ صفر ۱۳۰۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پر نور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم و علیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقۃً فطبقۃً آئمہ دین و علمائے معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بنانے اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع

جزئیہ پر مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں جسے اشتباہ ہو امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے مگر جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں۔ اول تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراشن نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے کوئی مشغول طواف کوئی سجدے میں گرا ہے کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے تاشے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ و فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا ریا و تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔

روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں۔ مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا۔ کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی

میلوں کی پوری رسوم جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہٖ حضرات شہدائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیتے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم دوبال جداگانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز وحرام ہے ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضہ انور کی بھی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی ودیگر امور شنیعہ وبدعات قطعیہ سے بچتے اسقدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا۔"

اتقوا مواضع التھم (تہمت کی جگہوں سے بچو) اور وارد
ہوا۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر
فلا یقفن مواقف التھم۔ (جو اللہ اور قیامت کے دن
پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو)

لہٰذا روضہ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اُسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضہ

عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پر نور کے نقشے لکھے ہیں۔

والسلام علی من اتبع الھدی واللہ سبحنہ، وتعالیٰ اعلم۔

سوال دوم از امروہہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خواں ۲۲، شعبان ۱۳۱۸ھ کیا ارشاد ہے دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب شہادت نامے نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے عقاید میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہٗ العالی وغیرہ آئمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے علامہ ابن حجر مکی قدس سرہٗ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں۔

قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ
روایۃ مقتل الحسین وحکایتہ الخ (امام
غزالی وغیرہ نے فرمایا۔ واعظ وغیرہ پر قتل حسین رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرنا حرام ہے)
پھر فرمایا ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین وما
بعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان
ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من
جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص
بخلاف مایفعلہ الوعاظ الجھلۃ فانھم

یأتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا
ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ الخ

یوہیں جبکہ اس سے مقصود غم پروری و تصنع و حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود شرع مطہر نے غم میں صبر و تسلیم اور غم موجود کو حتی القدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بہ تکلف و زور لانا نہ کہ بہ تصنع و زور بنانا نہ کہ اسے باعث قربت و ثواب ٹھہرانا یہ سب بدعات شنیعہ روافض ہیں جن سے سنی کو احتراز لازم حاشا للہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم و ضروری ہوتی۔ دیکھو حضور اقدس صلوات تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ کا ماہ ولادت و ماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے امت و حامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں۔

ایاہ ثم ایاہ ان یشغلہ (ای یوم عاشوراء)
ببدع الرافضۃ ونحوھم من الندب والنیاحۃ
والحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المومنین والا لکان
یوم وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولی
بذلک واحری الخ۔

عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب ہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رولانا اور اس رونے رولانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے ہاں اگر خاص

بہ نیت ذکر شریف حضرات اہلِ بیت طہارت صلی اللہ تعالے علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم ان کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری و ماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات ان کے اطوار ان کی عادات اس نیتِ خیر سے یکسر جدا ہیں ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا توکیا ان محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی بے شمار مناقب عظیم اللہ عزوجل نے انہیں عطا فرمائے انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز و نوحہ نما ومعانی حزن انگیز وغم افزا بیان کو وسعتیں دینا انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے غرض عوام کے لئے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلس ملائک مأنس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں اذکارِ غم وماتم اس کے مناسب نہیں فقیر اس میں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تشریح نظر فقیر سے گزری کہ انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی۔ والحمد للہ رب العلمین آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔

شہر السرور والبھجۃ مظہر منبع الانوار والرحمۃ شہر ربیع الاول فانہ شہر امرنا باظہار الحبور فیہ کل عام فلا نکدرہ باسم الوفاۃ

فانہ یشبہ تجدید الماتم وقد نصوا علی کراھتہ کل عام فی سیدنا الحسین مع انہ لیس لہ اصل فی امھات البلاد الاسلامیۃ وقد تحاشوا عن اسمہ فی اعراس الاولیاء فکیف بہ فی سید الاصفیاء صلے اللہ علیہ وسلم

یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمۂ انوار رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا زمانہ ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علمائے نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعًا مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پرنور سید الاصفیا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے معاملہ میں اسے کیونکر پسند کر سکتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ما الھم واللہ سبحٰنہ وتعالی اعلم۔

سوال سوم از ریاست رامپور محلہ میاں گانان مرسلہ مولوی یحیی صاحب محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہی اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہے۔ عند ذکر الصلحین تنزل الرحمۃ اس کی تفصیل جمیل فتاوے فقیر میں ہے اور اس میں

اور تعزیہ داری میں فرقِ احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے فاقول وباللہ التوفیق شے کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں احکام شرعیہ سے پر بجسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصالح وجود مطلع نظر احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آ نہیں سکتا موضوع سے خارج ہے تغائر اعتبارے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے تو ہر دو انحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جا سکتا ہے اور ایسی ہی جگہ متصور ہے کہ نفس شے کا حکم ان بعض احکام سے مع بعض الاعتبار سے جدا ہو مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں ان کے

حکم سے جدا کوئی حکم حقیقت کے لئے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے۔

جب لوازم میں یہ حال ہے۔ تو ارکانِ حقیقت کہ سلخ ماہیت میں داخل ہوں ان سے قطع نظر ناممکن پھر ماہیت عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اور بعض اہل اجزائے سلخ ماہیت تغیر اعتبار شے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیأت معلومہ کا نام ہے۔ اب اگر کوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل ہیأت ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اس میں رکوع پر سجود مقدم تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار متبدل جب یہ مقدمہ ممہد ہولیا فرقِ احکام ظاہر ہوگیا شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود د

لہٰذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہوگئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شے مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے جیسے ریشمین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ و قصص بے سروپا بلکہ کلمات توہین ملئکہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا پڑھنا اختیار کیا ہے اس سے حقیقت متبدل نہ ہوتی نہ عوارض نے دائرۂ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شے ہے جو ان مجالس سے حقیقت جداگانہ رکھتی ہے۔ بخلاف تعزیہ داری کہ اس کا آغاز اگرچہ یوں ہی سنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضری روضۂ مقدسہ حضور سید الشہداء شہزادۂ گلگوں قبا علی جدہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والثنا کو مخل امور سلطنت دیکھا بنظر شوق و تبرک تمثال روضۂ مبارک بنوائی اور اس قدر کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً وعدماً بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضۂ انور مدینہ منورہ و کعبۂ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضۂ حضرت سید الشہداء آئینے میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اسے تعزیہ کہیں گے نہ اس شخص کو تعزیہ دار حالانکہ اتنا امر قطعاً موجود ہے اور یہ ہر سال

نئی نئی تراشش وخراش کی کچی پیتاں کسی میں براق کسی میں پریاں جو گلی کوچہ گشت کرائی جاتی ہیں ہرگز تمثال روضۂ مبارک حضرت سید الشہدا نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صدہا مختلف انہیں ضرور تعزیہ اور ان کے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انہیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد وعوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں ولہذا فقیر نے اپنے فتوے میں قدر مباح کو ذکر کر کے کہا کہ جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے الخ اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعًا بدعت وناجائز وحرام ہے یہ اسی فرق جلیل ونفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا بالجملہ شہادت نامہ کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح ومحمود ہے اور شنائع زوائد وعوارض اگر ان سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اس قدر جائز سے جسے کوئی تعلق نہ رہا نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے، نہ اس کے عدم سے معدوم تو یہ فی نفسہ ناجائز وحرام ہے اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اصنام ہے۔ ود وسواع ویغوث ویعوق ونسر صالحین تھے ان کے انتقال پر ان کی یاد کے لئے ان کی صورتیں تراشیں بعد مرور زمان پچھلی نسلوں نے انہیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی انھیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد وعوارض خارجہ تھے ولہذا شرائع آلہیہ مطلقًا ان کے رد وانکار پر نازل ہوئیں بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح

فلما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك ونسخ العلم عبدت.

فاکہی عبیداللہ بن عبید بن عمیر سے راوی۔

قال اول ما حدثت الاصنام على عهد نوح وكانت الابناء تبر الآباء فمات رجل منهم فجزع عليه ابنه فجعل لا يصبر عنه فاتخذ مثالا على صورته فكلما اشتاق اليه نظره ثم مات ففعل به كما فعل ثم تتابعوا على ذلك فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ هذه اباؤنا الا انها كانت الهتهم فعبدوها۔

یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کر کے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑ جاتے ہیں۔ وباللہ العصمة واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال چہارم

مسئلہ از رام پور ضلع بجنور مرسلہ حافظ سید نیاد علی صاحب ۸ محرم الحرام ١٣١٣ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ میں کہ روز عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علما ممانعت کرتے ہیں ونیز کتب شہادت کو بھی جو امر صحیح ہو عند الشرع ارقام فرمایئے اور مجلس

محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبۂ ائمۂ اطہار مقصود ہو بلاشبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا کثرت ذنوبک فاسق الماء علی الماء تتناثر الذنوب کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف۔

جب تیرے گناہ زیادہ ہوجائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے رواہ الخطیب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اسی طرح کھانا کھلانا لنگر باٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان اللہ عزوجل یباھی ملئکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں۔ رواہ ابوالشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلا۔ مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں کچھ پاؤں کے نیچے آتی ہیں یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے بہت علماء نے تو روپیوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دولہن دولہا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے

لئے بنایا ہے تو اسے پھینکنا نہ چاہیئے۔ پھر روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے بزازیہ کتاب الکراہیۃ النوع الرابع فی الھدیۃ والمیراث میں ہے۔ ھل یباح نثر الدراھم قیل لا وقیل لا باس بہ وعلی ھذا الدنا نیر والفلوس وقد یستدل من کرہ بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدراھم والدنانیر خاتمان من خواتم اللہ تعالیٰ فمن ذھب بخاتم من خواتم اللہ تعالیٰ قضیت حاجتہ کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں۔ یونہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ و حرام ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔ رواہ ابوداود والحاکم عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہل بیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلاشبہ موجب ثواب و نزول رحمت ہے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ ولہذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں۔ ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین ومابعدہ لاینافی ما ذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراء تھم من

کل نقص بخلاف مایفعله الوعاظ والجهلة فانهم یاتون بالاخبار الکاذبة الموضوعة ونحوها ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقاده واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم۔

سوال پنجم از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاکخانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری ودیگر سکان مفتی گنج ۲۷ رمضان شریف ۱۳۲۱ھ

یہاں عشرۂ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کوبی و بین نہیں ہوتا اور میر مجلس سنی المذہب ہے ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہلبیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل ومقامات ومدارج بیان کئے جائیں اور ماتم وتجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع یکسر پاک ہوں فی نفسہ حسن ومحمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم۔

سوال ششم از نواب گنج ۲۰ محرم ۱۳۲۱ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں (۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوا، حضرت امام حسین کی نیاز کا کھاتا ہوں (۲) ایک شخص کہتا ہے۔ تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں۔ (۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرۂ محرم الحرام

میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے (۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بت ہے بسبب لگانے صورت کے۔ (۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو براق اور حور جنت میں ہیں (۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مسجد میں کیا ہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں (۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرعی کی ہیں۔ لکھ کر شرع کے سپرد کرو آپسمیں جھگڑا مت کرو (۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔ (۹) ایک شخص نے کہا جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب (۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے واقعی حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہیئے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہیئے اگر اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ قول غلط اور بیہودہ ہے تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی اور اگر نیاز دیگر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہیئے اور وہ نیت کا تفرقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا مفسدہ اس میں یہ ہے کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں۔ لہذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہیئے واللہ تعالٰی اعلم۔ (۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے اولیاء کرام کے مزارات پر جو شیرینی کھانا لوگ بہ نیت تصدق لیجاتے ہیں اسے

بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اس کے کھانے میں فقیر کو اصلا حرج نہیں۔ (۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اس کے پاس لیجا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھونا نہیں ہو سکتے۔ (۴) مجسم تصویر کو بت کہتے ہیں اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں بت ہیں اور مجازاً کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود مطلق ہو تو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا (۵) اس شخص کا یہ محض افترا ہے کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذ پنی کی مورتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روز بنتی ہیں اور اگر ہو بھی تو حور و براق کی تصویریں کب حلال ہیں (۶) یہ شخص صریح گمراہ و بدعقل و بدزبان ہے۔ مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا نہ اس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت آلٰہی بجالانے کے لیے تمام حقوق عباد سے جدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے اسکی طرف تقرب کے واسطے خاص ملک الٰہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہوگئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیا نسبت مگر جہل مرکب سخت مرض ہے والعیاذ باللہ (۷) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے۔ قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ (۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نکرو اہل شرع سے پوچھو تو اچھا کیا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے تو یہ بہت

برا کہا اور شرع پر افترا کیا اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کہا (۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا ان وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے فتاوے عالمگیریہ میں ہے اس بکری کو جو ہندو نے اپنے بت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کر دی تصریح فرمائی کہ حلال ہے۔ ویکرہ للمسلم مسلمان کے لئے مکروہ ہے جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہفتم مسئلہ از اترولی ضلع علی گڑھ محلہ مغلان مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۸ رجمادی الاولی ۱۳۲۱ھ مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت وجماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منھم وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کی قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ و ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیں گے اور منع نہ کر سکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہشتم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا اور موافق

شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے اور زید اگر ان باتوں کو جوفی زمانناً متعلق تعزیہ داری وعلم داری کے ہیں موافق مذہب اہلسنت کے تصور کرے تو وہ کس قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا اور اس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں درصورت کہ وہ امور متذکرۂ بالا کو داخل عقیدت اہلسنت والجماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ و ممنوع و ناجائز ہیں انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت و مطابق مذہب اہل سنت ماننا اس سے سخت تر و خطائے عقیدہ و جہل اشد ہے شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے بااینہمہ وہ شرک وکفر ہرگز نہیں نہ اس بنا پر عورت نکاح سے باہر ہو عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لائق توسل نہیں ہوتے باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی نہیں جانتا کہ معاذاللہ تعالٰی شرک ہو یہ وہابیہ کا جہل و ضلال ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ مرسلہ مولانا ظفرالدین صاحب ۲۶ محرم الحرام ۳۰ھ

ملفوظات حضرت سید عبدالرزاق بانسوی قدس سرہٗ میں یہ حکایتیں ہیں یا نہیں (۱) محرم کی دس تھی کہ حضرت مولانا ممدوح ایک تعزیہ کے ساتھ ہوئے جو جلا ہوں کا تھا اور مصنوعی کربلا میں دفن ہونے کے لئے لوگ لے جاتے تھے آپ کی وجہ سے اور خدام و مریدین بھی ساتھ ہولئے کربلا تک ساتھ ساتھ رہے بلکہ دیر تک قیام فرمایا

کچھ دنوں بعد خاص مریدین نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہوئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا۔

(۲) انہیں بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک دن عاشورہ کو مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے ٹوپی مبارک فصیل پر رکھی تھی کہ یکایک اسی طرح سر برہنہ نیچے تشریف لے آئے اور ایک تعزیہ کے ساتھ ہولئے اس دفعہ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت سیدۃ النساء تشریف فرما تھیں دونوں روایتیں کہاں تک صحیح ہیں۔

الجواب دونوں حکایتیں محض غلط و بے اصل ہیں تعزیہ داروں کو نہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی معتمد کا قول مجبورانہ حکایات بناتے ہیں اسی ساخت کی حکایت کوئی شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتا ہے۔ کوئی مونیا شاہ عبدالمجید صاحب سے کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے کوئی مولوی فضل الرحمٰن صاحب سے کوئی میرے حضرت جد امجد سے رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اور سب باطل و مصنوع ہیں میں تو ابھی زندہ ہوں میرے نسبت کہدیا کہ ہم نے اسے تعزیہ شاید علم بتائے کہ ان کے ساتھ جاتے دیکھا اور اس حکایت کا کذب تو خود اسی سے روشن کہ فرمایا مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہوئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا سبحٰن اللہ جب تعزیے ایسے معظم و مقبول و محبوب بارگاہ ہیں کہ خود حضور پر نور امام انام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلاۃ والسلام بنفس نفیس ان کی مشایعت فرماتے ہیں ان کے ساتھ چلتے ہیں تو ان سے کچھ مطلب نہ ہونا اللہ عزوجل کے محبوب و معظم سے مطلب نہ ہونا ہے جو ولی تو ولی کسی مسلمان کی شان نہیں پھر آگے

تتمہ کلام ملاحظہ ہو کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا یہ کاف بیانیہ تو ہو نہیں سکتا ضرور تعلیلیہ ہے یعنی حضرت امام کے ساتھ ہونے پر بھی کچھ توجہ نہ ہوتی مگر کیا کیجئے ان کے ساتھ مجمع اولیاء تھا لہذا مجبوراً شامل ہونا پڑا عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے ہاں خوب یاد آیا ۳، جمادی الآخرہ ۲۷ھ کو تلہر سے ایک سوال آیا تھا کہ تو نے تعزیہ داری کو جائز کر دیا ہے اس خبر کی کیا حقیقت ہے ایک رافضی بڑے فخر سے اس روایت کو نقل کرتا ہے ایضاً میرا اور دیگر چند علمائے بریلی کا فتوی طیار رہا ہے کہ آیت تطہیر کے تحت میں ازواج مطہرات داخل نہیں اس فتوی کی نقل اس رافضی کے پاس دیکھنے میں آئی ہے فقط اب فرمایئے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت درکار جب زندوں کے ساتھ یہ برتاؤ ہے تو احیائے عالم برزخ کی نسبت جو ہو کم ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوی رضویہ دہم نصف آخر ص۲۷)

مسئلہ از بدایوں محلہ جالندھری مسئولہ محمد ادریس خاں صاحب ۲۸، محرم الحرام ۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ بنا بر شوکت و دبدبہ اسلام تعزیہ بنانا اور نکالنا وعلم و بیرق اور مہندی وغیرہ نکالنا جائز ہے یا نہیں نیز تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا یا کہنا کہ تعزیہ ہماری منت کا ہے اگر بند کریں نہ بناویں تو ہمارا نقصان او لاد و مال ہوگا کیسا ہے تعزیہ دار یا تعزیہ پرست کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب علم تعزیہ بیرق مہندی جس طرح رائج ہے بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت روا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے اور اسے منت جاننا اور حماقت اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال

کرنا زنانہ وہم ہے مسلمان کو ایسی حرکات وخیال سے باز آنا چاہیئے ہاں ہمہ تعزیہ دار مسلمان ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ ضرور حلال ہے کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا تعزیہ پرست کا لفظ وہابیہ شرک پرست کی زبانی ہے جس طرح تعظیم وتکریم مزارات طیبہ پر مسلمانوں کو قبر پرست کا لقب دیتے ہیں یہ سب ان کا جہل وظلم ہے واللہ تعالٰی اعلم

فتاوی دہم نصف آخر ص۴۵

مسئلہ از سیتاپور محلہ قضیارہ مکان قاضی سید محمد رضا صاحب ۶، ربیع الآخر ۳۱ھ

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا کیسا ہے اور اس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا کیسا ہے اور بنانے والے تعظیم کرنے والے کا عند الشرع کیا حکم ہے جو شخص تعزیہ کہ ناجوازی کا قائل ہے اس کو کافر یا مرتد کہنا اور کافر سمجھ کر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کیسا ہے۔ اور تعزیہ داری میں غلو کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب تعزیہ رائجہ ناجائز و بدعت ہے اور اس کا بنانا گناہ ومعصیت اور اس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا محض جہالت ہے اور اس کی تعظیم بدعت جہالت اور تعزیہ کو ناجائز کہے صرف اس بنا پر اسے کافر یا مرتد کہنا اشد عظیم گناہ کبیرہ ہے کہنے والے کو تجدید اسلام و نکاح چاہیئے یوہیں اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مردود و باطل ہے البتہ اگر کسی وہابی کو کافر مرتد کہا تو مضائقہ نہیں اور وہابی کے پیچھے نماز بیشک ناجائز ہے جو تعزیہ داری میں غلو رکھے یا اس سے معروف ہو اگرچہ غلو نہ رکھے اسکے پیچھے بھی نماز نہ پڑھنا چاہیئے مگر پڑھیں تو ہو جائے گی ہاں اسے امام بنانا منع ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوی رضویہ دہم نصف آخر ص۳۳)

مسئلہ مسئولہ سید مقبول عیسٰی میاں صاحب بریلی نو محلہ، صفر المظفر ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس امر کے
اول یہ کہ اہل سنت و جماعت کو عشرہ محرم الحرام میں رنج و غم کرنا جائز ہے یا نہیں
دوسرے یہ کہ عشرہ محرم الحرام میں شکار کھیلنا مسلمانوں کو درست ہے یا نہ درست
تیسرے یہ کہ تعزیہ بنانا بدعت سیئہ ہے یا شرک و گناہ کبیرہ بینوا توجروا۔

الجواب اہلسنت و جماعت کا مدار ایمان حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جب تک اپنے ماں باپ اولاد تمام جہاں سے زیادہ حضور کی محبت نہ رکھے مسلمان نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "لا یومن احدکم حتی آکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین" تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسکے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور محب کو محبوب کی ہر شئے عزیز ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کی گلی کا کتا بھی حضرت مولانا قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں حضرت مجنون رحمۃ اللہ تعالیٰ کی حکایات تحریر فرمائی کہ کسی نے ان کو دیکھا کمال محبت کے طور پر ایک کتے کے بوسے لے رہے ہیں اعتراض کیا کہ کتا نجس ہے چنیں ہے چناں ہے فرمایا تو نہیں جانتا ہے کہ طلسم بستہ مولی ست ایں۔ پاسباں کوچۂ لیلی ست ایں یہ کتا لیلی کی گلی کا ہے مجان صادق کا جب دنیا کے محبوبوں کے ساتھ یہ حال ہے جن میں ایک حسن فانی کا کمال سہی ہزاروں عیب و نقص بھی ہوتے ہیں تو کیا کہنا ہے ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنہیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ کمال اور جن کا ہر کمال ابدی اور لازوال اور جو ہر عیب و نقص سے منزہ و بے مثال ان کا ہر علاقہ والا سنی کے سر کا تاج ہے صحابہ ہوں خواہ ازواج خواہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین پھر کیا کہنا ان کا جو حضورؐ کے جگر پارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط" حسین میرا اور میں حسین کا اللہ دوست رکھے اسے جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک نسل ثبوت کی اصل ہے یہ حدیث کس قدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے ایک بار نام لیکر تین بار ضمیر کافی تھی مگر نہیں ہر بار لذت محبت کے لئے نام ہی کا اعادہ فرمایا۔ "کما قالوا فی قول القائل" تا للہ یاظبیات القاع قلن لنا۔ الیلای منکن ام لیلی من البشر" کونسا سنی ہوگا جسے واقعہ کربلا کا غم نہیں یا اس کی یاد سے اس کا دل محزون اور آنکھ پرنم نہیں ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اسے جھوٹا اظہار غم ریا ہے اور قصداً غم آوری و غم پروری خلاف رضا ہے جسے اس کا غم نہ ہو اسے بے غم نہ رہنا چاہیئے بلکہ اسے غم نہ ہونے کا غم چاہیئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ دہم نصف آخر ص ۱۳۸)

(۲) جسے کھانے یا دوا کے لئے کسی جانور کی حاجت ہے وہ اگر بقدر حاجت دو ایک جانور مار لائے تو یہ کسی کھیل یا تفریح کا فعل نہ ہوگا۔ آیۃ کریمہ "واذا حللتم فاصطادوا" اسی کا ذکر ہے مگر بے حاجت مذکورہ تفریح طبع کے لئے جو شکار کیا جاتا ہے وہ خود ناجائز ہے کہ ایک لہو و لعب ہے لوگ خود اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں اور کھیل کے لئے بے زبانوں کی جان ہلاک ظلم و بے دردی ہے اشباہ والنظائر میں ہے۔ "الصید مباح الا للتلہی" اسی طرح وجیز کردری و تنویر الابصار وغیرہ میں ہے تو کھیل اور عشرہ محرم انا للہ وانا الیہ راجعون و

حسبنا اللہ ونعم الوکیل" واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) تعزیہ بنانا شرک نہیں یہ وہابیہ کا خیال ہے ہاں بدعت وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نصف آخر) ص ۱۳۸

مسئلہ ازجاورہ مرسلہ مصاحب علی صاحب امام مسجد چھیپاں ۲۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص تعزیہ ثواب وعبادت جان کر خود بنائے یا اور لوگوں کو بنانے کی ترغیب دے اور تعزیہ دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو جائے اور اس پر فاتحہ پڑھے اور تعزیہ کے ساتھ ننگے پیر تعظیماً چلے اور مرثیہ بھی پڑھوا تا جائے شاہ مولانا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ کی جلد اول میں لکھا ہے کہ بدعت کو عبادت سمجھ کر کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس پر ابن ماجہ کی ایک حدیث دلیل لاتے ہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعتی اسلام سے ایسا صاف نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال صاف تو شاہ صاحب کے قول خارج اسلام کے کیا مطلب ہے ایسا شخص کافر مرتد ہے یا گمراہ و رافضی ہے۔ بہر نوع ایسے شخص کا ذبح کیا ہوا جانور حرام یا حلال ایسے شخص کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں جو لوگ ایسے تعزیئے پرست کے مرید ہوں ان کا کیا حکم ہے ایسے تعزیئے پرست اور بت پرست میں کیا فرق ہے ایسے تعزیہ پرست پر لعنت آئی ہے یا نہیں کیا بزرگان چشت سے کسی بزرگ نے تعزیہ بنایا بنوایا تعظیم دی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب تعزیہ ضرور ناجائز وبدعت ہے مگر حاشا کفر نہیں کہ نماز جنازہ ناجائز یا ذبیحہ مردار یا بت پرستوں میں شمار ہو افراط وتفریط دونوں مذموم ہیں یہ حدیث ابن ماجہ قطع نظر اس سے کہ شدید الضعف ہے اپنے امثال کی طرح

اسلام کامل سے مأول یا بدعت مکفرہ پر محمول ورنہ ہر بدعت سیئہ کفر ہو جبکہ اس کا صاحب استحسان کرے اور یہی غالب ہے اور بدعت عقیدہ تو مطلقاً کفر ہو جانا لازم کہ اس کی تعریف ہی یہ ہے کہ "ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما" کما فی البحر الرائق۔ حالانکہ باجماع امت بعض بدمذہبیاں کفر نہیں فتاویٰ خلاصہ فتح القدیر وعالمگیریہ وغیرہا میں ہے "الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر" خلاصہ وغیرہ میں ہے "اذا قال ان للہ یدا او رجلا کما للعبد فھو کافر وان قال جسم لا کالاجسام فھو مبتدع" نیز اسی میں ہے۔ "وجملتہ ان من کان اھل قبلتنا ولم یغل فی ھواہ حتی لم یحکم بکونہ کافرا یجوز الصلوۃ خلفہ ویکرہ" ہزارہا مسائل متواترہ اسی تفصیل پر دال ہیں تو حکم مطلق کیسے صحیح ہو سکتا ہے ہاں افعال مذکورہ سوال کا مرتکب قابل بیعت نہیں کہ شرائط پیر سے اس کا سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ہونا ہے اور لعنت بہت سخت چیز ہے ہر مسلمان کو اس سے بچایا جائے بلکہ معین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اس کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ دہم نصف آخر ص ۲۵)

مسئلہ از لہرپور ضلع سیتاپور مدرسہ اسلامیہ مرسلہ محمد فیض اللہ طالب العلم بنگالی ۶ شعبان ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مدعی حنفیت کہتا ہے کہ تعزیہ چونکہ نقشہ ہے سیدنا حضرت امام حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مقدسہ کا اور منسوب ہے سیدنا امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لہذا اس کا بنانا امر ضروری ہے اور باعث ثواب و قابل تعظیم و ذریعہ نجات ہمارے لئے ہے لہذا جو شخص ان کی تعظیم بنانے کا مخالف ہے وہ یزید ہے پس امور ذیل تحقیق طلب ہیں۔ (۱) تعزیہ بنانا جائز ہے باعث ثواب و تعظیم ہے یا باعث عذاب نار جحیم ہے (۲) اس کے بنانے میں کسی قسم کی امداد جائز ہے یا نہیں۔ (۳) اس کا بنانے والا فاسق مشابہ اہل تشیع ہے یا نہیں اور بر تقدیر حرام و بدعت اس کا جائز سمجھنے والا کافر ہے یا اشد فاسق (۴) مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بھی اس کا ثبوت ہے یا نہیں بر تقدیر ثانی اس کا بنانے والا متبع امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے یا نہیں اور اس کا یہ دعویٰ کہ حنفی ہوں جس سے عوام بھی تعزیہ بنانے کی طرف راغب ہوتے ہیں یہ دھوکا دینا ہے یا نہیں اور باعث گمراہی ہے یا نہیں۔ (۵) ایسے شخص کو اگر حنفی لوگ اپنا پیشوا و پیر بنا دیں تو جائز ہے یا حرام اور مریدین پر فسخ بیعت واجب ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی اقتدا فی الصلوٰۃ جائز ہے یا مکروہ بکراہت تنزیہی یا تحریمی یا حرام (۶) منکرین تعزیہ کو یزید یا بد دین کہنا کیسا ہے اگر منکرین محل اس طعن و تشنیع کے نہیں تو یہ قول خود قائلین کی طرف رجوع کرتا ہے یا نہیں یعنی اس کا وبال و گناہ قائلین پر کتنا ہوگا اور حدیث شریف کے اس قاعدے کے تحت میں داخل ہوں گے یا نہیں کہ اگر کسی کو کافر کہے اور وہ فی الحقیقت ایسا نہیں تو قائل خود کافر ہوتا ہے (۷) بانی تعزیہ چونکہ عام مسلمانوں کے حضوری کا باعث ہوتا ہے پس بر تقدیر حرام و بدعت حاضرین و بانی دونوں گناہ میں مساوی ہیں یا اکمل و انقص ہیں۔

الجواب تعزیہ جس طرح رائج ہے نہ ایک بدعت مجمع بدعات ہے نہ وہ روضۂ مبارک کا نقشہ ہے اور ہو تو ماتم و سینہ کوبی اور تاشے باجوں کے گشت اور خاک میں دبانا یہ کیا روضہ مبارک کی شان ہے اور پریوں اور براق کی

تصویریں بھی شاید روضہ مبارک میں ہوں گی امام عالی مقام کی طرف اپنی بوسات مخترعہ کی نسبت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین ہے کیا توہین امام قابل تعظیم ہے۔ کعبہ معظمہ میں زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے سیدنا ابراہیم و سیدنا اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں بنائیں اور ہاتھ میں پانسے دیئے تھے جن پر لعنت فرمائی اور ان تصویروں کو محو فرمادیا یہ تو انبیائے عظام کی طرف نسبت تھی کیا اس سے وہ ملعون پانسے معظم ہو گئے یا تصویریں قابل ابقا۔ اور اسے ضروری کہنا تو اور سخت افترائے اخبث ہے وہ بھی کس پر شرع مطہر پر "ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لا یفلحون" اور اس کے منکر کو یزید کہنا رفض پلید ہے تعزیہ میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں "قال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" طریقہ مذکورہ ضرور فسق و اتباع روافض ہے اور تعزیہ کو جائز سمجھنا عقیدہ مگر انکار ضروریات دین نہیں کہ کافر ہو نہ اس سے حنفیت زائل ہو کہ گناہ مزیل حنفیت ہو تو سوا اجلۂ اکابر اولیاء کے کوئی حنفی نہ ہو سکے۔ معتزلہ اصولاً بد دین تھے اور فروعاً حنفی جو قول باطل دوسرے کو کہا جائے اس کا وبال قائل پر آتا ہے بعینہ وہی قول پلٹنا مطلق نہیں کسی کو ناحق گدھا کہنے سے قائل گدھا نہ ہو جائے گا یوہیں کسی سنی کو یزید کہنے والا یزید نہ ہو جائے گا بلکہ اس میں روافض کا پیرو۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اس کی بیعت ممنوع و ناقابل ابقا۔ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا گناہ ہے اور بانی و داعی پر ان سب کے برابر" لا ینقص من اوزارھم شیئا واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتاویٰ رضویہ دہم ص۲۷-۱۰۲۰۴

مسئلہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفۂ مرسلین مسائل ذیل میں (۱) بعض سنت جماعت عشرہ ۱۰ محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے

ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جاوے گی۔ (۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اوتارتے ہیں (۳) ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے (۴) ان ایام میں سوائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب یہ تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۵۳۶ ج ۱۰)

مسئلہ از ریاست داجگڈھ بیاورہ، ایجنسی بھوپال سنٹرل انڈیا مسئولہ محمد اسماعیل سوار رسالہ باڈی گارڈ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ محرم میں تعزیہ بنانا اور اس کے جتنیں مرادیں مانگنی علم اوٹھانے مہندی چڑھانا بچوں کو سبز کپڑے پہنانے اور ان کے گلوں میں ڈوریاں باندھکر ان کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقیر بنانا۔ دس روز تک سوگوار رہنا اور اس کے سویم اور دسواں چالیسواں کرنا ایسے مرثیوں کا پڑھنا جس میں اہلبیت کے سر پیٹنے اور بین کرنے خلاف شرع امور کا ذکر ہے اور یہ کہ ان مراسم کی ادائیگی کو حب اہل بیت سمجھنا عام طور سے ہمراہیان یزید کو مردود و کافر کہنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنا اور اس کو بھی مقتضائے حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھنا حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جملہ انبیاء سے بھی رتبہ میں بڑھکر سمجھنا بایں خیال کہ حضرت صوفیہ کرام نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے اور ایسا سمجھنے کو عین ایمان کہنا کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب حضرت امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہنا کفر ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی صحابی کو برا کہنا رفض ہے ہمراہیان یزید یعنی جوان مظالم ملعونہ میں اس کے ممد ومعاون تھے ضرور خبیث ومردود تھے اور کافر ملعون

کہنے میں اختلاف ہے ہمارے امام کا مذہب سکوت ہے اور جو کہے وہ بھی مورد الزام نہیں کہ یہی امام احمد وغیرہ بعض ائمہ اہلسنت کا مذہب ہے۔ سوم دسواں چالیسواں ایصال ثواب ہیں اور یہ تخصیصات عرفیہ ہیں اور ایصال ثواب مستحب باقی مراسم کہ سوال میں مذکور ہوئے سب ممنوع وناجائز ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۵۳۷ ج ۱۰)

مسئلہ از شہر کہنہ مسئولہ محمد خلیل الدین احمد صاحب ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ۸ محرم الحرام کو روافض جریدہ اٹھاتے ہیں۔ گشت کے وقت ان کو اگر کوئی اہل سنت وجماعت شربت کی سبیل لگاکر شربت پلائے یا ان کو چائے بسکٹ یا کھانا کھلائے اور ان کی شمول میں کچھ اہلسنت وجماعت بھی ہوں اور کھائیں پئیں تو یہ فعل کیسا ہے اور اس سبیل وغیرہ میں چندہ دینا کیسا ہے۔

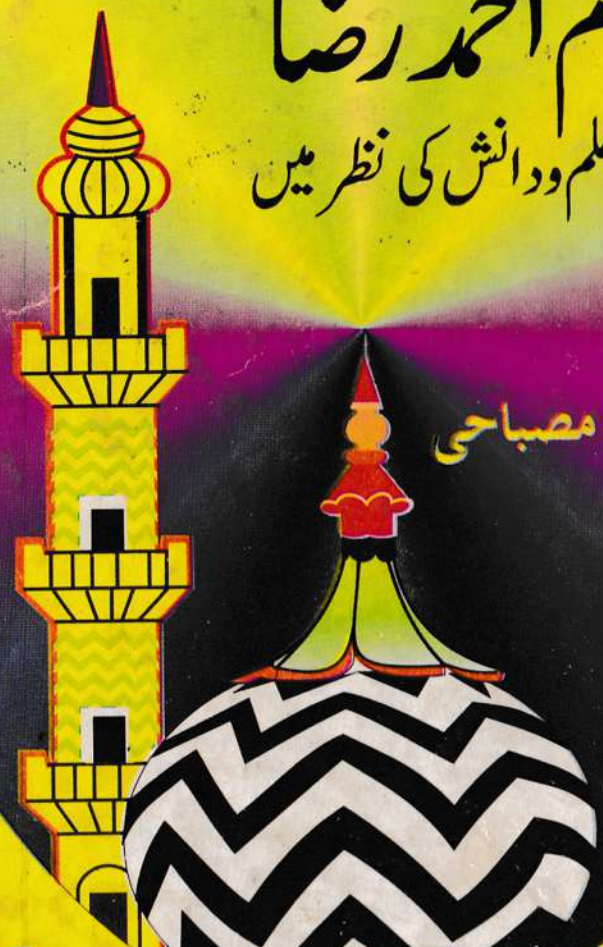
الجواب یہ سبیل اور کھانا چائے بسکٹ کہ رافضیوں کے مجمع کے لئے کئے جائیں جو تبرا ولعنت کا مجمع ہے ناجائز وگناہ ہیں اور ان میں چندہ دینا گناہ ہے اور ان میں شامل ہونے والوں کا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کثر سواد قوم فهو منهم وقال الله تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وقال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۵۳۷ ج ۱۰)

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

دبستان رضا

امام احمد رضا

ارباب علم و دانش کی نظر میں



یٰسٓ اختر مصباحی

رضوی کتاب گھر

۴۲۳ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶ فون ۲۳۲۶۳۵۲۴۱

فروغِ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرّر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313